

والله اعلم بالصواب

١١١

13.05/4

ذالك الذي في القارة

كتاب الفقه الكبير عن اهل البيت لاحسن

من الثقات القوية البديعة الحسنة والتعريفات الاحلية النيرة الجيدة المحبة المبررة
لما روي عن اهل بيت النبوة فاشترى الشريعة فاشترى الطريقة لخير السادة على رأس المائة الثالثة
من الهجرة لهؤلاء العزة امرينها تبييناً وتبيناً من طريق اهل السنة ابو عطاء حسن على المعروف
رحمن الرحمن صاحب قاسم على بن ذوالفقار على بن امام علي المحدثي الفاضلي بالانتساب الى ابي من
المحدثين الذين كانوا للاعتقاد والاشغال في الدين كان له رتبة لشرقة من رتبة لغيره قاله احد من بطررأه في
مفتاحه ملكه الاحد في مشتاقه ملكه العهد
عبد به غلام اهل طه من رتبة لغيره لغيره

طبع في المطبع في دار
طبع في المطبع في دار

كتاب الفقه الكبير

كتاب الفقه الكبير عن أهل البيت الأطهار

من المؤلفات القروية البديعة الحسنة والتصنيفات الاهلية المنبوعة الجيدة المعجمة الزينة
لما روي عن اهل بيت النبوة فاشرا شرعية ناصر الطريقة الجرد السدة على راسها المائة الثالثة
من الهجرة لهؤلاء العادة اريد بها تبينها وتبينها من طريق اهل السنة ابو عطاء حسن على المعروف
احسن التواضع جليل قاسم على بن ذوالفقار على بن امار على المهدى الفاطمي بالانتساب لا من
الجدة بل من الابن الذي لا يشك في الاستعانة به في الدين كان له ربه لشرق من ربه المغربين قاله احد من بطرحه له
مفتاح من ملكه الاحد في مشتاق نفع عليه العود
عبد به غلام اسمعيل فله من ربه في ملكه الاحد

طبع في المطبع الكائن في مدينة
بغداد في سنة ١٢٨٠

تقریظ



عالم فاضل کامل مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی

مضتف منتهی الکلام وغیرہ

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى

أما بعد فاعلموا اخواني وخلائي فوالله ربي قلوبكم وقلبي في لما طالعت كتب الشيعة
الشيعة عرفت قطعاً انهم يكيدون وكيداً ويصيدون وصيداً يقصدون دين الناس
قصد الوساوس الخناس فيصدونهم عن سواء السبيل ويردونهم الى سواء الا باطل
فيقولون ان اهل السنة يقتدون بالاصحاب ويعضون على سيرتهم بالانبياء وقد عرفت
مجتهدوهم حق صاحب الاساس بحديث النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان اصحابي كالنجوم بأيهم
اقديتم اهتديتم وان اخلا فيهم وجهته كما ذكرته مفصلاً في الكتاب الكبير ازالة الغين عن بصارة
العين وذكرت هفواتهم في تاويلاته ثم يفرون عليهم انهم لا يهتدون باهل البيت الا طياب
بل يعرضون عن سننهم كالنصاب ولا يروون عنهم الدلائل الاصولية ولا يدرسون منها المسائل
الفرعية ولذا يوجد في كتبهم روايات ابي خنيفة وروايات وقياسات ما لك واساتره ومنقولات
الشافعي ومعقولاته ومسندات احمد ومجتهداته ولا يوجد فيها من افادات آل النبي صلى الله عليه وآله
وعليهم وسلم وافاضاتهم شيئاً لا من اصول الدلائل ولا من فصول المسائل فكنت اتمنى بحجس
اللبالي ومرور الايام والشهود والاعوام وجود سفر ذي قدر يحق الحق الفاضل ويبطل الباطل
العاطل هادماً المطاعين الفرقة الاساس قاصداً الضعفاء الريبة والالتباس فيلج اصولهم و
يقطع فروغهم يجدع آنا فيهم ويقع اخلا فيهم واسلا فيهم ينادي نداء الجهاد الهادي ان مقالاتهم

میں پناہ لیتا ہوں اس کی شیطان مردود سے شروع اس کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
 سب تعریف اس کے واسطے اور سلامتی اس کی اون بند و پیڑھنگو اس نے چن لیا اب وہ جو اس کے بعد ہے
 وہ یہ ہے کہ تم معلوم کرو اس میرے بھائیو اور میرے دوستو اس جو میرا رب ہے وہ تمہارے دوستو اور میرے دوستو
 روشن کرے کہ میں نے جب بد مذہب شیعوں کی کتابیں دیکھیں میں نے خوب پچانا کہ وہ فریب گانٹھتے ہیں اور شکار کو
 پھنڈے میں پھانسی ہیں لوگوں کے دین پر ارادہ کرتے ہیں جو ارادہ اس کا ہے جو دوسو سوہ ڈالتا ہے چپ جاتا ہے سو یہ لوگ
 اس کو سید ہی راہ سے روکتے ہیں اور بڑی بڑی جوٹی باتوں کی طرف پھیر کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل سنت اصحابوں
 کی چال پر چلتے ہیں اور انکی خصلتوں کو دانتوں سے پکڑی ہوئی ہیں اور ان کے مجتہدوں نے اقرار کیا ہے صاحب اساس تک
 حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا کہ میرے اصحاب تاروں کی طرح ہیں تم انہیں سے جسکی پیروی کرو گے
 راہ پاؤ گے اور انکا اختلاف رحمت ہے جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے بڑی کتاب ازالۃ الغین عن بصارت العین
 میں اور اس کے معنی کے پہرے میں جو انھوں نے دہیات بکا ہے اس کا میں نے ذکر کیا ہے پہرہ اہل سنت
 پر یہ جو بیتان دیتے ہیں کہ وہ اہل بیت کی راہ پر نہیں ہیں بلکہ ان کے طریق سے خارجیوں کی طرح پھیرنے
 والے ہیں اور ان سے روایت نہیں کرتے اور دلیلون کو جو دین کی خبر ہیں اور ان سے نہیں سمجھتے ہیں اور ان
 باتوں کو جو دین کی شاخیں ہیں اور اسی لئے انکی کتابوں میں پائی جاتی ہیں ابو حنیفہ کی سمجھی ہوئی باتیں
 اور انکی روایتیں اور مالک کے قیاس اور انکی رکبی ہوئی بنیادیں اور شافعی سے نقل کی ہوئی باتیں اور انکی سمجھی
 ہوئی باتیں اور احمد کی سند پہنچائی ہوئی باتیں اور انکی سمجھی ہوئی باتیں اور اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی
 اولاد شاد کی ہوئی باتوں میں سے کوئی شے انہیں نہیں پائی جاتے اصل دلیلون میں اور نہ جدا جدا مسئلوں میں تو میری رات او
 دن اور مہینے اور سال اس آرزو میں گزرتے تھے کہ کوئی شخص ایسا پیدا ہو جو ایسی کتاب لکھے جس میں
 مذہب حق صحیح کو ثابت کرے اور غلط بات بیکار کو مٹا دے اور اس فرقہ کے طعنوں کی بنیاد
 کو ڈھا دیوے اور شبہ اور شک میں جو دشمنی دلون میں ہے اس کو توڑے اور ان کی جڑیں
 اوکھیرے اور ان کی شاخیں کاٹے انکی ناکین کاٹے اور ان کے پھلوں اور اگلوں کو
 اوکھیرے اور پکار کر اس بات کی آواز دیوے کہ ان کی باتیں ایسی ہیں جیسے پرپٹ

كَرَّابٍ بِفِيْعَةٍ يَحْسِبُهُ الظَّمَانُ مَاءً حَقًّا إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْ شَيْئًا وَإِنْ أَهْلُ السَّنَةِ هُمُ الَّذِينَ
 يَتَّبِعُونَ أَنْوَارَ الْإِمَّةِ الْأَطْيَارِ كَمَا يَقْتَفُونَ آثَارَ الصَّحَابَةِ الْكِبَارِ وَلَكِنِّي مَا رَأَيْتُ كِتَابًا يَكُونُ لِمَا تَمْنِيهِ
 نَصَابًا ثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ الْفِتْنُ فِي بِلَادِ الْهِنْدِ كَافَّةً وَعَمَّ الْحَنَ أَهْلُهَا عَامَةً كَمَا حَذَرْنَا اللَّهُ تَعَالَى أَيَّاهَا بِقَوْلِهِ
 وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُغْنِيَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ كُفْرًا وَخَاصَّةً وَسَافَرْتُ إِلَى الْحَرَمَيْنِ الْحَرَمَيْنِ زَادَهَا اللَّهُ شَرَفًا
 وَكَرَامَةً فَاقَمْتُ هُنَا لِكُلِّ ثَلَاثِ سِنِينَ ثُمَّ سَافَرْتُ إِلَى الْعِرَاقِ وَاقَمْتُ هُنَا مَا يَزِيدُ عَلَى سِتِّينَ مِائَةً
 بِكِتَابٍ كَمَا ذَكَرْتُ أَيْضًا فَلَمَّا وَصَلْتُ تَقْدِيرًا مِنْ اللَّهِ تَعَالَى إِلَى حَيْدَرَأَبَادِ صَلَواتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَخَلَّلْتُ
 وَالْعِلَلُ وَالْفُسَادُ رَأَيْتُ هُنَا لِكُلِّ نَمُودَجٍ مِنَ الْكِتَابِ الْمُسْتَطَابِ الْمُسْتَحْيِ حَيَاءُ الْمَيْتِ بِفَقْهِ أَهْلِ الْبَيْتِ
 مَا نَفَيْتُ ذَلِكَ كَمَا تَمْنِيَتْ بَلْ فَوْقَ مَا ابْتَغَيْتُ لِقَدَّادٍ وَابْجَادِ مُصَنِّفٍ وَرِئِيسِ الْعُرَفَاءِ وَرَأْسِ الْأَصْفِيَاءِ
 صَدْرِ الْأَعْلَاءِ الْمُسْتَغْنَى عَنِ الثَّنَاءِ فَجَمَعَ وَقَعَ وَحَكَمَ وَاحْكَمَ فَجَرَحَ وَعَدَلَ وَصَحَّحَ وَعَدَلَ وَطَبَّ وَكَبَّرَ
 ضَبَطَ وَرَبَطَ وَوَفَّقَ وَحَقَّقَ وَرَتَّبَ وَهَذَّبَ وَآكْرَأَ وَخَصَّرَ عَلَى تَقْيِيدِ خَبْرِهِ وَتَجَوُّدِ نَظَرِهِ وَتَجَمُّسِ
 عَنْ عَجْرِهِ وَبِجَرِّهِ كَيْفَ لَا وَقَدْ صَنَّفَ كَثِيرًا وَإِنْ لَمْ أَرِ إِلَّا سِيرَ أَفْصَارٍ فِي تَدْوِينِهِ وَتَحْسِينِهِ
 مُؤَيَّدًا بِالدُّعَاءِ مِنْ رَقِيٍّ إِلَى أَعْلَى السَّمَاءِ عَلَيْهِ وَآلِهِ الثَّحْبَةُ وَالْثَّنَاءُ مِنْ رَبِّ الْعَرْزَةِ وَالْكَرْبِيَاءِ
 فِي حِكَايَةِ حِكَايَاهَا لِي عَنْ مَنْامِهِ فَطَارَ فِي هَذَا الْخُطْبِ مِنَ الْفَرَشِ إِلَى الْعَرْشِ فَلَوْ تَمَّ أَبْوَابُهُ وَفُصُولُهُ
 وَفُرُوعُهُ وَأَصُولُهُ عَلَى مَا رَأَيْتُ نَمُودَجَهُ لَقَدِمْتُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَهُ وَادْعَيْتُمْ أَنَّهُ لَا عَيْنَ رَأَتْ وَلَا أُذُنَ
 سَمِعَتْ ثُمَّ ارْجِعْ إِلَى الْمَصْنُوفِ فَحَمْدُ اللَّهِ فِي مَدَّةٍ قَدْ هَدَى إِلَى فَهْرِ سِتِّ مِائَةِ مِائَةٍ عَشْرِينَ سَنَةً

میدان میں ریت کہ پیاسا گمان کرتا ہے کہ پانی ہے جب اس کے پاس آتا ہے تو اسکو کچھ نہیں پاتا اور اہل سنت جو ہیں وہی پاک اماموں کی روشنی لے رہے ہیں جس طرح بڑے بڑے اصحابوں کے قدموں کے نشان پر چلتے ہیں لیکن مینے کوئی کتاب ایسی نہیں دیکھی جو میری آرزو کو پورا کرے پہر جب تمام ملک ہند میں فساد واقع ہوئی اور یہاں کے تمام سب لوگوں پر سختیں پڑیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہکو ڈرایا ہے اور فرمایا ہے کہ ڈرو اس فتنے سے کہ نہیں چھوچھو گئے تم میں خاص اور نہیں لوگوں پر جنوں نے بے اضافی کی اور مینے سفر کیا مکہ شریف اور مدینہ شریف کی طرف اللہ تعالیٰ اہل دونوں شہروں کی بزرگی اور عزت اور زیادہ بڑا دی سپرین وہاں تین برس رہا پھر مینے ملک عراق کی طرف سفر کیا اور مین وہاں دو برس سے زیادہ رہا وہاں بھی کوئی کتاب ایسی نہ پائی پہر جب مین اشک ٹھیراتی ہوئی تقدیر سے حیدرآباد کی طرف آیا اللہ پاک اسکو خلل اور علت اور فساد ہی بچا دی تو یہاں مین ایک نمونہ دیکھا اس کتاب پاک کا جسکا نام ہے **احیاء المیت بفقاہل البیت** تو جیسی میری آرزو تھی ویسا مینے پایا بلکہ جیسا مینے چاہتا تھا اس سے زیادہ پایا بیشک فائدہ پہنچایا اور بہت عمدہ بیان فرمایا اس کے مصنف نے جو سردار مین اللہ کیچھانے والوں کے ہمین چنے ہوئے لوگوں کو سردار مین علم والوں کے بے پرواہین تعریف سے سوا وہوں نے جمع کیا بیشک باتوں کو اور ادھیر اعلیٰ باتوں کو اور حکم کیا اور اسکو پکا کیا اور کسی راوی کو کچا کہا کسیکو معتبر کہا کسی بات کو صحیح کہا کسی بات کی غلطی بیان کی اور علاج کیا اور آوندھا دیا اور بند و بست کیا اور باتوں مین موافقت دی اور تحقیق کیا اور ترتیب دیا اور چھانٹ کر رکھا اور بڑا ہوا بیان کیا اور چھٹا بیان کہا اور خوب کو خوب پرکھ لیا اور خوب طرح پر دیکھ لیا اور گرہ کا چھٹہ سب کو دیکھ لیا یہ کیونکر نہوا وہوں نے تو بہت کچھ تصنیف کیا ہے اگرچہ مین تھوڑا دیکھا ہی تو اس کے جمع کرنے مین اور اچھی طرح لکھنے مین اونکی مدد کی گئی کہ اس سول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اللہ سے دعا کی جو آسمان کے بڑے آدمی مقام تک چڑھے اور اپنا اور اونکی آل پر رحمت اور ثناء ہے جناب کبریا جل جلالہ کی طرف سے کہ انہوں نے اپنی ایک خواب کی حکایت مجھ سے بیان کی ہے سو وہ اس کام مین فرش سے عرش تک لوڑے ہیں پہر اگر اس کتاب کے باب اور فصل اور چٹرین اور شاخین اس طرح تمام ہو مین جیسا مینے نمونہ دیکھا ہے تو تم کہو گے کہ مینے ایسی کتاب نہیں دیکھی اور تم دعویٰ کرو گے کہ ایسی کتاب کسی آنکھ نے نہیں دیکھی اور کسی کان نے نہیں سنی پہر مصنف نے اللہ اونکی مدد کشادہ کرے میری پاس بارہ برس کی بعد اپنی تصنیف کی ہوئی کتابوں کی فہرست بھیجی مینے

اعني بدأنا ليفة من اثني عشر كتابا تكون لما بلغه من علوم اهل بيت النبوة نصا با أو لها
كتاب فقه الايمان المستحق كتاب الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر ثانيا كتاب اصول العلم
من الرواية والدراية عن اهل بيت الولاية والهداية ثالثا كتاب فقه الاسلام المتبحر باحيا
الميت يفقه اهل البيت رابعا كتاب قراءة القرآن عن اهل بيت الذكر والافتقار الملقب بخاف
قراء البشر فقراء اهل البيت خمسة عشر خامسا كتاب علوم القرآن عن اهل بيت النبوة
والعرفان سادسا كتاب اخبار العالم عن اهل بيت النبي صلى الله عليه وآله وسلم سابعها كتاب
الحكمة والموعظة عن اهل بيت الفطنة والمعرفة الملقب بمنهاج البلاغة ثامنا كتاب الادعية
والاذكار عن اهل البيت الاطهار الملقب بالصيغة الفاضلة تاسعا كتاب فقه الاحسان
عن اهل بيت الحكمة والعرفان عاشرها كتاب جوامع الاخبار والآثار عن اهل البيت الاحياء
حادى عشرها كتاب آيات النبوة عن آيات الفتوة ثاني عشرها كتاب الصنف المطهرة العلوية للحضرة
الموقرة العلوية فارجو من الله تعالى اتمامها وحسن اختتامها عاجلا حق يطاع شمل التحقيق من مطالعها
ويسطع نور التصديق الى مخضعها ويعرف ان فقهاء اهل السنة وقراءهم وعرفائهم ومتكلميهم ومحدثيهم
ومفسريهم وسائر اصناف علمائهم المتبعون لاخبار اهل البيت الطيبين وهم المقتفون لآثارهم
المهتدون بحججهم الهدى اصحاب سيد النبيين صلى الله عليه وآله وسلم وعليهم اجمعين وان ذلك مع
اتباع كتاب الله هو التمسك كاملا بالثقلين والتمسك بالعلمين وان كلا من الفريقين

جن کتابوں کا تصنیف کرنا شروع کیا ہے وہ بارہ کتابیں ہیں کہ جو کچھ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کے علوم سے اونکو پہنچا ہے اوس کی پونہجی ہے۔ اول کتاب فقہ الایمان، جگانام ہے کتاب الفقہ الاکبر عن اہل البیت الاطہر۔ دوسری کتاب اصول العلم من الروا والدرا یہ عن اہل بیت الولا یہ والہدایہ تیسری کتاب فقہ الاسلام جگانام ہے اخبار المیت فقہ اہل البیت چوتھی کتاب قرائت القرآن عن اہل بیت الذکر والاتقان جس کتاب کا یہ خطاب ہے کہ اتحاف قراء البشر بقراءت اہل البیت الخمسة عشر یاخون کتاب علوم القرآن عن اہل البیت النبوة والعرفان چہٹی کتاب اخبار العالم عن اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں کتاب الحکمة والموعظة عن اہل بیت الفطنة والمعرفة جسکا خطاب ہے منہاج البلاغہ آنھون کتاب الادعیۃ والاذکار عن اہل البیت الاطہار جسکا خطاب ہے الصیفة الفاضلہ۔ نویں کتاب فقہ الاحسان عن اہل بیت الحکمة والعرفان۔ دسویں کتاب جوامع الاخبار والآثار عن اہل البیت الاخبار گیارہویں کتاب آیات النبوة عن رايات الفتوة۔ بارہویں کتاب الصف المظہر العلویہ للحضرت الموقرہ العلویہ۔

سو میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ ان کتابوں کو جلد اچھی طرح پورا کر دے تاکہ کہ تحقیق کا آفتاب اوس کے مطلع سے نکلے اور نور تصدیق کا اوس کے مخزن سے بلند ہو اور پہچانا جاوے کہ اہل سنت کی فقیہ اور سمجھ والے اور قرآن کے پڑھنے والے اور اللہ کے پہچاننے والے اور بحث کرنے والے اور حدیث والے اور تفسیر والے اور اون میں کے سب قسم کے علم والے وہی اہل بیت پاک کے خبروں کے تابع ہیں اور وہی اون کے قدموں کے پیچھے چلنے والے ہیں۔ اور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب جو اللہ کی راہ کے مارے ہیں اون سے راہ پانے والے ہیں اور قرآن مجید کی پیروی کے ساتھ یہی پورا عمل ہے دونوں بہار ہی چیز و فیر اور غسل کرنا ہے دونوں کاموں پر اور یہ دونوں گروہ پیچ کے وسیلہ ہیں

متوسطون بيننا وبين النبي صلى الله عليه وآله وسلم يوصلون اليانا من داخل البيت وخارجه
ما فاض منه بالمهاجرين فشكر الله مسعاه وذكر رضاه به عند من والاه وابلغ اليه بكرمه
ما يتمناه واسبح عليه من نعمه ما يترجاء بجاء من اصطفاه وارضاءه واجتباؤه عليه وآله
واصحابه واحبابه اعلى صلوات الله واجلى تسليمات الله وقدر ذلك بقوله لا فقر الا فقر الاحقر
حيد وعلي غفر له الولي عند سفره الى الهند ثانياً ^{٢٩٣} سنة

تقر بظعام جليل مولوى سيد عبد الله حسني رضوى لقوى
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله حق حمده والصلوة على حبيب محمد وآله من بعده وبعد فقد رأيت هذه
الأمثلة المروجة من تلك الكتب المقصودة المحبودة واخوانها من الزبر المودودة
واجوبة الرسائل واجوبة المسائل فلقد ألفت مؤلفها عالم اهل البيت ناشر الشريعة
ناصر الطريقة العلامة الفهامة لعلوم دين الأئمة عامة وخاصة لعلوم اهل بيت النبوة
والفتوة والامامة والكرامة الحق مصداق في هذا الزمان من بين علماء الآفاق للآية ولولا
دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله ذو فضل على العالمين وتحديث
ان الله يبعث لهذا الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها فيرجى ان يدفع
الله الفساد الشيعي بين اهل السنة والشيعية فهو الحمد المسد على رأس المائة الثالثة عشر من

ہمارے بیچ میں اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچ میں گہر کے اندر سے اور باہر سے
ہم تک پہنچاتے ہیں جو رات دن میں آپ سے ادھون نے فیض پایا ہے اللہ تعالیٰ اس مصنف کی
سعی کا عوض دیوے اور ان کے ساتھ اپنی رضامندی کا ذکر کرے اور ان لوگوں کے پاس جو اسکے
نزدیک ہیں اور اپنے کرم سے ان کی آرزو تک اور ان کو پہنچا دے اور اللہ کی جن نعمتوں کے وہ امیدوار
ہیں وہ نعمتیں اللہ اور پیرو پر ہی کرے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کے وسیلہ سے
جن کو اوسنے چن لیا اور پسند کیا ہے اور چن لیا ہے اور پیرو اور ان کی آل و اصحاب اور احباب پر
اللہ کی رحمتیں اور بہت بڑے درجہ کی سلامتی ان اللہ کی طرف کی لکھا یہ اپنے قلم سے فقیر
حقیر حیدر علی نے اللہ اور اس کے گناہوں کو معاف کرے اور سنے یہ لکھا جب ہند کی طرف
دوبارہ سفر کیا ۱۲۹۳ ہجری۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جیسا حق ہے اور اس کی تعریف کا اور اللہ کی بہت بڑی رحمت ہوا اسکے پیار
بندے محمد پر اور ان کے بعد ان کی آل پاک پر اور بعد اسکے یہ ہے کہ میں نے دیکھا اس نمونہ کو جو ملا ہوا ہے
اور کتابوں سے جو مقصود ہیں بہت خوب ہیں اور اور کتابوں سے جو مرغوب ہیں اور عجب عجب
رسالے اور جواب مسلمانوں کے تو میں نے پایا اسکے مصنف کو عالم اہل بیت کا پہلے والے والا شریعت کا مددگار
طریقہ کا بڑا علم والا بڑا سمجھنے والا تمام امت کے دینی علوم کا اور خاص حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے اور علی مرتضیٰ صاحب قوت اور امامت اور کرامت کے اہل بیت کے علوم کا اور اس نے
میں تمام دنیا کے علماء دین میں سے اوس پر خوب طرح اس آیت کا مضمون صادق آتا ہے کہ اگر یہ نہ تھا کہ اللہ
دفع کر دیتا ہے لوگوں کو ایک کے باعث سے ایک کو تو بیشک زمین خراب ہو جاتی ولیکن اللہ فضل والا ہے
سب جہان والوں پر اور اس حدیث کا مضمون بھی اوس پر صادق آتا ہے کہ اللہ اٹھا دیگا اس امت کے
کے لئے ہر سو برس کے آخر اس شخص کو جو اس کے امردین کو اسکے لئے تازہ کر دیگا پس امید رکھی جاتی
ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی جہت سے دفع کر دے اس برے فساد کو جو سنیوں اور شیعوں کے بیچ میں ہے تو وہ

من الهجرة طه الأئمة امر دينها تبدينا وتدويننا من طريق اهل البيت الطاهرين بروايات اهل
السنة والجماعة وقد ذكرنا ان على رأس المائة الاولى كان مجد دأمر الدين طه الأئمة
من اهل البيت الامام محمد بن علي الباقر لعلوم الدين وضعه على رأس المائة الثالثة ولد
حفيد الامام علي بن موسى الرضا وضع ثم ظهر في هذه الأئمة المجد لعلوم اهل البيت
تدويننا وتبدينا على رأس المائة سنة وقد قال في مقال اني فاطمي من جهة ابي واتي والله
المؤيد المسدد المشيد اللهم فجزل من اتمامها وحسن اختتامها امين يا الله قاله
بفمه ووقعه بقلمه احقر خلق الله الا فقر الى رحمة الله عبد الله الحسين عفا عنه الله

شكر الله مساعيت واعطاك مرامك
وتولاك وارضاك كما ارضى امامك
وسلاى متغشاك ومن كان امامك

(لکاتبها محمد بن عقيل بن يحيى علوى) بحمد ربنا والذكر

١٣١٢

تیرہویں صدی ہجری کے آخرین نئے سرے سے تازہ کرنے والا ہے ٹھیک طرح پر
 بتانے والا ہے دین کی باتوں کا بیان کر کے اور جمع کر کے اہل بیت پاک کے وسیلہ سے
 جو روایتیں اہل سنت و جماعت کو پہونچتی ہیں اور علماؤن نے ذکر کیا ہے کہ پہلی صدی
 کے آخرین اس امت کے واسطے امر دین کے تازہ کرنے والے اہل بیت میں سر
 امام محمد بن علی باقر تھے جو دین کے علوم کی باریکیاں نکالنے والے تھے اور تیسری صدی
 کے آخرین اونس کے پوتے کے بیٹے امام علی بن موسیٰ رضا تھے پھر اس امت میں
 ظاہر ہوا تازہ کرنے والا علوم اہل بیت کا جمع کر کے اور بیان کر کے اس صدی کے
 آخرین اور اوصون نے اپنے ایک بیان میں کہا میں فاطمی ہوں اپنی دادی اور زانی
 کی طرف سے اور اللہ مدد کرے والا ہے ٹھیک راہ بتانے والا ہے مضبوط کرنی والا
 ہے یا اللہ اب جلد ان کتابوں کو اپنے فضل سے اچھی طرح تمام کر دے آمین
 یا اللہ۔ اس بات کو اپنے منہ سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اللہ کی سب خلق
 سے زیادہ حقیر اور اللہ کی رحمت کے بہت محتاج عبد اللہ حسینی نے اللہ اوسکے
 گناہ معاف کرے۔

اللہ عوض دیوے تیری سعی کا اور تیرا مقصد اللہ تجکو دیوے اور تیرے کاموں کا بنانیوالا ہو
 اور تجکو خوش کرے جیسا تیرے امام کو خوش کیا اور میرا سلام تجکو گھیر لیوے
 اور اونسکو جو تیرے آگے ہیں۔

یہ شعرین تقریظ کے عالم عرب سید محمد بن عقیل بن یحییٰ علوی کے ہیں



فتیہ الحمد ہر آن نقش کف خاطر میجو آ
آخر آمد ز پس پرودہ تقدیر پدید

مسلمانان روی زمین کو نوید و مہمان اہل بیت علیہم السلام کو شروہ مزید کہ عالیجناب معلی القاب افادت
نصاب افاضت آب رشادت انتساب فخر حجاز و جہانیاں اتقار ایمان و ایمانیان مولانا المولوی
الصوفی المحدث المفسر للقرآن حسن اقران برگزیدہ حضرت رحمن ویزدان مخصوص افضال و حسان
ایزدمنان المشار الیہ بالبنان عین الاعیان و انسان الانسان السید السند حسن الزمان محمد
لازال فیوضہم ممتدۃ فی الدوران - آج کل افادہ و افاضہ علوم اہل بیت کی طرف متوجہ ہیں - جن کو
حضرت نے چالیس سال کی محنت و مشقت شبانہ روزی سے فراہم فرمایا - اور انہیں کتابوں میں
اون کو مدون کیا ہے - درحقیقت یہ علوم و معارف کا گلزار جو آپ کی محبت و محنت کی دستیاری
و بیداری دیدہ کی آبپاری سے سرسبز ہوا و پھولا و پھلا ہے - اگر اوسکو مصداق مالا عین رکأت

وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبٍ نَبِيٍّ كَبِيرٍ تَوْبًا هِيَ۔ اور الحق قابلِ گلشت دید و لایقِ نظارہ شہید ہوں۔ مولانا نے امتِ مرحومہ میں یہ وہ کام کیا ہے کہ اس تیرہ سو برس میں کسی کا طائرِ خیال اس کے گنگرہ و بامِ عال تک نہیں پہنچا تھا ذلک فضلُ اللہِ یؤتیہ منَ شِئْءٍ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ چنانچہ ادن کتابوں کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) الكتاب الاول كتاب فقه الايمان المسمى بكتاب الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر۔

(۲) الكتاب الثاني كتاب العلم المترجم بكتاب اصول رواية العلم عن اهل بيت مدينة العلم۔

(۳) الكتاب الثالث كتاب اصول الدراية عن اهل بيت الهداية۔

(۴) الكتاب الرابع كتاب اصول المسائل عن اهل بيت الفضائل۔

(۵) الكتاب الخامس كتاب فقه الاسلام عن اهل بيت النبوة الاعلام۔

(۶) الكتاب السادس كتاب قراءات القرآن عن اهل بيت الذكر والاتقان۔

(۷) الكتاب السابع كتاب علوم القرآن عن اهل بيت النبوة والعرفان۔

(۸) الكتاب الثامن كتاب اتباع العالم عن آل النبي المكرم صلى الله تعالى عليه وآله وسلم۔

(۹) الكتاب التاسع كتاب الحكمة والموعظة عن اهل بيت الفطنة والمعرفة۔

(۱۰) الكتاب العاشر كتاب الادب عن اهل بيت النبي المؤدب عليه وعليهم صلوات الرب۔

(۱۱) الكتاب الحادي عشر كتاب الطب عن اهل بيت الحب صلى الله عليه وآله وسلم كما يرضى ويحب

(۱۲) الكتاب الثاني عشر كتاب الادعية والاذکار عن اهل البيت الابرار الملقب بالصيفة الفاضلة

(۱۳) الكتاب الثالث عشر كتاب فقه الاحسان عن اهل بيت الحكمة والعرفان -

(۱۴) الكتاب الرابع عشر كتاب آيات النبوة عن رايات الفتوة -

(۱۵) الكتاب الخامس عشر كتاب جوامع الاخبار والآثار عن اهل البيت الاخيار -

(۱۶) الكتاب السادس عشر كتاب الصحف المطهرة العلوية للحضرة الموقرة العلوية -

(۱۷) الكتاب السابع عشر كتاب اصول العربية المحصول من الحضرة العلوية وفيه الاصول النحوية والقواعد

الصرفية والماخذ الاشتقاقية ونوادير اللغات العربية والعجمية المروية عن

اهل بيت النبوة واللطائف البدیعیة والبیانیة والظرائف المعنویة والاشعار^{الطیبة}

الماثورة عن اهل بيت النبوة -

(۱۸) الكتاب الثامن عشر كتاب الكتب والمخطوطات عن اهل بيت علو الرتب الملقب بمنهاج البلاغة

(۱۹) الكتاب التاسع عشر كتاب معرفة الرجال الرواة عن اهل بيت الکمال -

یہاں بت جو کتابوں کے نام مندرج ہوئے ہیں ادن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہر ایک

کتاب جس علم سے متعلق ہے اوس علم کی اضافت اہل بیت الابرار علیہم السلام سے کی گئی ہے جس سے یہ

مراد ہے کہ ہر ایک علم کی بابت جتنے احادیث یا آثار ہر ایک کتاب میں درج ہوئے ہیں ادن کی روشنی میں

سلسلہ ائمہ اہل بیت سلام اللہ علیہم اجمعین تک پہنچتا ہے۔ اور ادن ختم ہوتا ہے۔ گویا یہ بتلایا گیا ہے

کہ حدیث انی قد ترکت فیکو ما ان اخذتوبہ لن تضلوا کتاب اللہ سبب بید اللہ و
 سبب باید یکو و اہل بیتی پر کس حد تک اور کس اہتمام کے ساتھ عمل ہوا ہے۔ منجملہ ادن کتب کے
 بعض تو ایک ایک جلد میں ہیں۔ اور بعض دو دو اور بعض چار چار اور پانچ پانچ جلدوں میں۔ اور بعض
 اوس سے بھی زیادہ اور وہ بھی ضخیم و حجم۔ ان کتابوں کی غرابت و ندرت کا ادنیٰ پیمانہ یہ ہے کہ جیسا
 اوپر ذکر ہو چکا۔ اس تیرہ سو برس کی وسیع مدت میں کسی ایک فن میں بھی کوئی کتاب اس التزام کے
 ساتھ مرقون نہیں ہوئی۔ انیس کتاب تو درکنار۔ یہ محض بیان ہی بیان نہیں ہے۔ بلکہ کشف الظنون
 و مدینۃ العلوم و الفنون و کتب اسانید الکتب وغیرہ جو کتب اسلامیہ کی فہرست سمجھی جاتی ہیں۔ و نیز دفاتر
 فہرستہای کتب خانہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً و قسطنطنیہ و مصر و لندن و فرانس
 و جرمن ملاحظہ ہوں۔ جس سے اس بات کی پوری پوری تصدیق ہو سکتی ہے۔ پس جب اس متبرک تصنیف کا
 یہ حال ہے تو کیا حیدر آباد انخسار البلاد نہ کھلائے گا۔ جہاں سے ایسے علمی کارنامہ کا ظہور اور اشاعت
 ہو رہی ہے۔ کیونکہ دراصل یہ کام تو بڑے بڑے نامی اسلامی بلاد میں جیسے مکہ مبارکہ مدینہ
 نجف اشرف کربلائی معلی کاظمین مکرین بغداد شریف قسطنطنیہ مصر وغیرہ میں ہونے کا تھا۔
 الحمد للہ کہ یہ فضل و خصوصیت اس ہمارے شہر کو اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب کریم علیہ فضل و تعظی
 و التسلیم کے طفیل سے عنایت فرمایا ہے۔ اور کیا ہمارے اعلیٰ حضرت بندگان عالی حضور
 رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان

ابن السلطان میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفیہ خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و دولتہ
 کا عہد مسیت ہند فخر و مباہات کا ذریعہ نہ ہوگا جن کی یادگار ایسی جلیل القدر و بے نظیر تصنیف ہوگی۔
 یہ بات مسلم ہے کہ کسی دالی عہد کے لئے نہایت سچا اور قابل قدر وہی علمی کاغذ ہے
 جو اس کے مبارک زمانہ میں بردے کا آیا ہو جس سے لوگ بلا قید زمان و مکان مستفید ہو سکتی ہوں
 نہ ایسا یادگار جس سے مستفید ہونا کسی زمانہ سے مخصوص اور کسی مقام سے مقید و وابستہ ہو۔ ایسا
 یادگار نہ بڑی بڑی عمارتیں ہو سکتی ہیں نہ پل نہ سرائیں وغیرہ بلکہ اسکا اطلاق صرف ایسے نادر و وجود نداشت
 ہی پر ہو سکتا ہے بسا کا خاکہ محمود شہنشاہ کا کہ از رفعت سرش راتا سما کرد و نہ بینی زان ہمیک
 خشت برجائے و بناء عصری ماندست برپائے۔ پادشاہ عالمگیر کے لئے نہایت سچا اور قابل قدر
 یادگار فتاویٰ عالمگیری ہے جس کی تصنیف کے لئے ائمہ کبارہ علمائے اہل ولایت مامور تھے۔ اس
 دو لاکھ روپیہ کے صرفہ میں وہ کتاب مدون ہوئی تھی۔ اس کتاب کی شہرت اور اس سے جقدر لوگوں کو
 منیض پہنچا اور پہنچتا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ حالانکہ منجد ان ادنیٰ کتب کے چکا ذکر اور پڑھا
 باعتبار جدت و ندرت کے ہر ایک کتاب کے ساتھ فتاویٰ عالمگیری کو وہ نسبت ہی جودرہ کو آفتاب ہوئی
 یا حسیض کو اوج سہ۔ ایسے کتب کی تدوین کے لئے فراہمی کتب اور نقل مضامین وغیرہ میں جو کچھ دقیقین
 عالم حال ہوتی ہیں اسکا اندازہ وہی لوگ بخوبی کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے تصنیف و تالیف کی مشقت کو
 اپنی دوش ہمت پر لیا ہو۔ بہر حال مولانا ی ممدوح کو ہر وقت اسکا خیال تھا کہ جس گرانمایہ کام کی بنیاد

انہوں نے ڈالی ہی اور سکو جقدر جلد ہو سکے انتقام کو پہنچا دیں۔ مگر بسبب ضعف کے جو مقتضائے
تجاوز سن ہی کیا ینبغی اہتمام کا نہ ہونا موجب کمال ملال تھا۔ یہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ دل خراش
ایک اور بات تھی وہ یہ کہ جناب مولانا سے مدوح موعہ بھی اپنے ہاتھ سے تحریر فرماتے تھے۔
مبیضہ بھی۔ اور با این زبان مبارک سے اکثر بھی ارشاد ہوتا تھا۔ کہ ”اگرچہ ہمیشہ دل ہی چاہتا رہا کہ
اس سعادت خاص میں کسی کی شرکت نہ ہو۔ مگر اب خصوصیت کا زمانہ نہ رہا جو چاہیے شرکت حاصل کرے۔“
اور یہہ مقولہ سننے والوں کے دلوں کو بے چین کر دیتا تھا۔ مگر شدہ شدہ یہہ صدا ہمارے ہر دل عزیز
عالم جناب فلک رکاب نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقدار الملک وقار الامرا بجا و
مدار الملہام سرکار عالی دام اقبالہم کے گوش حق نیوش تک پہنچی۔ چنانچہ جناب مدوح نے
بنظر احیاء علوم دین نبوی علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام دولت ابد مدت حیدر آباد و دکن
صاہنا اللہ عن الشر و الفتن کی جانب سے بطریق یادگار حضرت
اسکی تکمیل و اشاعت کے لحاظ سے مصارف عملہ و طبع سے استعاضہ فرمایا۔ جزاء اللہ الخیر
عنا و عن جمیع المسلمین۔ اور ساتھ ہی یہ بھی سرمایا کہ ہر گاہ یہ کتب عربی۔ میں تصنیف ہوئی ہیں تو
بنظر سہولت فہم مضامین مع ترجمہ اردو طبع کئے جائیں۔ چنانچہ اس نیت خیر کا یہ اثر ہی کہ پہلی کتاب
یعنی کتاب الفقہ الاکبر عن اہل البیت الاطہر مع ترجمہ طبع ہو رہی ہے۔ اور امید ہے کہ
بہت جلد مشتاقین و منتظرین اوسکے مطالعہ سے فوائد کثیرہ و حظ وافر حاصل فرمائیں گے۔

المختصر للدال على الخَيْرِ كَفَاعِلِهِ -

ہم نواب مقتدر جنگبہا در کے نام نامی کو بھی یہاں فراموش نہیں کر سکتے کہ
جنہوں نے خالصاً لوجہ اللہ ایسے شہرگ کام کے سرانجام کے لحاظ سے ان تمام واقعات کو
عالیجناب نواب مدارالمہام سرکار عالی کے مع مبارک تک پہنچا کر ان کتب کی تکمیل و اشاعت کی
بسیار قائم کر دی۔ بَارِكْ اللّٰہُ فِی سَعِیْہِو وَجْمِیعِ مَقَاصِدِہِو

اضعف عباد اللہ الصمد

غلام احمد

هذا الكتاب القيم
كتاب الفقهاء كرام الله وجوه

من المؤلفات المشهورة في المذاهب الفقهية المشتملة على تصنيفات الأعلام
المنوعة في الأصول الفقهية المأثورة في القرون الأولى من النبوة تأسس
الشرعية تأمل الطريقة الجرد المسار على رأس المائة الثالثة عشر
من الهجرة النبوية العطرة أمروني تبييناً من طريق عال استعان به طائفة من
أحسن الرواة محمد
بن قاسم بن زيدا القاري بن مامون بن محمد بن الفاطمي الانتشال في
منهجين في الدين والتميز في الاستيعاب والانتشال لا يرى في
الدين كان له رب الشوقين ورب المنين قاله أحد من يوسعها له
تمت في سنة ١٢٨٠ هـ في دار المطبعة في القاهرة

طبع مطبع دار الفاع في حيدرآباد
سنة ١٢٨٠ هـ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مفتاح كل كتاب كريم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اللهم لك الحمد واليك المنة والشفاعة وانت المستعان ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ونستعينك على فساد ديننا ونسألك صلاح امرنا كله الحمد لله الذي احيا بمن شاء من عباده علوم اهل البيت لسيد خباياه عليه واله صلوات وداده وجمع على يده ما تفرق منها وانتشر في الزمان لاهل السنة بعد ما شذ ونذر وكاد ان يكون ما قد فقد وانذر ثمع ما تفضل عليه به والقي في قلبه من تحقيقات وتدقيقات واجتهادات واستنباطات واستدلالات ونشر بين الجمع البشر تشويهاً الى
 ذلك وتوفيقاً له من فضله لما قضى له به وقد وتحميقاً له هنالك مصداق حديث ان الله يبعث لهذه
 الامة على رأس كل مائة سنة من يجد لها امر دينها وحديث وان علوماً من قرئش يسمع طباق الارض

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِفْتَاحُ كُلِّ كِتَابٍ كَرِيمٍ

سب تعریف خدا کیلئے ہے۔ اور سلام اوس کے اون بندو پیر جن کو اوس نے اپنے لئے انتخاب کر لیا ہے خداوند تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ اور ہر بلا و مصیبت میں ہمارا گلہ تجھی سے ہے۔ اور مدد بھی تجھی سے مانگی جاتی ہے۔ بدی سے بچاؤ اور نیکی پر قابو اللہ ہی کی مدد سے ہے۔ اسے اللہ جو خرابیاں کہ بعد زمانہ کی وجہ سے ہماری طبیعتوں میں آگئی ہیں اوس سے بچے رہنے کیلئے ہم تجھی سے مدد چاہتے ہیں اور تمام کاموں کی اصلاح اور حالات کی درستی کے خواہاں تجھی سے ہیں۔

شکر ہے اوس خداوند کریم کا کہ جس نے اپنے بندوں میں سے جس سے چاہا عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے علوم کو پھر زندہ کر لیا جو کہ اہل سنت کے کتابوں میں منشر ہو نیکی وجہ ایسی حالت پر پہنچ گئے تھے کہ اور چندے ایسی غفلت رہتی تو پھر اوکا پتا لگنا دشوار تھا۔ اس احسان کے اسوا اپنے فضل سے نئی نئی تحقیقات علمی اوس کے دل پر القا کیں اور نئی باتوں کے کانلے اور دریافت کرنے کی قوت اور بہت عطا فرمائی اور تمام مسلمان کو آسانی سے مہیا کر دیا۔ اور جس کے لئے یہ خدمت جلیلہ مقدر تھی اس کے دل میں یکھش و ولولہ پیدا کر دیا اور محض اپنے فضل و کرم سے اوسکو اس خدمت کے بدولت اس حدیث شریف کا مصداق بنا دیا کہ (خدا ہر صدی کی انتہا میں امت محمدیہ کیلئے ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے جو احکام دین کو پھر از سر نو زندہ کرتا ہے اور مرد زمانہ کے وجہ سے دین میں جو بربائیاں پیدا ہو جاتی ہیں اوکا مٹنے و رفع کرتا ہے) و نیز اس حدیث شریف کا مصداق بنا دیا کہ (ایک قریشی عالم کا علم اس قدر فراخ ہی کہ دوسے زمین کے تمام حصوں پر چھا جاتا ہے

أشهد أن لا إله إلا الله ربَّارُ وفاملكا كبيرا هذا سبوحا قدوسا رَحْمَنُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ
 رَحِيمُهُمَا وَاحِدٌ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَوَدَّهَ وَمَقْبُولُهُ وَرَضِيَهُ وَ
 خَلِيلُهُ وَحَبِيبُهُ فَإِنَّ الشَّيْبَةَ لَهُ أَمْنًا بِأَنَّ اللَّهَ كَمَا هُوَ فِي ذَاتِهِ الْوَاحِدِيَّةُ وَصِفَاتُهُ الْوَاحِدِيَّةُ
 وَمَلَائِكَتُهُ وَكُتُبُهُ وَرُسُلُهُ وَأَنْبِيَآئُهُ وَمَا وَرَدَ مِنَ الْأَمْزِقِ الْيَوْمِ وَالْآخِرِ وَالْقَدَرِ مِنَ اللَّهِ
 الْقَدِيرِ الْقَادِرِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
 حَمِيدٌ مُجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَآزْوَاجِهِ أَمْهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ
 كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ وَ عَلَى حِمَاةِ عَرْشِكَ الَّذِينَ لَا يَفْتَرُونَ مِنْ تَسْبِيحِكَ
 وَلَا يَسْأَمُونَ مِنْ تَقْدِيرِكَ وَالْمَلَائِكَةُ الَّذِينَ اتَّخَصَصَتْهُمْ لِنَفْسِكَ اللَّهُمَّ وَصَلِّ عَلَى رَسُولِكَ وَ
 أَنْبِيَائِكَ مِنْ أَدَمَ إِلَى الْخَاتَمِ اللَّهُمَّ وَاتَّبِعْ الرِّسْلَ عَامَةً اللَّهُمَّ وَأَصْحَابَ حَبِيبِكَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا
 خَاصَةً الَّذِينَ أَحْسَنُوا الْعِمَامَةَ وَأَبْلَوْا الْبَلَاءَ بِحَسَنِ فِي نَفْسِهِ وَكَأَنفُوهُ وَأَسْرَغُوا إِلَى وَفَادَتِهِ وَسَاقَبُوا
 إِلَى دَعْوَتِهِ اللَّهُمَّ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا
 بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ **مَا جَعَلَ** فَلَقَدْ أَمَدَ
 فَاتَّكَلَى إِلَى مَنْ أَقْوَالَ الْفِرْقِ الْمَتَشَبِّهَةِ أَنَّ أَهْلَ السَّنَةِ وَهُوَ حِجَابُ الْمَوْلَى عَلَى الْمُرْتَضَى وَشَيْعَتُهُمْ
 خَاصَّةٌ عَلَى الْحَقِيقَةِ وَأَنْ لَمْ يَتَّسَمُوا بِذَلِكَ اتَّقَاءَ مَوْضِعِ الْقَهْمَةِ خِلَافًا لِلْمَتَشَبِّهَةِ حَيْثُ تَسْمَوُ

له في القاموس في
 الخصوصين واختصه
 بالشيء خصه به فاما

في كتاب النجاة
 في غريب الحديث في الخبر
 لابن الأثير في حديث
 كتاب من فضائل
 علي عليه السلام
 في الباب من الخبر
 قال القمي في الخبر
 في باب البلاء
 في باب البلاء

میں دل سے اقرار کرتا ہوں کہ کوئی محبوب نہیں ہے خدا کے سوا جو پروردگار و بے نیاز و پاک و مقدس اور دو جہان پر مہر
 اور یکتا و ہمیشہ ہے۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ بیشک حضرت محمد اللہ کے بندے اور رسول یعنی پیغام پہنچا نیوالے اور اس کے
 دوست و مقبول و برگزیدہ و خلیل و حبیب ہیں جن کا کوئی نظیر نہیں ہے۔ ہم اللہ کے ذات و صفات پر اور فرشتوں
 اور کتا بون اور رسولون اور نبیوں پر۔ اور آخرت کے احوال پر۔ اور تقدیر الہی پر سب پر ایمان لاتے ہیں۔
 الہی جناب محمد رسول اللہ اور او کی آل پر مثل حضرت ابراہیم اور او کی آل پر رحمت نازل فرما اور ان میں برکت و
 توفیق بیشک ستودہ و بزرگ ہے۔ الہی جناب رسول اللہ اور او کی ازواج اہبات المؤمنین اور ذریات و اہل بیت کو مثل
 آل حضرت ابراہیم کے رحمت و برکت عطا فرما۔ الہی اور اپنے فرشتوں پر جو عرش اوٹھائے ہوئے ہیں جو تیری
 تسبیح و تقدیس سے مستی کرتے ہیں اور نہ کہی او گیتا تے ہیں اور ان فرشتوں پر جو مخصوص تیری عبادت کے
 لئے ہیں۔ الہی اور اپنے نمل نبیوں پر حضرت آدم سے لیکر جناب خاتم المرسلین تک۔ اے بار خدایا اور کل پیروان انبیاء
 پر عموماً اور اصحاب کرام پر خصوصاً جنہوں نے حضرت کا اچھا ساتھ دیا آپ کے مدین سب مصیبتوں کو جیلگیتا
 اور استخوان میں پورے اترے حمایت پر کھڑے ہوئے سب سے اول اسلام قبول کیا۔ اور نیز ان لوگوں
 پر جو اخلاص میں صحابہ کے لگ بھگ تھے جو ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ (اے رب ہمارے بخش
 ہم کو اور بھائیوں ہمارے کو جو آگے لائے ہم سے ایمان اور مت ڈال ہمارے دلون میں
 کینہ اور ان لوگوں کے طرف سے جو ایمان لائے۔ تحقیق تو شفقت کرنے والا مہربان
 ہے) اما بعد۔

بالشريعة والخاصة وسموا أهل السنة بالعامّة انهم سلفاً وخلفاً قد تركوا مذاهب الاثمة
 من أهل بيت النبوة بما سلكوا من مذاهب الصالحين والتبعية في اصول الديانة واصول الرواية
 واصول الدراية وجعل الفروع الفقهية على غاية الكثرة وتركوا ساثر ما عندهم من انواع
 العلم وكما قالوا مع ان جعل علوم اهل القوم امار الاثمة على المرتضى انما هو عند اهل السنة
 فيما علمت من علومه عند هم مسند له ويسمى سيرة على خروجه حافظ اليمين من همدان الجوال
 الرجال ابو اسحق ابراهيم بن الحسين بن ديزيل الكسائي المتوفى في آخر شعبان سنة احدى و
 ثمانين ومائة وكانه صنفه بعد مائة وخمسين سنة ومسند له خروجه حافظ بغداد احمد بن
 ابراهيم الدورقي صاحب المقاميف المتوفى سنة مائتين وست واربعين عن ثمان وسبعين
 ومسند له خروجه حافظ جرجان الحافظ الكبير ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن سنجر صاحب
 المسند المتوفى في ربيع الاول سنة مائتين وثمان وخمسين قال الحافظ قطب الدين
 عبد الكريم الحلبي ثم المصري الحنفى في تاريخ مصر وعندي له مسند على روى فيه عن علي
 ابن عليل ويزيد بن هارون وابن نمير وخلائق كذا في تذكرة الحفاظ للحافظ الذهبي الشافعي
 ومسند له وقد يسمى اخبار علي وسائر علي ايضاً تصفنه لها خروجه حافظ البصرة تزييل بغداد
 الحافظ الشهير يعقوب بن شيبة السدوسي صاحب المسند الكبير الذي ما صنف مسند
 احسن منه ولكنه ما اتمه قال الذهبي بلغني ان مسند علي له خمس مجلدات ومات في ربيع
 الاول

له في القاصدين في
 تخصصه وانضمه
 بالشيخي انضمه به فخص

عنه في كتابي بنهاية
 في غريب الحديث والاش
 لان الان في حديث
 كتاب هرق في شئ قعير
 الى انبياء الله الاملا الله
 قال القصبى يقال من القصب
 ببلية انبيه بالعوين
 الشريفة ابو عبد الله

اہل تشیع جو اعتراضات اہل تسنن پر کیا کرتے ہیں بہت شد و مد سے میرے کان تک پہنچے۔ وے اپنے زعم میں یہ سمجھتے ہیں کہ تمام اہل سنت سلف سے لیکر خلف تک جس قدر ہیں (اس وجہ سے کہ وے اپنے تمام دینی اصول اور فقہی احکام میں صحابہ و تابعین کے پیرو ہیں) ائمہ اہل بیت کے طریقہ و مذہب کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور ان کے علوم سے غافل ہو گئے ہیں۔ مگر غور سے دیکھو تو حضرت مولیٰ علیؑ کے اصل پیرو اہل تسنن ہی معلوم ہوتے ہیں اور خاص گروہ میں داخل ہونیکا استحقاق اگر کسیکو حاصل ہو سکتا ہے تو اہل تسنن ہی کو ہو سکتا ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علوم کا ذخیرہ جسقدر اہل تسنن کے پاس موجود ہو اور اس کا عشر عشر بھی اہل تشیع کو میسر نہ ہیں۔ گو عرف کی بدنامی سے بہ لُقبِ شیعیت اپنے آپ کو مشہور کرنا نہیں چاہتے اور اہل تشیع اپنے من مانے ہوئے خیالات کی بنا پر اپنے آپ کو شیعیانِ علیؑ سے جانتے ہیں اور سنیوں کو عامیوں میں سمجھتے ہیں۔ سبحان اللہ و بحملا سبحان اللہ العظیم۔ اور کیون نہ ہو یہ تو بدیہی امر ہے کہ جب تمام اہل بیت نبوی یا صحابی تھے یا تابعی تو کون کہہ سکتا ہے کہ صحابی یا تابعی کا پیروی کرنا بالخصوص ائمہ کا پیروی کرنے والا نہ ہو۔

اس لئے تفصیلی فہرست حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علوم کے کتابوں کی جواہل تسنن نے تالیف کیں ہیں جس قدر مجھ کو معلوم نام بنام بیان کرتا ہوں۔ تاہل تشیع کو اپنی غلطی پر جواہل تسنن کے بنسبت ہر تنبیہ ہو اور اہل تسنن کا اہل بیت کا پیرو ہونا اچھی طور سے لکھتے ہیں اور غلطیوں اور اہل بیت کی تو وہ سند ہی جس کو سیرت علیؑ بھی کہتے ہیں جسکی تخریج حافظ جہان رحال ابو جعفر ابراہیم بن حسن بن دیزیل کاسانی نے کی اور آخر ۱۰۰۰ھ ایک کلاس میں فوت ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیرہ سو برس ہجری کے بعد یہ کتاب تصنیف ہوئی۔ اور از انجملہ سند علیؑ جسکی تخریج حافظ بغداد احمد بن ابراہیم دورقی صاحب التصانیف نے کی ہے جو ۱۰۰۰ھ دو سو چالیس میں ائمہ برس کی عمر میں متوفی ہوئے اور از انجملہ سند علیؑ جسکی تخریج حافظ جہان حافظ کبیر ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن سحر صاحب المسند نے کی ہے جو ربیع الاول ۲۰۰ھ دو سو اٹھادون میں فوت ہوا حافظ قطب الدین عبدالکریم حلبی مصری حنفی نے تاریخ مصر میں لکھا ہے کہ میرے پاس اونکی جمع کی ہوئی ایک سند علیؑ ہے جس میں اوہنوں نے یعلی بن عبیدہ ویزید بن ہارون و ابن غیر وغیرہم سے روایتیں لیں ہیں۔ اسکا ذکر حافظ بھی شافعی نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں کیا ہے۔ اور از انجملہ سند علیؑ جسکا نام اخبار علی دسیر علیؑ ہی ہے جسکی تخریج حافظ بصرہ وار دہنداد حافظ مشہور یعقوب بن شیبہ سدوسی صاحب المسند کبیر نے کی ہے۔

१५५५

ذہبی کا قول ہے کہ میں نے سنا ہی کہ یہ سند علی ہے پانچ جلدوں میں اس کے مصنف ربیع الاول ۲۶۲ھ

سنة مائتين واثنين وستين ومسند خرجه حافظ العراق قاضي المالكية اسمعيل بن اسحق
المتوفى سنة مائتين واثنين وثمانين ومسند خرجه حافظ مرو والقاضي ابو بكر احمد بن علي
صاحب كتاب العلوم وكتب جمعة المتوفى سنة مائتين وتسعين واثنين ومسند خرجه حافظ
حضر موت ابو جعفر محمد بن عبد الله عرف مطين المتوفى سنة مائتين وسبع وتسعين وهو في اثني
عشر جزء ومسند خرجه حافظ نسا احمد بن شعيب ثالث ائمة الحديث الستة المتوفى سنة ثلاث
وثلاثمائة ومسند خرجه لحافظ ابو محمد عبد الرحمن بن عثمان بن ابي نصر المتوفى سنة - وبجدة صلحة
من اخباره واثره في كتاب خلاف اهل العراق عليا وعبد الله لثالث ائمة المذاهب الاربعة الشافعية
وفي كتاب الامر له وفي كتب اخرى سواها له ايضا وفي كتاب خلاف اهل العراق عليا وعبد الله
لحميد بن نصر المروزي وكذا الاخبار واثره عن المولى المرتضى علي والذرية العلية في كتب الحفاظ
الايقاظ المتقدمة الائمة من اهل السنة ككتاب السنن والاثار لابن شهاب الزهري المدني
التابعي من خاصة الامام زين العابدين وهو اول كتاب في الباب والسيرة له والسنن لصالح
ابن كيسان المدني ومصنف هشام بن حسان البصري والسنن لابن جريح المكي والجامع لعمر بن
راشد البصري تزيل اليمن والسنن لسعيد بن ابي عروبة البصري ومصنف الربيع بن صبيح البصري
اول من صنف الكتب بالبصرة والجامع والفرائض لسفيان الثوري الكوفي والتخريج لابن يوسف
الكوفي ومسند تخريري ابي عوانة الحراني له وتصانيف النعمان بن عبد السلام الاصبهاني

دوسو بائیس میں فوت ہوئے اور ازاجملہ سند ہی جسکی تخریج حافظ عراق قاضی مالکیہ اسمعیل بن اسحق نے کی ہے جو سن ۸۵۲ھ میں
 بیاسی میں فوت ہوئے۔ اور ازاجملہ سند ہی جسکی تخریج حافظ مرد قاضی ابوبکر احمد بن علی نے کی ہے جسکی تصنیف کتاب العلم ہے
 اور سوائے اسکے بہت سی کتابیں انکی تصنیف سے ہیں جو سن ۹۱۲ھ میں فوت ہوئے۔ اور ازاجملہ سند
 ہے جسکی تخریج حافظ حفص بن ابوجعفر محمد بن عبد اللہ عرف مطین نے کی ہے جو سن ۹۱۲ھ میں فوت ہوئے
 اسکے بارہ ہزار ہیں۔ اور ازاجملہ سند ہی جس کو حافظ نسا احمد بن شعیب ثالث ائمہ ستہ نے جمع کیا ہے یعنی جسکی
 کتاب بن نسا ہی مشہور ہے جو سن ۹۱۲ھ میں فوت ہوئے۔ اور ازاجملہ سند ہی جسکو حافظ ابو محمد عبد
 بن عثمان بن ابی نصر نے تخریج کیا ہے اور سن ۹۱۲ھ میں فوت ہوئے اور ثالث ائمہ اربعہ امام شافعی کی کتاب
 (خلاف اہل العراق علیہما رحمۃ اللہ) میں حضرت علی کے اخبار و آثار کی مقدار معتد بہ موجود ہے۔ اور انکی کتاب الام میں
 اور سوائے اسکے انکی دوسری کتابوں میں و نیز اور دوسری ایک کتاب خلاف اہل العراق علیہما رحمۃ اللہ بن جو محمد بن
 نصر روزمی کی تصنیف ہے حضرت علی کے بہت سے اخبار و آثار درج ہیں اور اسطرح موقی غرضی علی وآل پاک عالی
 کے اخبار و آثار حافظ متقدمین کے کتب میں بہت کثرت سے ہیں جیسے ابن شہاب زہری، ابن ابی مصعب غاس
 امام زہن العابدین کی کتاب السنن و الآثار اس باب میں پہلی کتاب ہے اور انکی کتاب السیرۃ اور صالح بن کیسان
 مدنی کی سنن۔ اور ہشام بن حسان بصری کی مصنف اور ابن حنیبل کی سنن۔ اور محمد بن راشد بصری نیز ملین کی مصنف
 اور سعید بن ابی عروبہ بصری کی سنن اور ربیع بن معجج بصری کے مصنف (جنہوں نے بصرہ میں اول کتابیں
 تصنیف کی ہیں) اور سفیان ثوری کو فی کی جامع اور فرایض۔ اور ابویوسف کو فی کی کتاب الخراج۔ اور یحییٰ بن یوسف المعنی کی کتاب

اہل عراق (جیسے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ) صحابہ کے اختلافی مسئلہ میں اکثر حضرت علی رحمۃ اللہ بن مسود رضی اللہ
 عنہما کا قول لیتے ہیں۔ تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں ان سے یہ بحث کی ہے کہ تم نے بہت جانے
 میں ان کے رائے کے برخلاف دوسرے صحابہ کا قول لیا ہے۔

وآخر رہے کہ یہ علمی بحث ہے پہ اختلاف وہ نہیں جس میں کچھ گناہ ہو ۱۲

وتصانيف عبد الرحيم بن سليمان الأشعث المروزي نزيل الكوفة ومحمد بن الحسن الشيباني الكوفي و
 الوليد بن مسلم الدمشقي ووكيع بن الجراح الكوفي وجامع عبد الله بن وهب المصري وموطاه و
 جامع سفيان بن عيينة الكوفي ثم المكي وسنده وتفسيره وكتب يحيى بن آدم الكوفي ومسند
 أبي داود وسليمان بن داود الطيالسي البصري والتفسير والعلم لأدم بن أبي إياس العسقلاني
 وكتب أبي عبيد القاسم بن سلام البغدادى وأصبغ بن الفرج المصري والسنن لسعيد بن منصور
 الخراساني نزيل مكة وكتب نعيم بن حماد المروزي نزيل مصر ومسند ابن مسرهد البصري وأسنن
 ابن راهويه المروزي ورابع الأئمة المذهب الأربعة أحمد بن محمد بن حنبل المروزي نزيل بغداد
 ومحمد بن يحيى بن أبي عمر العدي في نزيل مكة وأحمد بن منيع البغوي نزيل بغداد وعبد بن حميد الكشي
 ويعقوب بن إبراهيم الدورقي وأخيه أحمد وأئمة الحديث الستة وأئمة جمة لا يحصى كثرة
 ومسند علي من الأفعال فضلا عن الأقوال من جمع الجوامع لأئمة الحفاظ جلال الدين السيوطي
 مع حذف السند مجلد وسوى ذلك عنه في زبره سيما تفسيره الدر المنثور جملة جملة وليس من
 جميع ذلك أكل كور عند المتشعبة نبذة ولا يوجد له عنه مسند صغير فضلا عن كبار
 ولسيد تلامذته العالمين فاطمة الزهراء مسند خرج حافظ العراق أبو حفص عمر ابن
 شاهين البغدادى وفي مسانيد الحفاظ لا يفاظ عنها جملة يعتد بها وكذا في سائر أوصاف الكتب
 الحديثية وحافظ الحنفية أبي بشر محمد بن أحمد الدوالي من المتقدمين كتاب الذرية الطاهرة

اور عبدالرحیم بن سلیمان الاشلم مروزی نزیل الکوفہ اور محمد بن حبیب بن شیبانی کوفی اور ولید بن مسلم دمشقی اور کعب بن جراح کوفی کے تصانیف۔
 اور عبداللہ بن وہب مصری کے جامع اور موطا۔ اور سفیان بن عیینہ کوفی مکی کے جامع و سنن و تفسیر۔ اور یحییٰ بن آدم کوفی کے کتب
 اور ابی داؤد سلیمان بن داؤد طلیاسی بصری کی مسند۔ اور آدم بن ابی ایاس سقلانی کی تفسیر کتاب العلم۔ اور ابو عبیدہ قاسم بن سلام بغدادی
 اور اصبح بن فرج مصری کے کتب۔ اور سعید بن منصور خراسانی نزیل مکہ کے سنن۔ اور نعیم بن حماد مروزی نزیل مصر اور مسد و بن ستر
 بصری اور اسحق بن راہویہ مروزی اور راجع ائمہ مذاہب اربعہ احمد بن محمد بن حنبل مروزی نزیل بغداد اور محمد بن یحییٰ بن
 ابی عمر حدیثی مقیم مکہ اور احمد بن فہیم بغوی نزیل بغداد اور عبد بن حمید کشی اور یعقوب بن ابراہیم دورقی اور احمد بن حنبل اور یعقوب
 اور ائمہ صحاح ستہ کے کتب۔ اساسی اس کے تصنیفات اور بہت سے ائمہ اہل سنت کے جگہ شمار و شوار ہے۔ اور امام
 سیوطی کے جمع الجوامع میں علاوہ اقوال کے مسند علی خاص افعال میں باوجود حذف کرنے اسناد کے ایک مجلد ہے۔
 اسکے سوا اونکے اور تصانیف میں خصوصاً تفسیر و منشور میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مسندات سے مقدار معتد بہ موجود
 شیعہ کے پاس ان کتابوں کے علوم میں سے جگہ ذکر اور پر ہو چکا ہے کوئی حصہ بھی نہیں ہے۔ آپ کے مرویات کی چھوٹی
 سی سند کا پتا بھی اونکے بیان نہیں ملتا۔ بڑی سند کا تو کیا ذکر۔

اور سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء کے روایات کی ایک سند ہے جسکی تخریج حافظ ابو حفص عمر بن شاہین
 نے کی ہے۔ اور اون حافظ کی مسندوں میں جو اپنے فن میں بڑے بیدار مغز اور کامل مانے گئے ہیں حضرت
 فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اخبار کا بڑا حصہ موجود ہے۔ اور ایسا ہی فن حدیث میں جتنی قسم کی کتابیں تالیف ہوئیں
 ان کے اخبارات سے عالی نہیں۔ اور حافظ السخفیہ ابی بشر محمد بن احمد دولابی کی کتاب الذریۃ الطاہرہ ہے

وحافظ الحنابلة عبد العزيز بن الاخضر الحنابى البغدادى من المتأخرين معالمة العترة النبوية
ومعارف اهل البيت الفاطمية وفيهما من مسانيدهم ما فيها اوقاص تصفيد بغداد في وقته لمحدث المكنى
تؤلف مسند ابى حنيفة ابو عبد الله المحسين بن محمد بن خسر والجن الحنفى مناقب اهل البيت وكلام الائمة وكذا عند
حفاظ اهل السنة سولهم كحافظ صنعنا ايمس عبد الرزاق وحافظ الكوفة والعراق ابن ابى شيبة وحافظ
الاندلس والمغرب بقى بن مخلد في تفاسيدهم ومصنفاتهم وكذا عند جميع سواهم عن المولى علي والذرية العلوية
المكرمة الى الامام جعفر الصادق رضى الله عنهم علوم رجمة وجلها مستدل اليها ومعتد عليها علماء وعلماء جليلهم
فختمت الغيرة بحق الحق على ان عمدت وعلى فضل الله اعقدت الى ان ادون علوم المولى المرتضى علي والذرية العلوية
رضي الله عنهم في تسعة عشر كتابا تكون لما بلغني من علومهم تصفيا بالكتاب الاول كتاب فقه الايمان المسمى كتاب
الفقه الاكبر عن اهل البيت الا طهر الكتاب الثاني كتاب العلوم المترجم بكتاب اصول رواية العلوم عن اهل البيت
مدينة العلوم الكتاب الثالث كتاب اصول الدراية عن اهل بيت الهداية الكتاب الرابع كتاب اصول المسائل
عن اهل بيت الفضائل الكتاب الخامس كتاب فقه الاسلام عن اهل بيت النبوة الاعلام الكتاب السادس كتاب
قراءات القرآن عن اهل بيت الذكر والاثقان الكتاب السابع كتاب علوم القرآن عن اهل بيت النبوة والعرفان
الكتاب الثامن كتاب انباء العالم عن آل النبي المكرم صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الكتاب التاسع كتاب
الحكمة والموعظة عن اهل بيت الفطنة والمعرفة الكتاب العاشر كتاب الادب عن اهل بيت التبحر والتؤدب عليه
وعليه صلوات الرب الكتاب الحادى عشر كتاب الطب عن اهل بيت المحب صلى الله عليه وسلم كتاب فقه وصيغ

والسر هنا عند
فوق الشجرة الظلمة في الجبل
فليجاءهم تلك النار التي تخرج من
منه وقد حارف الوحي بالبر
من الادمية في اول تفسيد
جميع البيان بان احبابه
كريدون في ذلك غير مختص
تفويها ما هو من اليهم ذلك
من اخبار اوله فيو بسط
المعاني كسنة الامم ان
ما يجمعها الطوس من كتاب
البيان فاحسن الشارة عليه
ثم خلف الاسماء ممن هو
اليه قال فلو فهم ذلك
من القلوب السليمة فالدم
المضي اتمى في السامع
الذي كس الطول منه ففهم

اور حافظ حنا بلہ عبدالعزیز بن الاضرخا بذی بغدادی کی معالم العترة النبویہ اور معارف اہل البیت الفاطمیہ ہے ان دونوں کتابوں میں اہل بیت کے مسندات کثرت سے ہیں۔ ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن خضرو بلخی حنفی جنہوں نے اپنے وقت میں اہل بغداد کو اپنے علم سے بہت نفع پہنچایا ہے اور بہت کثرت سے حدیث روایت کر رہے ہیں اور مسند ابی حنیفہ کے مؤلف بھی ہیں اور انہوں نے مناقب اہل بیت و کلام ائمہ میں ایک کتاب لکھی ہے۔

اسی طرح اہل سنت کے کلمہ و حفاظ کے پاس مثل حافظ صفار و ابن عبدالرزاق اور حافظ کوفہ و عراق ابن ابی شیبہ اور حافظ اندلس و مغرب بقی بن محمد کے ادنیٰ تفسیرون اور مصنفات میں۔ اور سوائے ان کے اور ایک جماعت کے پاس بہت سے علوم حضرت مولیٰ علی سے۔ اور اہل بیت سے تا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم مروی و منقول ہیں جنکا بڑا حصہ اکثر علما کے نزدیک علما و علماء مستند و معتبر ہے۔ پس غیرت حقیقت حق پیونے بے ساختہ اس بات پر مجھکو آمادہ کیا کہ اللہ کے فضل پر بہرہ ور کر کے مولیٰ علی و ذریعہ کے علوم و انیس کتابوں میں جسے کروں جو میرے ببلغ علم و معلومات کا جو اون سے مجھے پہنچا ہے نصاب ہو سکے۔

کتاب اول کتاب الایمان ہے مستی بہ الفقہ الاکبر عن اہل البیت الاطہر جس میں عقاید اہل سنت کا مفصل بیان ہے۔ کتاب دوم کتاب العلم ہے در بیان اصول حدیث۔ کتاب سوم کتاب اصول الدرایہ اس میں اصول فقہ کا ذکر ہے۔ کتاب چہارم کتاب اصول المسائل۔ یعنی مسائل کلیہ۔ کتاب پنجم کتاب فقہ الاسلام میں اہل بیت النبوة الاعلام جیسے اہل فقہ بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب ششم کتاب قراءات القرآن میں اہل بیت الذکر و الاتقان۔ کتاب ہفتم کتاب علوم القرآن عن اہل بیت النبوة والعرفان۔ کتاب ہشتم کتاب انباء العالم جس میں بطور سیر تمام عالم کے اخبار مذکور ہیں۔ کتاب نہم کتاب الحجۃ والموعظہ۔ اس میں مضامین مذکور ہیں۔ کتاب دہم کتاب الادب۔ جس میں ہر قسم کے آداب کا بیان ہے۔ کتاب یازدہم کتاب الطب عن اہل بیت الحب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کما یرضی و یجب

الكتاب الثاني عشر كتاب الادعية والاذكار ^{عن اهل البيت} الملقب بالصغيرة الفاضلة الكتاب الثالث عشر
 كتاب فقه الاحسان عن اهل بيت الحكمة والعرفان الكتاب الرابع عشر كتاب آيات النبوة عن آيات
 الفتوة الكتاب الخامس عشر كتاب جوامع الاخبار والآثار عن اهل البيت الاخيار الكتاب السادس عشر
 كتاب الصحف المطهرة العلوية للحضرة الموقرة العلوية الكتاب السابع عشر كتاب اصول العربية
 المحصول من الحضرة العلوية اذ كفيه الاصول الخفية والقواعد العرفية والمأخذ الاشتقاقية المختصر
 الى نوادر اللغات العربية والمجسية المروية عن اهل بيت النبوة والطائف البديعية والبيانية والخرائط
 المعنوية والاشعار الالهية الماثورة عن اهل بيت النبوة الكتاب الثامن عشر كتاب الكتب والخطب
 عن اهل بيت علو الرتب الملقب بمنهاج البلاغة الكتاب التاسع عشر كتاب معرفة الرجال الرواة عن اهل
 بيت الكمال هذا مع ان قلة بضاعتى ربما كانت توهين ان ذلك لوقت من اضاعتى حتى سئمت بعد استنارة
 الله واستشارة اهل الله ما صممت به في الامر تصميما مستعينا بالله ولى الهداية والتقى حيثما لرجل لرواية
 عن هؤلاء ائمة الولاية من انفسهم ان اورد من روايتهم عن غيرهم من فضلاء الصحابة والتبعة وقليل ما هي
 وما اقله وفي كل مسألة معضلة او قرأة او شيء من علوم القرآن او غير ذلك من العلوم ان اشعر قد رما تيسر
 بما في ذلك عن الصحابة والتبعة واهل المذاهب المتبعة وغيرهم من الاجلة تقوية بالشهادة لسند الرواية
 وتوطئه للموافقة والمتابعة في الدراية وكل ذلك مع الاهتمام بالالتزام بالتصحيح والتعليل والتجريح والتقييد
 بشروطنا اهل السنة المحسنين باننا عاينهم في بعض كتبنا مما لانمام له ولا خطا من هذا الاقليقا اهل الرواية الثقات

کتاب دو از وہم۔ کتاب الادعیہ والاذاکار من اہل بیت الاطہار۔ جس کا لقب صحیفہ فاضلہ ہے۔ کتاب سیر وہم۔ کتاب فقہ الاحسان من اہل بیت الفطنتہ والعرفان۔ جس میں معارف بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب چار وہم۔ کتاب آیات النبوة۔ یعنی بیان مجزات کتاب پانزدہم کتاب جوامع الاخبار والاخبار۔ اس میں وہ حدیثیں کامل کامل ذکر کی گئی ہیں جو اور اہم مقام پر حسب ضرورت ناقص بہ حذف بعض کم کم لائی گئی تھیں۔ کتاب سبب نزد وہم۔ کتاب الصحف المطہرۃ العلویۃ المحضۃ الموقرۃ العلویۃ۔ جو خاص سیدنا علیؑ کے مکتوبات شریف ہیں۔ کتاب ہفتم۔ کتاب اصول العربیۃ۔ المحصول من المحضۃ العلویۃ۔ اس کتاب میں نحو اور صرف کے اصول اور آخذ اشتقاق کا بیان ہے۔ اور عرب اور عجم کے ماد لغات ہیں جو اہل بیت سے نقل کئے گئے ہیں۔ اور فن بدیع و بیان و معانی کے متعلق بعض بعض لطائف اور ظرائف مذکور ہیں اور ان اشعار کا ذکر ہے جو اہل بیت کے طرف منسوب ہیں۔ کتاب ہیز وہم کتاب الکتب الخطب من اہل بیت علو الرتب۔ اس میں وہ مکتوبات اور خطبے مرقوم ہیں جو اہل بیت سے صادر ہوئے ہیں۔ اس کتاب کا لقب منہاج البلاغۃ ہے۔ کتاب نوزدہم۔ کتاب معرقہ الرجا الرواہ عن اہل بیت الکمال۔ اس میں خاص اور رجال حدیث کے احوال بیان کئے گئے ہیں جو اہل بیت سے حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

میں نے اپنے کم مائیگی اس وہم میں ڈالتی تھی کہ یہ تصنیع اوقات ہے۔ آخر کار استخارہ اور بزرگان مشورہ کی بدولت ایسی بات معلوم ہوئی جس سے میں نے اپنے ارادہ کو خدا کی عنایت پر بہرہ ور کر کے (جس کے ماتہ میں ہدایت ہے) مصمم کر دیا۔ میں نے قصد کر لیا ہے کہ جہاں خاص ائمہ اہل بیت سے روایت نہ پاؤں تو ان کے وہ مردیات لکھوں جو ادھون نے اور صحابہ کبار و تابعین سے روایت کیں ہیں۔ اگرچہ یہ بہت قلیل ہیں۔ اور یہ بھی ارادہ کیا ہے کہ ہر مثل مسئلہ اور قرائت اور علمی مطلب کے تحت میں۔ بغرض تقویت اسناد اور اس امر کے ثابت کرنے کی ضرورت سے کہ نفس درایت میں باہم صحابہ و تابعین وغیرہم اور ائمہ اہل بیت کے موافقت اور مطابقت ہے۔ حتی المقدور ان روایات کو بھی ذکر کروں گا جو اس باب میں صحابہ اور تابعین سے یا ارباب مذہب مشہورہ سے اور فضلاء سلف سے مروی ہیں۔ اور ان سب میں تصحیح و تمیل و مرجع و تبدیل کا التزام اہل سنت کے موافق کیا گیا ہے۔ جو روایات کہ بے سرو پا اور بے ہنگام ہمارے بعض کتابوں میں منقول ہیں ان کو قاطبہ چھوڑ دیا ہے۔ ان البتہ ثقات کے تعلیقات کو بیان کیا

كالفتها. الأربعة وأصحاها البخاري والترمذي وابن المنذر فابن عمر ابن عبد البر وجماعات اخرفانها
 ماخرذ بها واقد بفضل الله ما لها الصواب في كل باب من كل كتاب ما ناسب ذلك من آيات اعظم التقدير
 كتاب الله الحكيم العليم الوهاب ثم نورد المرفوع والموقوف والمقطوع عن ثاني الثقلين الا قال
 ولا نعتمد الا ما قد ورد بسند جيد معتمل صحيح وحسن او مقارب بما له من عاخذ او عواخذ من المتابعين
 او الشواهد وارجوا من فضل ربى ذى المن ان يمين على اخرج خليفته الى حسن ورافقه بحسن اتمامها ودين
 قبولها وبان لا يجعلها عملا ينقطع عقب وفاة كاسبه بل يجعلها علما ينتفع به بعد ممات صاحبه
 اللهم آمين بحياه حبيبك الامين **تسبيح** قال خاتم الحفاظ جلال الدين السيوطي في اول
 كتابه جمع الجوامع بعد ما ذكر ما روى للبخاري ومسلم وابن حبان والحاكم في المستدرک والضياء المقدس
 في المختارة وجميع ما في هذه الكتب الخمسة صحيح فالعز واليهام معلوما بالصحة سرى ما في المستدرک
 من المتعقب فانبه عليه قلت ما تعقب الذهبي في تلخيص المستدرک فبعضه عندي متعقب مستدرک
 ولم يتنبه عليه من بعد في علمي فان انبه عليه في هذه الكتب حيث ناقف ان شاء الله تعالى قال وكذا
 ما في موطأ مالك **وصحيح** ابن خزيمة وابي عوانة وابن السكن والمنتقى لابن الجارود والسنن
 فالعز واليهام معلوما بالصحة ايضا وقال بعد ذكر ميزابي داود وما سكت عليه فهو صالح وما يدين ضعف
 نقله عنه وذكر مرز الترمذي قال واقل كلامه على الحديث قلت وما ينبغي من الكلام على رايها
 انبه عليه ان شاء الله تعالى ثم ذكر مرز ابن ماجة والنسائي وابي داود والطحاوي عبد الرزاق

جیسے فقہاء اربعہ اور اہل علم کے اصحاب اور امام بخاری اور ترمذی اور ابن المنذر اور ابو عسیر بن عبد البر وغیرہ۔
 کیونکہ یہ معتبر اور مسلم ہیں۔ اور یہ بھی التزام کیا ہے کہ کتاب کے ہر باب کی ابتدا میں پہلے قرآن شریف کے
 آیات مناسب باب ذکر کئے جائیں۔ پھر ویسی ہی حدیثیں۔ مرفوع و موقوف و مقطوع و اہل بیت سے مروی ہوں
 اور اسی روایت کو ہم ذکر کریں گے جسکی سند عمدہ اور قابل اعتبار ہو۔ صحیح یا حسن و یا مقارب جو تعابلات
 و شواہد کی وجہ سے بمنزلہ حسن اور صحیح کے ہو۔ میں اپنے پروردگار بڑے احسان کرنے والے کے فضل سے
 امید رکھتا ہوں کہ مجھ عاجز پر (جو سب سے زیادہ اسکی شفقت و کرم محتاج ہوں) ان کتب کے حسن تمام
 اور مقبولیت عام ہونے میں اپنا احسان کرے۔ اور اسکو بے بنیاد کام نہ کرے جو کام والے کی موت کے ساتھ ہی
 منقطع ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس امر کو مفید نافع بنا دے۔ جو میرے بعد بھی کار آمد رہے اسے بارخدا یا۔ میری اس التجا
 اپنے حبیب کے صدقہ سے قبول فرما۔ **تنبیہ** خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی نے کتاب جمع الجوامع کے
 شروع میں بعد بیان کرنے رموز بخاری اور مسلم اور ابن ہبان کے اور مستدرک کے جو حاکم سے ہے اور مختار
 کے جو ضیاء مقدسی سے لکھا ہے (اور جو کچھ ان پانچوں کتابوں میں ہے وہ صحیح ہے۔ پس انکی طرف نسبت کرنا
 صحت کی علامت ہے۔) اور احادیث کے سوا جو مستدرک میں از قبیل متعقبات ہیں۔ سوا دیکھو ہم خود بتلاویں گے۔)
 میں کہتا ہوں کہ ذہبی نے تلخیص مستدرک میں حاکم کی بعض تصحیح پر جو اعتراض کئے ہیں اور میں سے بعض
 اعتراض پر محکموا اعتراض ہے میری دانست میں کوئی اور سپر آگاہ نہیں ہوا ہے۔ سو میں انشاء اللہ تعالیٰ جہاں اقف ہو گا
 ان کتب میں اور سپر آگاہ کر دوں گا۔ پہر سیوطی نے لکھا ہے۔ اور ایسے ہی جو کچھ موطا امام مالک۔ اور صحیح ابن خریزہ ابی عروہ
 وابن اسکن اور متقا ابن جارد اور مستخرجات میں ہیں۔ وہ بھی صحیح ہیں۔ پس انکی طرف بھی نسبت کرنا صحت کی علامت ہے
 اور ابو داؤد کی رمز لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ ابو داؤد نے جس حدیث پر سکوت کیا ہے وہ قابل حجت ہے اور جسکی
 تضعیف کی ہوا اسکو میں نے نقل کر دیا ہے اور ترمذی کی رمز بیان کر کے لکھا ہے کہ میں اس بحث کو جو ترمذی
 نے حدیث کے متعلق کی ہے نقل کر دیکھا۔

میں کہتا ہوں۔ ابو داؤد۔ و ترمذی کے روایات کے متعلق جو بحث اور گفتگو ضروری ہے۔ اس بحث پر
 انشاء اللہ تعالیٰ میں متنبہ کر دوں گا۔ پہر سیوطی نے ابن ماجہ و ترمذی و ابو داؤد و بیہقی و عبد الرزاق

وسعيد بن منصور وابن أبي شيبة واحمد وابنه عبد الله وابي يعلى والطبراني والدارقطني وابو نعير
والبيهقي قال وهذه فيها الصحيح والحسن والضعيف فابينه غالباً (قلت) وحيث لم يبينه فانا ابينه
حيث اقف عليه ان شاء الله تعالى قال وكل ما كان في مسند احمد فهو مقبول فان الضعيف الذي
فيه يقرب من الحسن (قلت) وانا انبه عليه ان شاء الله تعالى والبحث فيه مستوفى في المقول
المستحسن في فخر الحسن وذكر رموز العقيلة في الضعفاء وابن عدى في الكامل والمخطيب
وابن عساكر في تاريخه قال وكل ما عزي لهؤلاء الاربعة او لمحكيم الترمذي في نوادر الاصول و
الحاكم في تاريخه او الدليلى في مسند الفردوس فهو ضعيف فيستغنى بالغزو اليه والى بعضها
عن بيان ضعفه قلت وجملته صالحة للاعتداد منها صالحة للاحتجاج بها فانه عليه حيث اقف
ان شاء الله تعالى وقد جرى السيوطي على هذا الاصطلاح في كتابه الدر المنثور في التفسير المأثور
وساثر كتبه والناس عنه غافلون فليكن مناع على ذكرى ولعزى ذكر السيوطي تهذيب الآثار لابن جرير
في كتب الصحيح والظاهر من تسميته آياه به انه عنده مهذب صحيح خلاص ما صرح انه غير صحيح
قال تلميذ لا يوحى محمد الفرغاني وابن جرير ابتداء بتصنيف كتاب تهذيب الآثار وهو من عجائب
كتبه ابتداء بما رواه ابو بكر الصديق مما سمعوا وتكلموا على كل حديث وعمله وطرقه وما
فيه من الفقه واختلاف العلماء ونحوهم واللغة فتم مسند العشرة واهل البيت والموالي
ومن مسند ابن عباس قطعة ومات وقال المخطيب وله كتاب تهذيب الآثار لم ارمثله في معناه

وسید بن منصور و ابن ابی شیبہ و احمد و عبد اللہ بن احمد و ابو نعیم و طبرانی و دارقطنی و ابو نعیم و بیہقی کے رموز بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ان کتابوں میں صحیح و حسن و ضعیف سب قسم کی روایتیں ہیں۔ اکثر مقامات پر میں ان احادیث کے سندوں کی حالت ظاہر کر دینگا میں کتابوں کہ جو امور کہ سیوطی سے رہ گئے ہیں واقفیت ان کی اطلاع میں کر دینگا سیوطی نے کہا کہ جو کچھ مسند احمد میں ہو وہ مقبول ہے کیونکہ ان کی ضعیف روایت بھی حسن کے قریب ہیں کتابوں کہ ان اسنادات کے حالات میں اپنی کتب میں ظاہر کر دینگا اور اسکی پوری بحث میری کتاب بقول المسحق فی فخر الحسن میں مذکور ہے۔ اور سیوطی نے بعد بیان کرنے کہ کتاب الضعفاء عقیلی و کتاب کامل ابن عدی و تاریخ خطیبے تاریخ ابن عساکر کے کہا ہے کہ جو روایتیں منسوب ہوں ان چاروں کی طرف بیا حکیم ترمذی کی نوادر الاصول کی طرف۔ اور تاریخ حاکم کی طرف۔ اور دیلمی کی مسند الفردوس کی طرف وہ ضعیف ہیں۔ صرف حوالہ دینا ہی ضعف کی دلیل ہے۔ ضعف کی تصحیح کی حاجت نہیں مین کتابوں کہ ایک مقدمہ محمد بن رواہون کا استدلال کے قابل ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جہان میں واقف ہو ننگا و سپر آگاہ کر دینگا سیوطی اپنی تفسیر و رموز میں اور دوسری کتابوں میں اسی اصطلاح پر چلے ہیں لیکن لوگ اس سے غافل ہیں پس یہ قاعدہ یاد رہنا چاہئے۔ اور سیوطی نے ابن جریر کی کتاب تہذیب الآثار کو صحاح کے ذیل میں ذکر نہیں کیا۔ مگر لفظ ہر تہذیب الآثار نام رکھنے سے تو یہی مفہوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک وہ مہذب و صحیح ہے۔ بجز اس حصہ کے جسکے صحیح منونے پر وہ منونے تصحیح کی ہے۔ ابن جریر کے شاگرد ابو محمد فرغانی نے کہا ہے کہ ابن جریر نے اپنی کتاب تہذیب الآثار کی تصنیف شروع کی۔ (جو ان کے تصنیفات میں سے نہایت ہی عجیب کتاب ہے) اور اسکا آغاز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ان روایتوں سے کیا ہے جنکی صحت ثابت ہے۔ اور ہر حدیث پر بحث کی ہے۔ اور ہر حدیث کے ذیل میں اس کی علت کو اور طریق روایت کو اور ان مسائل کو جو اس حدیث سے ماخوذ ہیں۔ اور علماء کے اختلاف کو اور انکی ویلیوں کو۔ اور لغات کے معانی کو تصحیح سے بیان کیا ہے سو عشرہ بشرہ و اہل بیت بنوی اور انکی موالی کی مسند تو نام ہو چکی ہے۔ اور ابن عباس کی مسند کو کسب قدر رکھنے پائے تھے کہ انتفتال کر گئے۔ خطیب نے کہا ہے کہ ابن جریر کی تہذیب الآثار کی سی کتاب میری نظر سے نہیں گذری۔

[illegible]

اب ہم خداوند کریم کے فضل کے بہرہ پر پہلی کتاب کے مقاصد شروع کرتے ہیں۔

کتاب الفقه الاکبر عن اهل البيت الاطهر اور اسکا نام الدین القیم للہ المسلم بھی ہے

اور وہ فقہ علم الایمان عام کا ہے۔ جس میں خاص و عام یکساں ہیں۔ اس میں اصول عقائد میں سے چند ایسے عقائد کا بیان ہے جن پر اعتقاد رکھنا ہر مسلمان کو ضرور ہے۔ اور حضرت جبریل علیہ السلام کی حدیث میں لفظ ایمان سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس کیون نہ بخلی او منین کے ہر فرقہ سے ایک جماعت تاکہ سمجھ پیدا کرے دین میں۔

فرض الایمان الاصل

اور چارے۔ اور وہ چہرہ کو اتاری گئی اور پرابراہم کے اور اسمعیل کے اور اسحق اور یعقوب کے اور اولاد اسکی کے اور جو دی گئی موسیٰ اور عیسیٰ اور سب نبیوں کو پروردگار اودن کے سے۔ ہنیں جد امی ڈالتے ہم مدینا کیے او منین سے۔ اور ہم واسطے اوس کے فرمانبردار ہیں۔ اور فرمایا۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ ایمان لاؤ اللہ کے اور رسول اس کے کے۔ اور ساتھ کتاب کے جو اتاری ہے ہوشی اور پر رسول اپنے کے۔ اور کتاب کے جو اتاری گئی ہے پہلے اس سے۔ اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اللہ کے۔ اور اس کے فرشتوں اور اسکی کتابوں اور اس کے رسولوں اور دن پچھلے کے۔ پس تحقیق گمراہ ہوا اگر اہی دور۔ اور فرمایا۔ سو اے اسکے نہیں کہ ایمان والے وہ لوہ ہیں کہ جب یاد کیا جاوے اللہ۔ ڈر جاتے ہیں دل اوس کے۔ اور جب پڑ ہی جاتی ہیں تو پراوہ کے نشان تیاں چکی زیادہ کو دیتی ہیں ادا ایمان۔ اور اور پروردگار اپنے کے بہرہ کرتے ہیں وہ لوگ کہ قائم رکھتے ہیں نماز۔ اور پیر سے کہ دیا ہے ہمنے اونکو۔ خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں ایمان والے بچے۔ حافظ الاولیاء صاحب کرامت علیہ محمد بن اسمٰعیل طوسی صاحب مسند محمد نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے۔ علی بن موسیٰ رضانے۔ اوہون نے اپنے باپ سے کہا اوہون نے کہ حدیث بیان کی ہم سے میرے باپ جعفر صادق نے اوہون نے اپنے باپ محمد بن علی سے وہ اپنے باپ علی بن حسین سے وہ اپنے باپ امام حسین سے۔ وہ اپنے باپ علی کرم اللہ وجہہ رضی عنہم سے۔ کہا اوہون حج فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ (ایمان بان سے اقرار کرنا اور دل سے پہچانا اور تہ پانوں سے عمل کرنا ہی) اور روایت کیا کہ اسکو ہمتی نے شہید کیا میں کہا کہ بیان کیا ہے ابو محمد عبید بن محمد بن محمد بن ہدی شیرازی۔ کہا کہ خبری ہو ابو محمد عبید بن محمد بن ہدی شیرازی۔ کہا کہ بیان کیا ہے ابو محمد فضل بن

ثنا أبو الصلت الهروي عبد السلام ومحمد بن أسلم قال ثنا علي بن موسى الرضا عن أبيه فذكره به و
 سنده مسلسل بالاثمة السبعة أولى الرفعة الكل وقوله عليه الصلاة والسلام اقرار باللسان أي بتوجه
 الله وتصديق رسوله وما جاء به وقال الحافظ البلاذري أبو محمد أحمد بن محمد بن إبراهيم بن هاشم صاحب
 الصحيح على وضع صحيح مسلم ثنا الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى أبو السيد المحجب ثني أبي علي بن محمد
 ثني أبي محمد بن ثني أبي علي بن موسى الرضا قال ثني أبي موسى بن جعفر قال ثني أبي جعفر عن أبيه محمد بن
 علي عن أبيه علي بن الحسين عن أبيه الحسين عن أبيه علي رضي الله عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه
 وآله وسلم الإيمان معرفة بالقلب وقول باللسان وعمل بالأركان وقال الحافظ أبو بكر أحمد بن
 عبد الرحمن الفارسي الشيرازي في اللقب ابنا أبو بكر محمد بن أحمد بن عقيل الوراق ثنا أبو محمد
 أحمد بن محمد بن إبراهيم بن هاشم البلاذري الحافظ فذكره عنه به وسنده مسلسل بالاثمة
 العشرة الكل فذاك السند العالي هو السلسلة الذهبية أو عقد اللآلئ بل سبعة الجواهر المهدبة
 لآل هذا التقدير لفضله الكبير وسيروى نبذة من فضيلة كل من هؤلاء الاثمة أن شاء الله تعالى
 ولم يتشرف أحد ممن هتف واشتهر ما هتف من ذوى الرواية بالاجتماع بالامام علي الرضا
 وحفيد ابنه الامام الحسن العسكري والاستماع منهما الا اهل السنة والله المنة وقال الحافظ
 الناقد أبو حاتم محمد بن ادريس الرازي ثنا محمد بن زياد السهمي ثنا علي بن موسى الرضا فذكره به و
 قال الحافظ أبو عثمان اسماعيل بن عبد الرحمن الصابوني النيسابوري في المائتين ابنا أبو بكر ابن

کہا بیان کیا جسے ابو الصلت ہر دی عبد السلام و محمد بن اسلم نے۔ کہا دونوں نے کہ بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ الرضا نے۔ انہوں نے اپنے باپ سے پہر اس حدیث کو اسی سند سے بیان کیا۔ اور اسکی سند بڑے درجہ کے تلامذہ سے مسلسل ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ اقرار کرنا زبان سے اسکی یہ معنی کہ اقرار کرنا اللہ کے اکیلے ہو چکا اور سچا کہنا اور سچے پیغمبر کا اور جو کچھ وہ اللہ کے پاس سے پیغام لائے۔ اور کہا حافظ بلاذری ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم نے۔ جنہوں نے صحیح مسلم کی روش پر ایک صحیح لکھی ہے۔ کہا بیان کیا ہم سے امام ابن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ نے جو باپ بن ابی ہاشم کے کہ پوچھا ہو گئے۔ کہا انہوں نے کہ مجھ سے کہا میرا باپ علی بن محمد نے کہا انہوں نے کہ مجھ سے کہا میرے باپ محمد بن علی نے۔ کہا انہوں نے کہ مجھ سے بیان کیا میرے باپ علی بن موسیٰ رضا نے۔ کہا انہوں نے کہ مجھ سے بیان کیا میرے باپ موسیٰ بن جعفر نے۔ انہوں نے اپنے باپ محمد بن علی سے۔ انہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے۔ انہوں نے اپنے باپ حسین سے۔ انہوں نے اپنے باپ علی سے رضی اللہ عنہم۔ کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایمان دل سے پہچانا۔ اور زبان سے اقرار کرنا اور اعصاب سے عمل کرنا ہے۔

اور حافظ ابو بکر احمد بن عبد الرحمن فارسی شیرازی نے القاب میں لکھا ہے کہ خبر دی ہکو ابو بکر محمد بن احمد بن عقیل وراق نے۔ کہا کہ بیان کیا ہم سے ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم بلاذری حافظ مذکور نے۔ پہر اسی سند سے وہ حدیث بیان کی۔ اور اسکی سند ائمہ عشرہ سے مسلسل ہے یہ سند عالی طلالی زنجیری یا موتون کا مار۔ یا مالاسے مروارید۔ بہنیں بلکہ یہ سب اسکی کسر شان ہے۔

اور غریب کچھ فضائل ان ائمہ کے بیان کئے جا دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اور بخیر اہل سنت کے اہل روایت میں سے کسی مصنف مشہور تصنیف کو امام علی رضا۔ اور ادون کے پر و تے امام حسن مکی کے ساتھ اجتماع و اجتماع کا شرف نصیب بہنیں ہوا اللہ شہد۔

اور حافظ نقاد ابو حاتم محمد بن ادیس رازی نے کہا ہے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن زیاد سہمی نے انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ رضا نے۔ پہر وہ حدیث اسی سند سے بیان کی۔

اور حافظ خراسانی ابو عثمان اسماعیل بن عبد الرحمن مابونی نیشاپوری نے مائتین میں لکھا ہے کہ خبر دی ہکو ابو بکر ابن

مهران ثنا أبو محمد زنجويه بن محمد بن الحسن الليثي ثنا أبو حاتم محمد بن إدريس الرازي فلذا ذكره
 به قال الصابوني هذا حديث غريب لم يكتبه إلا من حديث أهل البيت وقال الحافظ أبو بكر
 ابن محمد بن محمد بن إسحاق المعروف بابن السنن الدنيوي في كتاب الأخوة والأخوات أخبرني أبو يحيى
 الساجي أي الحافظ ذكر يا صاحب الجرح والتعديل ثنا عبد العزيز بن محمد بن الحسن بن زبالة
 ثنا عبد الله بن موسى بن جعفر ثني علي بن موسى به وعبد العزيز قال ابن حبان يأتي عن المدنيين
 بالاشياء للعضلات فيطل الاحتجاج به قلت قد يرأ من عهدته ما هنا وثبت حديثه هذا وعنه
 لابي سعيد ابن الاعرابي الحافظ في مجمعهم بسندنا عن عبد الله بن موسى به فليراجع وقال ابن فاجة حافظ
 قرون وسادس ائمة الحديث الستة في سننه ثنا سميل بن أبي سميل الرازي ومحمد بن اسمعيل قال ثنا عبد الله
 ابن حاتم أبو الصلت الهروي ثنا علي بن موسى الرضي به قال أبو الصلت لوقري هذا الاسناد على مجنون زهير
 واخرجه من جهة الهروي الحافظ أبو بكر ابن أبي داود وابو بشر الاولابي في الكنى والطبراني في الكبير
 أبو بكر الأخرى في الشريعة فابو نعيم الاصبهاني والحاكم خارج المستدرک في تاريخه نيسابور وغيره فالباقى
 في شعب الايمان وابن مردويه في التفسير وابو نصر ابن أبي القاسم القشيري وابن الجوزي والتاج ابن السكك
 في طبقات الشافعية وابن الجوزي في اسنن المطالب في مناقب الامام علي بن أبي طالب بطرق ومما ينبغي
 ان يستدرک على الحاكم كونه لم يخرج في صحيحه المستدرک مع كونه صحيحا على رأيه في الهروي حيث انه
 صحيح له حديث اتهم نية العالم ونافقه ائمة أهل بيت النبوة الذين هو يعظم رفقته ولحاكم

مہران نے۔ کہا اوہون نے بیان کیا ہم سے ابو محمد رنجویہ بن محمد بن اللہاد نے۔ کہا اوہون نے بیان کیا ہم سے ابو حاتم محمد بن ادیس رازی نے۔ پھر وہ حدیث بیان کی صاحبہ نے کہا کہ یہ حدیث نادر ہے میں نے صرف حدیث اہل بیت سے اسکو لکھا ہے۔ حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن اسحق جو ابن سنی دینوری کے نام سے مشہور ہیں اوہون نے اپنی کتاب الاخوة والاخوات میں لکھا ہے کہ خبر دی مجھکو ابو یحییٰ باجی نے یعنی حافظ زکریا۔ صاحب البحر والتعذیل نے۔ کہا اوہون نے بیان کیا ہم سے عبدالعزیز بن محمد بن حسن بن زبالہ نے۔ کہا اوہون نے بیان کیا ہم سے عبداللہ بن موسیٰ بن جعفر نے۔ کہا اوہون نے بیان کیا مجھ سے علی بن موسیٰ نے۔ اسی حدیث کو اسی سند سے ابو عبدالعزیز کی نسبت ابن حبان نے کہا کہ وہ مدین سے ایسے اچھے کی باتیں روایت کرتا ہے جنکے وجود و عقل دشوار سمجھتی ہے۔ پس اسکی روایت سند کے قابل نہیں ہے۔ یقین کہتا ہوں کہ اس بیان سے اسکی برارت ہوگئی۔ اور یہ حدیث اسکی ثابت ہوگئی۔ اور حافظ ابو سعید ابن الاعرابی کے معجم کی طرف بھی یہ حدیث منسوب کی گئی ہے کہ اوہون نے اسکو روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن موسیٰ سے اسی سند و متن کے ساتھ۔ پس اسکی طرف رجوع کرنا چاہیے اور ابن ماجہ حافظ قزوین سادس ائمہ حدیث سے نے اپنی سنن میں لکھا ہے۔ کہ بیان کیا مجھ سے سہل بن ابی سہل رازی نے۔ اور محمد بن اسمیل نے۔ کہا دونوں نے بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ رضا نے اسی سند و متن کے ساتھ۔ ابو الصلت نے کہا کہ یہ سند ایسی ہے کہ اگر مجسٹون پر پڑھ دی جاوے تو البتہ اچھا ہو جاوے۔ اور ہر وی کے واسطے اسکی روایت کی ہے حفاظ حدیث ابو بکر ابن ابی داؤد نے اور ابو بشر دلالی نے کئے میں۔ اور طبرانی نے کبیر میں اور ابو بکر آجری نے کتاب الشریعہ میں۔ پھر ابو نعیم نے اور حاکم نے تاریخ نیشاپور میں پھر بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن مردویہ نے تفسیر میں۔ اور ابو نصر ابن ابی القاسم قشیری نے۔ اور ابن جوزی نے اور تاج السبکی نے طبقات شافعیہ میں اور ابن جوزی نے اسنی المطالب فی مناقب الامام علی بن ابی طالب میں کئی طرق سے اور بادیہ ہر وی حاکم کی رائے کے موافق مقبول الروایہ ہے۔ چنانچہ انا مدینۃ العلم کی روایت کو جو ہر وی سے ہے صحیح قرار دیا ہے نیز بھی ہر وی کی اس روایت کو اپنی صحیح مستدرک میں ذکر نہ کرنا قابل اعتراض اور گرفت کے ہے۔ اور اس کے اوپر کے سلسلہ میں تو ائمہ اہل بیت ہیں جنہیں وہ معظّم جانتے ہیں۔ پس آگاہ رہو۔

في تاريخ نيسابور بسند ليس فيه من ذكر جرح عن محمد بن عبد الله بن طاهر نائب العراق وابن نائيه قال كنت
 واقفا على رأس أبي وعنده احمد بن محمد بن حنبل واسحاق بن راهويه وابوالصلت الهروي فقال ابى ليحدث
 كل رجل منكم بحديث فقال ابوالصلت ثني على بن موسى الرضى وكان والله رضى الله كما سمي عن ابيه
 موسى بن جعفر عن ابيه جعفر بن محمد عن ابيه محمد بن علي عن ابيه علي بن الحسين عن ابيه الحسين
 ابن علي عن ابيه علي رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان قول وعمل
 فقال بعضهم فاهذا الاسناد فقال له ابى هذا اسعوط الجانين اذ اسعوط به الجنون برأ ورواه علي بن
 غراب حدثنا علي بن موسى الرضى به باللفظ الاول اخرجه الخطيب في تاريخ بغداد وابن غراب
 وثقه ابن معين والد ارقطى وقال احمد كان يدلس وما اراه الا كان صدوقا وروى له ابن ماجة
 والنسائى وقال الخطيب تكلم فيه لاجل مذهبه كان غالبا في التشيع واما رواياته فومضه فيها بالصدق
 وقال ابن حجر فط ابن حبان في تضعيفه قال السيوطي ومثل هذا يصح في المتابعة ومحمد بن سهل
 بن عامر الجعفي ثنا علي بن موسى الرضى به اخرجه الخطيب والنجاشي قال ابن الجوزي مجهول وقال السيوطي
 ما ريت له ترجمة ولا في الميزان وعبد الله بن احمد الطائفي ثني ابى ثني على به اخرجه الخطيب والطائفي
 متكلم فيه وابو احمد داود بن سليمان بن وهب الغازي ثنا علي بن موسى الرضى به اخرجه ابوزكريا
 البخاري في فوائده والغازي مجهول وبالحجلة فقد استسعد برواية هذا الحديث الجود
 عن الامام الهمام ابى الحسن على الرضى مسلسلا عن ابائه من جهة اهل بيته وتبعته جلة حجة

اور حاکم کی تاریخ نیشاپور میں ایسی سند سے کہ جس پر کوئی جرح نہیں کی گئی روایت ہے محمد بن عبد اللہ بن طاہر (ناصب) کا
 (ابن ناصب) کہا اس نے کہ میں اپنے باپ کے سر کے پاس کھڑا تھا۔ جس وقت احمد بن محمد بن حنبل واسطی بن ہویہ
 وابو الصلت ہروی۔ ان کے پاس تھے۔ میرے باپ نے کہا کہ ہر شخص ایک حدیث بیان کرے سو ابو الصلت نے
 کہا کہ بیان کیا مجھے علی بن موسیٰ رضا نے (اور وہ واللہ اسم باسمی اللہ کے پسندیدہ تھے) اپنے باپ موسیٰ بن جعفر سے۔ انہوں نے
 اپنے باپ جعفر بن محمد سے۔ انہوں نے اپنے باپ محمد بن علی سے انہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے۔ انہوں نے
 اپنے باپ حسین بن علی سے۔ انہوں نے اپنے باپ علی سے رضی اللہ عنہم کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے کہ ایمان قول و عمل ہے۔ سو بعضوں نے کہا کہ یہ کیا عالیشان اسناد ہے۔ تو میرے باپ نے کہا کہ یہ مجنوں کی داد ہے
 اگر اسکو دیوانہ کی ناک میں پٹکایا جاوے تو اچھا ہو جائے۔ اور خطیب نے تاریخ بغداد میں روایت کیا ہے اسکو علی بن
 غراب نے۔ کہا انہوں نے بیان کیا مجھ سے علی بن موسیٰ رضی نے اسی اسناد سے بہ لفظ اول۔ اور ابن غراب کی توثیق
 ابن مسین و دارقطنی نے کی ہے۔ احمد نے کہا کہ وہ مدلس تھا اور میں اسکو سچا جانتا ہوں اور ان سے روایت لی ہے
 ابن ماجہ نے اور نسائی نے۔ اور خطیب نے کہا کہ اس کے مذہب میں گفتگو کی گئی ہے۔ کیونکہ وہ غالی شیعہ تھا لیکن روایات
 میں اسکی راستی اور سچائی بیان کرتے ہیں۔ ابن حجر نے کہا کہ ابن حبان نے اسکی تصنیف میں افراط کی ہے۔ سیوطی نے کہا
 ایسا شخص متابعت کے لئے بجا نہیں ہے۔ اور روایت کیا ہے اسکو خطیب نے محمد بن سہل بن عامر بجلی سے کہا انہوں نے کہ
 بیان کیا مجھ سے علی بن موسیٰ رضی نے اسی سند و متن سے۔ اور بجلی کو ابن جوزی نے مجہول بتایا ہے۔ اور سیوطی نے کہا کہ
 میں نے نہ میزان میں النحا کوئی ذکر پایا نہ اور کہیں۔ اور روایت کیا ہے اسکو خطیب نے عبد اللہ بن احمد طائی سے کہا انہوں نے
 بیان کیا مجھ سے میرے باپ نے کہا انہوں نے بیان کیا مجھ سے علی رضی نے بہین سند و متن اور طائی میں کلام ہے۔ اور
 ابو زکریا بخاری نے اسکو روایت کیا ہے اپنی کتاب فوائد میں ابو احمد داؤد بن سلیمان بن وہب غازی سے
 کہا اس نے بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ رضی نے بہین سند و متن۔ اور غازی مجہول ہے۔ النحا صلی حفظ اہل
 کی ایک بڑی جماعت نے۔ بڑی سعادت حاصل کی ہے۔ یہ روایت اس حدیث کے حضرت امام ہمام ابو الحسن علی الرضی سے مسنداً آپ کے آباء

(۱) یعنی اپنے ہم عصر ادبی سے بلفظ من روایت کرنے میں بیچ دالے کا نام مجوز دیتے تھے ۱۱

(۲) ایک روایت اسی معنوں کے دوسری روایتوں کے بعد ذکر کرنا ۱۲

من حفاظ اهل السنة والجماعة والله المنة على الصنعة ولا يضر كون بعض الرواة عن الامام
 محل الكلام لكون آخرين ثقات الا نام من الاعلام وذكر ابن السبكي انه رواه عن الرضى
 الهيثم بن عبد الله وعلى بن الازهر السرخسى ايضاً وعن الكاظم محمد بن صدقة ومحمد بن تميم
 وان الاربعة مجاهيل وقال تمام في فوائد ثنا احمد بن محمد الطبرستانى ثنا الحسن بن علي التميمي
 ثنا محمد بن صدقة العنبري ثنا موسى بن جعفر عن ابيه وثنا احمد بن محمد الطبرستانى ثنا احمد
 ابن عيسى العلوى ثنا عباد بن صهيب عن جعفر بن محمد به وعزى لابن عمرو بن حمدان في فوائد
 عن علي قال سألت النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن الايمان ما هو قال معرفة بالقلب واقرار
 باللسان وعمل بالاركان ولابن مردويه عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 الايمان اقرار باللسان وعقد بالقلب وعمل بالجوارح والاركان وهو يزيد وينقص قال السيوطي
 وسنده ضعيف فليراجع وبالحجة فالحديث له عن المولى على المرتضى طرق جمعة عندائمة بالحجة
 وللشيرازي والديلي عن عائشة رفعا كما للفظ الاول وكذا ابن الجوزي عن انس رفعا وسندهما
 ضعيف قال البیهقي في خبر اهل البيت وشاهد هذا الحديث ما انا ابو نصر ابن قتادة فذكر
 بسنده عن ابي قتادة رفعه من شهد ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله فذل بها لسانه
 واطمأن بها قلبه لم تطعمه النار قلت بل هو شاهد الحديث الا في فرض الايمان الاجمل
 فالجمل فتامل ومع هذا كله فليل الدارقطني وذكر رواية الهروي له وهو متهم بوضعه

لم يحدث به الا من سرقة منه فهو الابتداء في هذا الحديث وقيل ابن الجوزي موضوع كلاهما
 مما لا يعول عليه ولا يلتفت اليه وكذا قد قصر ابن السبكي هنا فقصر لما اغتربنا ذكره في الهرو
 واقصر السخاوي في المقاصد الحسنة على رواية ابن ماجة وحكم ابن الجوزي وقصة رواية الامام
 له بنيسابور عند الديلمي بلا سند وكل ذلك قصور في العثور واورده السيوطي في الجامع
 الصغير برواية ابن ماجة والطبراني ورمز له في الهامش بالضعف وقال في الدرر المنتثرة
 وذكر ايراد الزركشي له عن ابن ماجة قلت اورده ابن الجوزي في الموضوعات فلم يصيب وقد ذكر
 السيوطي في اللآلئ المصنوعة أكثر الطرق المذكورة وقال ابن الجوزي في لسنه المطالب في حديث
 الهروي حديث حسن اللفظ والمعنى رجال اسنادة ثقات غير الهروي وهو خادم الامام
 الرضي فانهم ضعفوه مع صلاحه وقد روى ايضا عن مالك وسجاد بن زيد وروى عنه احمد
 ابن ابي خيثمة وعبد الله بن احمد وجماعة ولكن تابعه على رواية هذا الحديث عن الرضي محمد
 ابن اسلم فذكره عن البيهقي في الشعب قال فخرج ابو الصلت من عهدته انتحى الكلام فيه
 مدحا وقد حام بسوط في غير هذا المقام وقوله سلام الله عليه وطوله معرفة بالقلب
 بالالوهة للرب والنبوة لرسوله بما اوجب ولا احمد في المستند عن علي قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وآله وسلم الاسلام ان يسلم قلبك وان يسلم المسلمون من لسانك ويدك
 قيل قال الاسلام افضل قال الايمان قيل ما الايمان قال ان تؤمن بالله وملائكته وكتبه

نہیں روایت کیا اور سکو بجز اوس شخص کے جس نے حدیث کو ہر دی سے چرایا ہو سو وہی ہر دی اس حدیث میں ابتدا ہو اور ایسا ہی ابن جوزی نے جو کہا ہو کہ (وہ موضوع ہے) یہ دونوں قول ایسے ہیں جو معتبر و قابل اتعات نہیں ہیں۔ اور ابن سبکی سے بھی اسی مقام پر لغزش ہوئی ہے۔ اور یہ لغزش اس وجہ سے ہوئی کہ اذکود ہو کا ہو گیا اور اقوال سے جو ہر دی حق میں کہے گئے ہیں۔ اور بخادی نے مقاصد حسہ میں اقتصار کیا ہو۔ ابن ماجہ کی روایت پر۔ اور ابن جوزی کے اوس حکم پر اور اس قصہ پر کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو امام نے شہر نشا پور میں جو کتاب الفردوس دلی میں بلا سند منقول ہے۔ اور یہ سب لغزشیں قصور اطلاع کی وجہ سے ہیں۔

اور سیوطی نے جامع صغیر میں ابن ماجہ و طبرانی سے اس حدیث کو ذکر کیا ہو۔ اور حاشیہ میں اس کے ضعف کا اشارہ کیا ہو۔ اور درمستشرقین یہ بیان کرنے کے بعد کہ (زکشی نے اس حدیث کو ابن ماجہ سے روایت کیا ہو)۔ کہا ہو کہ میں کہتا ہوں کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں جو ذکر کیا ہے سو خطا ہے۔

اور سیوطی نے لآلہ مصنوعہ میں اکثر طرق مذکورہ کو بیان کیا ہے۔ اور ابن جوزی نے اسے المطالب میں حدیث مروی کی نسبت کہا ہو کہ یہ حدیث حسن ہے لفظاً و معنی۔ اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ بجز ہر دی کے جو خادم ہیں امام رضی کے۔ کیونکہ محدثین نے اذکود باوجود نیک ہونے کے ضعیف الروایہ کہا ہو اور وہ امام مالک و حادین زید سے بھی روایت کرتے ہیں۔ اور احمد بن ابی حنیمہ اور عبد اللہ بن احمد اور ایک جماعت محدثین نے ان سے روایت لی ہے۔ لیکن ان کی متابعت کی ہے اس حدیث کی روایت پر علی رضی سے۔ محمد بن اسلم نے نقل کیا اور سکو بجزی نے روایت بیہقی سے جو شعب اللہ بمان میں ہے۔ کہا کہ پس بری ہو گیا ابو الصلت اپنے عہدہ سے انتہی آور یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ معرفۃ بالطلب

اس سے مراد معرفت الوہیت خدا و نبوت رسول الہی حبیط اللہ نے فرض کیا ہو۔

اور مسند احمد میں حضرت علی سے روایت ہو کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اسلام یہ ہو کہ بترا دل مطیع ہو جائے۔ اور مسلمان تیرے دست و زبان سے محفوظ رہیں۔

کسی نے پوچھا اسلام میں کونسا امر افضل ہے۔ فرمایا ایمان۔ پوچھا۔ ایمان کیا ہے۔ فرمایا یقین لانا اللہ پر اور اس کے فرشتوں اور کتا بون۔ اور رسولون پر۔ اور مرکز سر سے اوسٹھنے پر

برسله والبعث بعد الموت قيل فأي الايمان افضل قال الهجرة قيل ما الهجرة قال ان تهجر السوء
 قيل فأي الهجرة افضل قال بمجاهد الحديث واحمد والطبراني في الكبير بسند ثقات عن
 عمر بن عبسة نحوه وهذا في الايمان والاسلام والهجرة ونجدة من الشريعة ولعبد الرزاق
 وابن ابي شيبة ورسته في الايمان واللالكائي في السنة والبيهقي في الشعب وابن عساكر عن
 حمر بن عدي قال حدثنا علي بن ابي طالب ان الطهور نصف الايمان والى ظاهر هذه الاحاديث
 والاثار عن اهل البيت الاطهار ونحوها ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعي واحمد
 والاوزاعي كمن ذهب اهل البيت ان العمل داخل في الايمان الا انه لا يزول اصل الايمان
 بزوال العمل كما لا يزول اصل الشجر بزال الفروع والشر والرجل لا يخرج عن نوعه بقطع
 الايدي والارجل فالمعنى بالايمان فيها هو الايمان الكامل الذي لن يفتقر بعد الالتماس
 به الى ان يعذر عن صاحبه وهو المقرون بالاسلام دون الحجرد عنه وقوله وهو يزيد وينقص
 اي في الاوصاف الثلاثة فالزائد فيها الايمان الخاصة والتاقص ايمان العامة اما في المعرفة
 والتصديق فمن جهة الثمرات والحلاوة لاصل التصديق فانه ان نقص كان شكاً فخرج من
 الايمان واما في الاقرار فاذا خيف القتل اقرباً الايمان فلم يقرب فهو ناقص وان اقرب فهو الايمان
 الزائد الكامل واما في العمل بالاركان فلا يحتاج الى البيان وسمايشيد ما ذكرنا ما عن
 المولى المرتضى قال كانت السورة اذا نزلت على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم او الآية

کھا گیا ایمانین کو نسا اور افضل ہی فرمایا ہجرت پہچا گیا ہجرت کیا ہی۔ فرمایا برائی کو چھوڑنا۔ پوچھا گیا ہجرت کو کسی بہتر ہی فرمایا جہاد۔ الی آخر الحدیث۔ معلوم رہے کہ ایمان و اسلام و ہجرت کے معنوں کی یہ بھی ایک طرز شرعی ہے۔
اور روایت کیا ہے عبدالرزاق و ابن ابی شیبہ نے اور رستہ نے کتاب الایمان میں۔ اور لا نکائی نے کتاب السنہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔ اور ابن عساکر نے۔ حجر بن عدی سے کہ بیان کیا ہے علی بن ابیطالب نے کہ بیشک طاعت نصف ایمان ہے۔

ان احادیث و آثار کے ظاہر معنیوں کے لحاظ سے محدثین و امام مالک و امام شافعی و امام احمد و ازاعی بر طبق مذہب اہل بیت۔ اس امر کے قائل ہیں کہ عمل بھی جزو ایمان ہے اور حقیقت ایمانین داخل ہے۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ عمل کے مفقود ہونے سے اصل ایمان زائل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ شاخون اور ثمر کی علیگی سے اصل درخت زائل نہیں ہوتا۔ یا ہاتھ پیر کے قطع ہونے سے انسان اپنی نوعیت سے خارج نہیں ہوتا۔
پس ان احادیث میں ایمان سے مراد ایمان کامل ہے جسکے بجا لانیکے بعد اس مومن کی جانب سے کسی عذر کی حاجت نہ ہو۔ یہ تو وہی ایمان ہو سکتا ہے جو اسلام کو بھی شامل ہے۔ نہ کہ ایمان قلبی محض اور ایمان میں کم و بیش ہے۔ اور اسکے اوصاف ثلاثہ کی کم و بیشی مقصود ہے۔ زائد الاوصاف خواص کا ایمان ہے اور ناقص الاوصاف عوام کا۔

معرفت و تصدیق میں کمی لحاظ قلیل و کثرت و حلاوت ممکن ہے نہ کہ اصل تصدیق میں (معاذ اللہ) کیونکہ اگر اصل تصدیق کم ہو جائے تو وہ شک ہے جو ایمان سے بالکل خارج کر دیتا ہے۔
اور اقرار میں جب کہ اقرارسانی سے قتل کا اندیشہ ہو اور اس خوف سے اقرار کرے تو یہ ایمان ناقص ہے۔ اگر باوجود خوف کے علامہ اقرار کرے تو وہ ایمان کامل ہے۔ ہر عمل۔ تو وہ ظاہر سے تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں اور ہمارے بیان کی سہولت و روایت بھی ہو سکتی ہے جسکو محمد بن اسماعیل و ثاق نے اپنی کتاب الامالی میں ذکر کیا ہے اور عسکری نے کتاب المواعظ میں اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت علیؑ سے منبر یا آپؐ نے لکھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں کوئی سورہ یا آیت نازل ہوتی تھی۔

ومن شتم الفاسقين وغضب الله غضب الله له فقام السائل عند هذا فقبل رأسه على آخره
 ابن أبي الدنيا في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر واللائكائي في السنة وابن عساكر في تاريخ دمشق
 ورواه البيهقي مختصراً عن العلامة بن عبد الرحمن إلى آخر الجملة الأولى (عن) خلاصة
 ابن عمرو قال كنا جلوساً عند علي بن أبي طالب إذا أتاه رجل من خراة فقال يا أمير المؤمنين
 هل سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ينعت الإسلام قال نعم سمعت رسول الله صلى
 الله عليه وآله وسلم يقول بنى الإسلام على أربعة أركان على الصبر واليقين والجهاد والعدل
 والصبر أربع شعب لشوق والشفقة وإنزهاة والترقب فمن اشتاق إلى الجنة سلا عن الشهوات
 ومن أشفق عن النار رجع عن المحرمات ومن زهد في الدنيا تهاون بالمصيبات ومن ارتقب
 الموت سارع في الخيرات واليقين أربع شعب تبصرة الفطنة وتأول الحكمة ومعرفة العبرة
 واتباع السنة فمن أبصر الفطنة تأول الحكمة ومن تأول الحكمة عرف العبرة ومن عرف العبرة
 اتبع السنة فمن اتبع السنة فكان ما كان في الأولين والجميع أربع شعب الأمر بالمعروف و
 النهي عن المنكر والصدق في المواطن وشنان الفاسقين فمن أمر بالمعروف شد ظهر المؤمن
 ومن نهى عن المنكر أزعج المنافقين ومن صدق في المواطن قضى الذي عليه وأحرز دينه
 ومن شتم الفاسقين فقد غضب الله ومن غضب الله يغضب الله له وللعدل أربع شعب غور
 الفهم وزهرة العلم وشرائع الحكم وروضة الحكم فمن غاص لفهم فسر جمل العلم ومن

اور جس نے بدکاروں سے بغض رکھا اور صرف اللہ کے واسطے غصہ ہوا۔ اس کے لئے خداوند تعالیٰ (اوس کے دشمنوں پر) غضبناک ہوتا ہے۔

اس کلام کے تمام ہوتے ہی وہ شخص اڑٹھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سر مبارک کو بوسہ دیا۔ اس روایت کو بھی علاء بن عبد الرحمن سے نقل کیا ہے لیکن مختصراً۔ اوس میں صرف پہلا جملہ مذکور ہے۔

اسکی ہم مضمون اور ایک روایت مرفوعہ ہے جسکو ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت علی سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسی روایت کو حارث بن جیحی نے حضرت علی سے مرفوعاً باختصار روایت کیا ہے۔ اور قبیصہ بن جابر اور علاء بن عبد الرحمن نے حضرت علی کے قول سے۔

زهرة العلم عرف شرائع الحكم ومن عرف شرائع الحكم ورد روضة الحكم ومن ورد روضة الحكم لم يفرط
في أمره وعاش في الناس وهو في راحة أخرجه أبو نعيم في الحلية وقال كذا رواه خلاص بن عمرو
مرفوعا ورواه الحارث عن علي مرفوعا مختصرا ورواه قبيصة بن جابر عن علي من قوله ورواه العلاء بن
عبد الرحمن عن علي من قوله **فضل الإيمان الجليل** قال الله المتعال في سورة الحديد

(والذين آمنوا بالله ورسوله أولئك هم الصديقون) وقال في سورة التوبة (وعد الله المؤمنين و

المؤمنات جنات تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها ومساكن طيبة في جنات عدن ورضوان

من الله اكبر ذك هو الفوز العظيم وقال في سورة الفتح (ليدخل المؤمنين والمؤمنات جنات تجري

من تحتها الا نهزخا الدين فيها ويكفر عنهم سيئاتهم وكان ذلك عند الله فوزا عظيما قال الحافظ

البلاذرى حدثنا الحسن بن علي بن محمد بن علي بن منسى بن جعفر ابو السيد المحبوب اقام عصره بمكة

قال ثنی علی بن محمد النقی قال ثنی ابی محمد بن علی قال ثنی ابی علی بن موسی الرضی قال ثنی ابی موسی بن جعفر

الكاظم قال ثنى ابى جعفر بن محمد الصادق قال ثنى ابى محمد بن على الياقرق قال ثنى ابى على بن الحسين زين

العابدین قال ثنی ابی الحسین بن علی سید الشهداء ثنی ابی علی بن ابیطالب سید الاولیاء قال ثنی محمد بن

عبد الله سيد الانبياء، صلى الله عليه وآله وسلم قال ثنا جبريل سيد الملائكة قال قال الله سيد السادات

انی انا الله لا اله الا انا من اقرئ بالتوحيد دخل حصني ومن دخل حصني امن عذابي ورواه من جهة البلاذري

الحافظ العلامة مسند نيسابور ابو طاهر محمد بن احمد تحميش الزیادی فاحافظ ابو صالح احمد بن

ایمان محفل کی فضیلت

فرمایا خداوند تعالیٰ نے سورہ حدید میں - والذین آمنوا باللہ ورسولہ اولئک ہم الصدیقون ۱۰ اور جو لوگ کہ ایمان لائے اللہ پر اور اللہ کے رسولوں پر وہی سچے ہیں ۱۱ اور فرمایا سورہ آہ میں ۱۲ وعدہ فرمایا ہے اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو بہشتوں کا جنکے نیچے نہرین بہتی ہیں وہ ہمیشہ اوس میں رہیں گے اور جنات عدن میں پاکیزہ گہر و نکا۔ اور رضا مندی اللہ کی طرف سے بڑی (چیز) ہے۔ یہی بڑی کامیابی ہے ۱۳ اور فرمایا سورہ فتح میں ۱۴ تاکہ داخل کرے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتوں کو بہشتوں میں جنکے نیچے نہرین جاری ہیں۔ ہمیشہ رہیں گے۔ ونہیں ماوردور کرے اونسے اونکی برائی بیان اور ہے یہ نزدیک اللہ کے بڑی کامیابی ۱۵

کما حافظ بلاذری نے بیان کیا مجھے مکہ مبارکہ میں امام وقت باپ سید محبوبؑ کے حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر نے کہا بیان کیا مجھے علی بن محمد نقی نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ محمد بن علی نقی نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ محمد بن علی باقر نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ جعفر بن محمد صادق نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ محمد بن علی باقر نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ علی بن حسین زین العابدین نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ حسین بن علی سید الشہداء نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ علی بن ابیطالب سید الاولیاء نے ۔

۱۰ یعنی امام محمد بن حسن جنکے محبوب ہونے کا داعیہ مشہور یہ ہو کہ آپ بہ عمر پنج سالگی موضع دسٹر من را سے) بن ایک غار کے اندر تشریف فرما ہوئے اور غائب ہو گئے تھے ۱۱

۱۲ مخفی نہ رہے کہ اس روایت میں دس ائمہ اہل بیت مسلسل راوی ہیں ۱۳

عبد الملك النيسابوري المؤذن ثم الحديث ابو طاهر عبد السلام بن ابي الربيع الحنفية ثم الحديث سعيد
الدين محمد بن مسعود الفارسي الكازروني ثم الحافظ ابن الجزي في اسنى المطالب وغلط في سند
الائمة بعض من دون الحافظ ابي صالح ممن ليس من اهل المعرفة والمسطر هو المحرر قال ابن الجزي
كذ اوقع هذا الحديث بهذا السياق من المسلسلات السعيدية والعهد فيه على البلاذري (قلت)
هو احد الرواة الثقات في مصر بل واحد الحفاظ الا يقاظ في عصره المسن المحسن قال الحافظ ابو عبد الله
الحاكم في تاريخ نيسابور كان واحد عصره في الحفظ والوعظ وكان يكثر المقام بنيسابور يكون له في
كل سبع مجلسان عند شيخه البلاذري الحسن المحمدي وابي نصر العبداني وكان شيخنا ابو علي الحافظ
ومشائخنا يحضرون مجالس وعظه ويفرحون بما يذكره على رؤوس الملائكة من الاسانيد ولما هو غزوة
قط في اسناد او اسم او حديث سمع محمد بن ايوب الجعفي وتيم بن محمد الحافظ وعبد الله بن محمد
ابن شيرويه وطبقتهما بخراسان والعراق وكتب بمكة عن امام اهل البيت ابي محمد الحسن بن علي
ابن علي بن موسى الرضي وخرج صحيحا على وفهم كتاب مسلم وقال الحافظ ابو سعد بن السمعاني
في كتاب الانساب كان حافظا فها عارفا بالحديث ثم ذكر سماعه من جماعة من ائمة الصناعات
بطوس ونيسابور والري وبغداد وذكر كلام الحاكم وقال الحافظ الذهبي في طبقات الحفاظ في ترجمة
الامام الحافظ البارع الطوسي البلاذري الواعظ ثم ذكر كلام الحاكم مختصرا فليس السند ولا المسند
مما ينتقد واخرج ابو نعيم في حلية الاولياء فالسلفي وابن عساكر وابن الجوزي عن ابي الصلت ثنا

پہراونکے واسطہ سے محدث ابو طاہر عبدالسلام بن ابی الربیع خنی نے پہراونکے واسطہ سے محدث
سعيد الدين محمد بن مسعود فارسی گازیرونی نے پہراونکے واسطہ سے ابن الجزری نے اسے المطالب
میں۔

ان راویوں میں سے ابو صالح کے نیچے والے بعض راویوں نے۔ (جو اہل معرفت حدیث نہیں ہیں) ائمہ
کے ناموں میں کچھ غلطی بھی کی ہے۔ اور ٹھیک وہی اسناد ہے جسکو سمجھنے اور بیان کیا ہو۔
ابن جزری بطور جرح کہتے ہیں کہ یہ حدیث مسلمات سعید یہ میں یوں ہی آئی ہے۔ اور اسکا ذمہ بلاذری
پر ہے واللہ اعلم۔

میں کہتا ہوں۔ بلاذری کے حق میں کسی طرح کا دہم بجانے خود نہیں ہو سکتا۔ وہ
اپنے شہر کے نہایت ثقہ راویوں میں سے ہیں بلکہ حفاظ ایفا میں بکاؤ وقت شمار کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ
حاکم نے تاریخ نیشاپور میں انکی نسبت لکھا ہے کہ حفظ حدیث اور وعظ میں یکتا ہی وقت تھے نیشاپور میں اکثر
اقامت پذیر رہتے تھے۔ اور ہر ہفتہ میں دو مرتبہ شیخ ابوالحسن لحمی و شیخ ابو نصر عہدی کے یہاں انکے وعظ
کی مجلس منعقد ہوا کرتی تھی۔ حافظ ابو علی اور دوسرے ہمارے اساتذہ حاضر مجالس وعظ رہتے تھے اور انکے اساتذہ جو وہ ملاؤں کرتے تھے
مسرور ہوتے تھے میں نے کبھی کسی شیخ کو انکی بیان کی ہوئی حدیث یا نام یا سند میں طعن کرنے نہیں دیکھا۔ انہوں نے
محمد بن ایوب بکلی سے اور حافظ تیمم بن محمد سے اور عبداللہ بن محمد بن شیر دین اور انکی ہم طبقہ دوسراؤں اور اسان علاقہ میں
تلمذ حاصل کیا ہے۔ اور مکرّم بارکہ میں حضرت امام اہل بیت حسن عسکری سے ملاقاتی ہو کر حدیثیں لکھ لی ہیں۔
اور انہوں نے صحیح مسلم کی وضع پر ایک صحیح لکھی ہے۔

اسی طرح حافظ ابوسعید ابن سمعانی نے کتاب الانساب میں بلاذری کی تعریف بدین الفاظ کی ہے کہ وہ حافظ حدیث نہایت فہم و راہ
علم حدیث ہیں اور طوس و نیشاپور و بغداد میں ایک جماعت ائمہ حدیث سنیہ اور حاکم کے قول کو بھی انہوں نے نقل کیا ہے۔
اور حافظ ذہبی نے طبقات الحفاظ میں انکو بوضوفاً امام حافظ کاہل طوسی بلاذری اعظّم ذکر کیا ہے کلام حاکم کو بھی مختصر نقل کیا ہے اور الغرض
سند و متن حدیث ہر دو محل شبہ یا محتاج تنقیح نہیں ہیں۔

۱۵ مصنف محدث سعید الدین گازیرونی ۱۲۵۴ھ میں اسباب پرافتخار کر سکتے ہیں کہ فاضل اہل سنت ہی کے ایک محدث صاحب تصنیف نے امام حسن عسکری سے
شرف ملاقات حاصل کیا ہے۔ اور آپ سے حدیث سنائی ہے۔ یہ شرف اور انکو نصیب نہ ہوا۔ ۱۲

عبد الملك النيسابوري المؤذن ثم الحديث ابوطاهر عبد السلام بن أبي الربيع الحنفية ثم الحديث سعيد
الدين محمد بن مسعود الفارسي الكازروني ثم الحافظ ابن الجزي في اسنى المطالب وغلط في سند
الائمة بعض من دون الحافظ أبي صالح ممن ليس من اهل المعرفة والمُسَطَّر هو الحُرَّاق قال ابن الجزي
كنا وقع هذا الحديث بهذا السياق من المسلسلات السعيدية والعهدية فيه على البلاذري (قلت)
هو احد الرواة الثقات في مصر بل واحد الحفَّاظ الا يقاظ في عصره المسن المحسن قال الحافظ ابو عبد الله
الحاكم في تاريخه نيسابور كان واحد عصره في الحفظ والوعظ وكان يكثر المقام بنيسابور يكون له في
كل سبع مجلسان عند شيخه البلاذري الحسن للحسين وابي نصر العبدلي وكان شيخنا ابو علي الحافظ
ومشائخنا يحضرون مجالس وعظه ويفرحون بما يذكره على رؤوس الاملاء من الاسانيد والارواح غزيرة
قط في اسناد او اسم او حديث سمع محمد بن ايوب الجبلي وتلميذ بن محمد الحافظ وعبد الله بن محمد
ابن شيرويه وطبقتهما بخراسان والعراق وكتب بمكة عن امام اهل البيت ابي محمد الحسن بن علي
ابن علي بن موسى الرضي وخرج صحيحا على وضع كتاب مسلم وقال الحافظ ابو سعد بن السمعاني
في كتاب الانساب كان حافظا فهما عارفا بالحديث ثم ذكر سماعة من جماعة من ائمة الصناعات
بطوس ونيسابور والري وبغداد وذكر كلام الحاكم وقال الحافظ الذهبي في طبقات الحفاظ في ترجمة
الامام الحافظ البارع الطوسي البلاذري الواعظ ثم ذكر كلام الحاكم مختصرا فليس السند ولا المسند
مما ينتقد واخرج ابو نعيم في حلية الاولياء فالسلفي وابن عساكر وابن الجار عن ابي الصلت ثنا

پہر ان کے واسطے سے محدث ابو طاہر عبدالسلام بن ابی الربیع خفی نے پہر ان کے واسطے سے محدث
سعد الدین محمد بن مسعود فارسی گازیرونی نے پہر ان کے واسطے سے ابن الجزری نے اسے المطالب
مین -

ان راویوں میں سے ابو صالح کے نیچے والے بعض راویوں نے - (جو اہل معرفت حدیث نہیں ہیں) انہوں
کے ناموں میں کچھ غلطی بھی کی ہے - اور ٹھیک وہی اسناد ہے جسکو سمجھنے اور بیان کیا ہے -
ابن جزری بطور حرج کہتے ہیں کہ یہ حدیث مسلسلہ سید یہ مین یوں ہی آئی ہے - اسکا ذمہ بلاذری
پر ہے واللہ اعلم -

مین کہتا ہوں - بلاذری کے حق میں کسی طرح کا دہم بجائے خود نہیں ہو سکتا - وہ
اپنے شہر کے نہایت ثقہ راویوں میں سے ہیں بلکہ حفاظ ایفا میں یگانہ وقت شمار کئے جاتے ہیں چنانچہ
حاکم نے تاریخ نیشاپور میں انکی نسبت لکھا ہے کہ حفظ حدیث اور وعظ میں یکتا ہی وقت تھے نیشاپور میں اکثر
اقامت پذیر رہتے تھے - اور ہر مہفتہ مین دومرتبہ شیخ ابوالحسن لحمی و شیخ ابونصر عہدی کے یہاں انکے وعظ
کی مجلس منعقد ہوا کرتی تھی - حافظ ابو علی اور دوسرے ہمارے اساتذہ حاضر مجالس وعظ رہتے تھے اور انکے سامنے جو وہ ملاؤں کرتے تھے
مسرور ہوتے تھے مینے کبھی کسی شیخ کو انکی بیان کی ہوئی حدیث یا نام یا سند میں طعن کرتے نہیں دیکھا - انہوں نے
محمد بن ایوب بخاری سے اور حافظ تیمم بن محمد سے اور عبد اللہ بن محمد بن شیر دین سے اور انکی ہم طبقہ دوسراؤں سے اور ان کے اصحاب سے
تلمذ حاصل کیا ہے - اور مکہ مبارکہ میں حضرت امام اہل بیت حسن عسکری سے ملاقاتی ہو کر حدیث لکھی ہے -
اور انہوں نے صحیح مسلم کی وضع پر ایک صحیح لکھی ہے -

اسی طرح حافظ ابوسعید ابن سمعی نے کتاب الانساب میں بلاذری کی تعریف میں ایسا لفظ لکھا ہے کہ وہ حافظ حدیث نہایت فہیم و زاہر
علم حدیث ہیں و طوس و نیشاپور و مرو و بغداد میں ایک جماعت ائمہ حدیث سنیہ - اور حاکم کے قول کو بھی انہوں نے نقل کیا ہے -
اور حافظ ذہبی نے طبقات الحفاظ میں ابوبکر صوفی امام حافظ کامل طوسی بلاذری اعظم ذکر کیا ہے پھر کلام حاکم کو بھی مختصر نقل کیا ہے الغرض
سند و متن حدیث ہر دو محل شبہ یا محتاج تنقیح نہیں ہیں -

۱۵ مصنف محدث سعد الدین گازیرونی ۱۲۵۴ھ میں اسباب پرافتنہ کر سکتے ہیں کہ خالص اہل سنت ہی کے ایک محدث صاحب تصنیف نے امام حسن عسکری سے
شرف ملاقات حاصل کیا ہے - اور آپ سے حدیث سنیہ ہے - یہ شرف اور دیکھو نصیب نہ ہوا - ۱۲

اور روایت کیا ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں پھر سلفی وابن عساکر وابن بخاری نے ابوالصلت سے کہا بیان کیا میرے
 علی رضائے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ موسیٰ کاظم نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ جعفر صادق نے کہا بیان کیا
 مجھے میرے باپ محمد باقر نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ علی زین العابدین نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ حسین
 بن علی نے کہا بیان کیا مجھے علی بن ابیطالب نے کہا کہ فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جبریل
 علیہ السلام نے کہا کہ فرمایا اللہ عزوجل نے بیشک میں ہی خدا ہوں۔ عبادت کے لائق میرے سواے کوئی نہیں ہے
 اور میرے بند و میری عبادت کرو۔ پس تم میں سے جس شخص نے گواہی دی اخلاص کے ساتھ۔ اس بات کی کہ کوئی
 معبود اللہ کے سوا نہیں ہے وہ میری پناہ میں آگیا اور جو میری پناہ میں آگیا میرے عذاب سے امن پایا۔
 کہا ابو نعیم نے کہ یہ حدیث اس اسناد سے (جو بروایت ائمہ اطہار و انکے آباء علیہم السلام سے مروی ہے)
 ثابت و مشہور ہے۔ اور ہمارے بعض محدثین ملف ہیں وقت اس سند سے حدیث روایت کرنے
 تھے تو کہتے تھے کہ اگر یہ اسناد کسی مجنون پر پڑ ہی جائے تو اچھا ہو جائے۔

اور امام رضا نے لفظ اخلاص کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اللہ کی اطاعت یعنی اقرار توحید خالص اللہ کے لئے
 بخیرہ خلق اللہ کے خوف سے۔

اور روایت کیا شیخ ابی ہریرہ نے حضرت علی سے مرفوعاً یعنی آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے
 کہ فرمایا خدا سے تعالیٰ نے بیشک میں ہی خدا ہوں۔ میرے سواے کوئی معبود نہیں ہے جس نے میری
 توحید کا اقرار کیا میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے امن پایا۔

اور ابن بخاری کی روایت ہے حضرت علیؑ سے مرفوعاً کہ فرمایا خداوند تعالیٰ نے لا الہ الا اللہ میرا کلام ہے اور میں وہی
 (اللہ) ہوں۔ سو جس نے یہ کلمہ کہا میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے امن پایا۔
 اعظم فقہاء اربعہ حضرت امام ابو حنیفہ نے فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ ایمان اقرار اور تصدیق کا نام ہے۔ اور
 کتاب الوصیۃ میں فرمایا ہے کہ ایمان زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ہی محض اقرار ایمان نہیں بلکہ سب منافق
 مومن ہوتے۔

۱۵ اس فرمان الہی میں وہی توحید مقصود ہے کہ انبیاء اللہ علیہم السلام کی وساطت سے جسکی تعلیم ہوتی ہے۔

على بن موسى الرضى ثنى ابى موسى بن جعفر ثنى ابى جعفر بن محمد ثنى ابى محمد بن على ثنى ابى على بن
 الحسين قال ثنى ابى الحسين بن على ثنى على بن ابى طالب ثنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 عن جابر بن عبد الله السلام قال قال الله عز وجل انى انا الله الذى لا اله الا انا فاعبدونى
 يا عبادى فمن جاءنى منكرو بشهادته ان لا اله الا الله بالاخلاص دخل فحصته من دخل فحصته لمن
 عذابى قال ابو نعيم هذا حديث ثابت مشهور بهذا الاسناد من رواية الطاهرين
 عن اباهم الطيبين عليهم السلام وكان بعض سلفنا من المحمدين اذا روى بهذا
 الاسناد قال لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لافاق قال ابو على احمد بن على الانصارى
 اى روى عن ابى الصلت وقال لى احمد بن رزين سألت الرضى عن الاخلاص فقال طاعة
 الله عز وجل اى طوعا ورضيا الى الله لا خوفا ورهبة من خلق الله وعزى للشيرازى عن
 على رفعه قال الله تعالى انى انا الله لا اله الا انا من اقولى بالتوحيد دخل حصتى ومن دخل
حصتى امن من عذابى ولابن النجار عن على رفعه قال الله تعالى لا اله الا الله كلامى وانا
 هو فمن قالها دخل حصتى ومن دخل حصتى امن من عذابى وقوله تعالى من اقولى بالتوحيد
 اى كما جاء به امته رسولى ان يبلغه خبره انه رسولى **وقال** اعظم الفقهاء
 الاربعة ابو حنيفة فى الفقه الاكبر والاسمان هو الاقرار والتصديق وقال فى الوصية
 الايمان اقرار باللسان وتصديق بالجنان والاقرار وحده لا يكون ايمانا لانه لو كان ايمانا

(الثناء على اهل البيت)
 وما معنى من اخلاص
 فحصى من السنة
 المعنى هو ان يخلص
 تقدير من دون
 نقية شقية فى قول
 الامة النقية
 نقية ١٢ منه

اور روایت کیا ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں پھر سلفی وابن عساکر وابن بخاری نے ابوالصنعت سے کہا بیان کیا مجھے
 علی رضائے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ موسیٰ کاظم نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ جعفر صادق نے کہا بیان کیا
 مجھے میرے باپ محمد باقر نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ علی زین العابدین نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ حسین
 بن علی نے کہا بیان کیا مجھے علی بن ابیطالب نے کہا کہ فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جبڑیل
 علیہ السلام نکلا کہ فرمایا اللہ عزوجل نے بیشک میں ہی خدا ہوں۔ عبادت کے لائق میرے سواے کوئی نہیں ہے۔
 ابو میرے بند و مکی بھی عبادت کرو۔ پس تم میں سے جس شخص نے گواہی دی اخلاص کے ساتھ۔ اس بات کی کہ کوئی
 معبود اللہ کے سوا نہیں ہے وہ میری پناہ میں آگیا اور جو میری پناہ میں آگیا میرے عذاب سے امن پایا۔
 کہا ابو نعیم نے کہ یہ حدیث اس اسناد سے (جو بروایت ائمہ اطہار اونکے آباؤ علیہم السلام سے مروی ہے)
 ثابت و مشہور ہے۔ اور ہمارے بعض محدثین سلف جس وقت اس سند سے حدیث روایت کرتے
 تھے تو کہتے تھے کہ اگر یہ اسناد کسی مجنون پر پڑی ہو جائے تو اچھا ہو جائے۔

اور امام رضائے لفظ اخلاص کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اللہ کی اطاعت یعنی اقرار توحید خالص اللہ کے لئے ہو
 بخو کہ خلق اللہ کے خوف سے۔

اور روایت کیا شیخ رازی نے حضرت علی سے مرفوعاً یعنی آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے
 کہ فرمایا خدا سے تعالیٰ نے بیشک میں ہی خدا ہوں۔ میرے سواے کوئی معبود نہیں ہے جس نے میری
 توحید کا اقرار کیا میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے امن پایا۔

اور ابن بخاری کی روایت ہے حضرت علیؑ سے مرفوعاً کہ فرمایا خداوند تعالیٰ نے لا الہ الا اللہ میرا کلام ہے اور میں وہی
 (اللہ) ہوں۔ سو جس نے یہ کلمہ کہا میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے امن پایا۔
 اعظم فقہاء اربعہ حضرت امام ابو حنیفہ نے فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ ایمان اقرار اور تصدیق کا نام ہے۔ اور
 کتاب الوصیۃ میں فرمایا ہے کہ ایمان زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ہے محض اقرار ایمان نہیں تاہم سب منافق
 مومن ہوتے۔

۱۵ اس فرمان الہی میں وہی توحید مقصود ہے کہ انبیاء اللہ علیہم السلام کی وساطت سے جسکی تعلیم ہوتی ہے۔

لكان المنافقون كلهم مؤمنين وكذلك المعرفة وحدها أي مجرد التصديق لا يكون إيماناً
لأنها لو كانت إيماناً لكان أهل الكتاب كلهم مؤمنين قال الله تعالى في حق المنافقين والله
يشهد أن المنافقين لكاذبون أي في دعواهم بالإيمان حيث لا تصديق لهم وقال في حق
أهل الكتاب الذين اتيناهم الكتاب يعرفونه كما يعرفون أبناءهم انتهى **فرض**

الإيمان الأجمل فالجمل قال الله المتعال (أمنوا بالله ورسوله)
ولابن جرير في التفسير عن علي قال الإيمان منذ بعث الله آدم شهادة أن لا إله إلا الله و
الإقرار بما جاء من عند الله لكل قوم ما جاءهم من شريعة ومنهاج ولا يكون المقر تاركاً
ولكنه مضيع وقال الله المتعال (ليس البر أن تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن
البر من آمن بالله واليوم الآخر والملائكة والكتاب والنبیین) وقال (أمن الرسول بما
أنزل إليه من ربه والمؤمنون كل آمن بالله وملائكته وكتبه ورسله) إلى قوله واليدين
المصير وقال تعالى (يا أيها الذين آمنوا آمنوا بالله ورسوله والكتاب الذي نزل على رسول^{له}
والكتاب الذي أنزل من قبل ومن يكفر بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر
فقد ضل ضللاً بعيداً) قال أبو داود الطيالسي في مسنده أنبأنا شعبة عن منصور
عن ربيع بن خراش عن علي بن أبي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
لا يؤمن عبد حتى يؤمن بأربع يشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله بعثني بالحق ويؤمن

ایسے ہی صرف معرفت قلبی یعنی تصدیق محض بھی ایمان نہیں ہو سکتی وگرنہ سب اہل کتاب مومن ہوتے۔ منافقین کی نسبت خدا تعالیٰ کا ارشاد ہوا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافقین البتہ جھوٹے ہیں۔ سینے اپنے ایمان کے دعویدار کیونکہ سچے دال نہیں کہتے۔ اہل کتاب کے حق میں ارشاد ہوتا ہے کہ جنگو جسے کتاب دی ہو وہ بطرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (اسی طرح ہمارے رسول کو بھی پہچانتے ہیں۔)

بیان ایمان اجل

فرمایا خداوند تعالیٰ نے (آمنوا باللہ ورسولہ) ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ روایت کیا جو ابن جریر نے اپنی تفسیر میں علی مرتضیٰ سے کہ فرمایا اپنے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مبعوث کیا اس وقت ایمان کے یہی معنی لئے جاتے ہیں کہ ایمان گواہی دیا جو اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں ہو اور اقرار کرنا جو حکم شریعت و طریقت کا جو ہر قوم کے لئے خدا کی طرف سے نازل ہوا ہو اور ایمان کا محض اقرار کرنا والا (یعنی بے عمل) تارک ایمان نہیں ہو البتہ اسکا ایمان ناقص ہو۔ اور فرمایا خداوند تعالیٰ نے نیکی بھی نہیں ہو کہ نہ کہ لو تم مشرق و مغرب (اپنے ملک کے قبلہ) کی طرف بلکہ اصل نیکی اسی شخص کی جو اللہ پر اور روز آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے اور نیز ارشاد ہو کہ ایمان لانا بغیر ساتھ اس کتاب کے جو ان کے پروردگار کی طرف سے اور بتاری گئی اور مسلمان (لوگ بھی) یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اسکی کتابوں اور اسکی غیرتوں پر ایمان لانا بہر بند و نیکی جانب سے حکایتہ ارشاد ہوتا ہے اور تیرے ہی طرف سے سب کو لوٹ کر جانا ہو اور نیز فرمایا "اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو خوب ہی ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے رسول پر بتاری ہو اور اس کتاب پر جو (قرآن سے) پہلے اُتاری اور جو منکر ہو اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اسکی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز آخرت کا تو وہ (راہ راست سے) بڑی دیر بہنگ گیا"

ابو داؤد و طیالسی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے علی سے کہا کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے کوئی بندہ صفا ایمان نہیں ہوتا جب تک کہ وہ چار چیزوں پر ایمان نہ لادے۔ گواہی دی اس بات کی کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے۔ نیز یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اسے جنگو سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے۔ اور ایمان لاؤ موت پر اور رب موت کے پھر زندہ ہونے پر۔ اور ایمان لاؤ سے تقدیر پر۔

یہ روایت ابو داؤد و طیالسی کی جہت سے جامع ترمذی میں بھی آئی ہے۔

لكان المنافقون كلهم مؤمنين وكذا لك المعرفة وحدها أي مجرد التصديق لا يكون إيماناً
لأنها لو كانت إيماناً لكان أهل الكتاب كلهم مؤمنين قال الله تعالى في حق المنافقين والله
يشهد أن المنافقين لكاذبون أي في دعواهم بالإيمان حيث لا تصديق لهم وقال في حق
أهل الكتاب الذين أتيناهم بالكتاب يعرفونه كما يعرفون أبناءهم انتهى **فرض**

الإيمان الأجمل فالجمل قال الله المتعال (أمنوا بالله ورسوله)
ولابن جرير في التفسير عن علي قال الإيمان منذ بعث الله آدم شهادة أن لا إله إلا الله و
الإقرار بما جاء من عند الله لكل قوم ما جاءهم من شريعة ومنهاج ولا يكون المقر تاركاً
ولكنه مضيع وقال الله المتعال (ليس البر أن تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن

البر من آمن بالله واليوم الآخر والملئكة والكتاب والنبين) وقال (أمن الرسول بما
أنزل إليه من ربه والمؤمنون كل آمن بالله وملئكته وكتبه ورسوله) إلى قوله وألئك
المصير وقال تعالى (يا أيها الذين آمنوا آمنوا بالله ورسوله والكتاب الذي نزل على رسول
والكتاب الذي أنزل من قبل ومن يكفر بالله وملئكته وكتبه ورسوله واليوم الآخر

فقد ضل ضللاً بعيداً) قال أبو داود الطيالسي في مسنده أنبأنا شعبة عن منصور
عن ربيع بن حراش عن علي بن أبي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
لا يؤمن عبد حتى يؤمن بأربع يشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله بعثني بالحق ويؤمن

ایسے ہی صرف معرفت قلبی یعنی تصدیق محض بھی ایمان نہیں ہو سکتی وگرنہ سب اہل کتاب مومن ہوتے۔ منافقین کی نسبت خدا تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ انہیں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک منافقین اللہ سے جڑے ہیں۔ یعنی اپنے ایمان کے دعویٰ میں۔ کیونکہ سچے دل سے نہیں کہتے۔ اور اہل کتاب کے حق میں ارشاد ہوتا ہے کہ جنکو تمہارے کتاب دمی ہو وہ جھوٹے ہیں (اسی طرح ہمارے رسول کو بھی پہچانتے ہیں۔“

بیان ایمان اجل

فرمایا خداوند تعالیٰ نے (آمنوا باللہ ورسولہ) ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ روایت کیا ہوا بن جریر نے اپنی تفسیر میں علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا اپنے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مبعوث کیا اس وقت ایمان کے یہی معنی لئے جاتے ہیں کہ ایمان گواہی دینا ہر بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں ہو اور اقرار کرنا ہر حکم شریعت و طریقت کا جو ہر قوم کے لئے خدا کی طرف سے نازل ہوا ہو اور ایمان کا محض اقرار کرنا والا (یعنی بے عمل) سارا ایمان نہیں ہو البتہ اسکا ایمان ناقص ہو۔ اور فرمایا خداوند تعالیٰ نے نیکی بھی نہیں ہو کہ منہ کر لو تم مشرق و مغرب (اپنے اپنے ملک کے قبلہ) کی طرف بلکہ اصل نیکی اسی شخص کی جو اللہ پر اور روز آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لایا۔ اور نیز ارشاد ہوا کہ ایمان لانا بغیر ساتھ اس کتاب کے جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر اتاری گئی اور مسلمان (لوگ بھی) یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اسکی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لانا پھر بندہ کوئی جانب سے حکایت ارشاد ہوتا ہے اور تیرے ہی طرف سے سب کو لوٹ کر جانا ہے اور نیز فرمایا ”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو خوب ہی ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اوسنے اپنے رسول پر اتاری ہو اور اس کتاب پر جو (قرآن سے) پہلے اتاری ہو اور جو منکر ہوا اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اسکی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز آخرت کا تو وہ (راہ راست سے) بڑی دور ہٹک گیا۔“

ابو داؤد و طیالسی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے علی سے کہا کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے کوئی بندہ خدا ایمان نہیں ہوتا جب تک کہ وہ چار چیزیں پر ایمان نہ لادے۔ گواہی دے کہ اللہ اس بات کی کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے۔ و نیز یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اسے منکر ہوں کہ جو سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے۔ اور ایمان لاؤ موت پر اور رب موت کے پھر زندہ ہونے پر۔ اور ایمان لاؤ اسے تقدیر پر۔

یہ روایت ابو داؤد و طیالسی کی جہت سے جامع ترمذی میں بھی آئی ہے۔

بالموت ويؤمن بالبعث بعد الموت ويؤمن بالقدر وعن أبي داود أخرجه الترمذي
 في جامعه عن محمود بن غيلان عنه فقوله يؤمن بالموت يؤمن بالبعث أي يكون إيمانه بالموت مقروناً
 بالإيمان بالبعث فإن كثيراً من الكفار لا يؤمنون بالبعث ويزيد وضوح الرواية الآتية وأنه ميت ثم مبعوث
 من بعد الموت وفيه أيضاً أنه لا بد من الموت قبل البعث وإن طالت الحيرة فافهم ولا تتوهم وقال أحمد السنيد
 ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة فذكره به لا يؤمن عبد حتى يؤمن بأربع حتى يشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول
 بعثني بالحق ويؤمن بالموت ويؤمن بالبعث بعد الموت ويؤمن بالقدر وكذا أخرجه
 عثمان بن أبي شيبة وجعفر الفريابي في القدر وابن ماجه وأبو يعلى ولما كره كذا رواه
 الطيالسي وغندر عن شعبة به وكذا رواه جرير وزائدة وشريك عن منصور به وجعله
 الترمذي أصح من حديث النضر بن شميل عن شعبة عن منصور عن ربي عن رجل عن
 علي قال وهكذا روى غير واحد عن منصور عن ربي عن علي وعليه البغوي وقال أحمد
 ثنا وكيع ثنا سفيان عن منصور عن رجل عن علي وهي دون الرجل سلسلة الأئمة وكذا
 رواه البغوي عن يعلى بن عبيد وعبيد الله بن موسى وأبي نعيم عن سفيان زاد عبيد الله
 خيره وشره وسفيان عن منصور أصح من غيره عنه كما ذكره ابن المبارك وكذا روى
 جعفر الفريابي عن عبد الله وعثمان بن أبي شيبة عن أبي الأحوص سلاً من سليمان
 عن منصور عن ربي عن رجل من بني أسد عن علي رفعه أربعاً لن يعجل أحد طعم الإيمان

اس حدیث میں دیومن بالموت دیومن بالبعث کا جو حکم ہوا اس سے مقصود یہ ہے کہ ایمان بالموت کے ساتھ ایمان بالبعث بھی مقرون رہے یعنی جیسا کہ انسان کو مرنے کا یقین ہوتا ہے ویسا ہی مرنے کے بعد زندہ ہونیکا بھی یقین ہونا چاہیے کیونکہ اکثر کفار موت کے بعد زندہ ہونے سے منکر ہیں۔ اور اس مضمون کی وضاحت روایت ماجد سے ہوئی کہ ان واد میت ثم مبعوث من بعد الموت مذکور ہے۔

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی عمر کیسی ہی دراز کیونہو مگر اسکو موت لا بدی ہے۔

امام احمد نے اپنی سند میں محمد بن جعفر سے روایت کیا ہے کہ کہا انہوں نے کہ بیان کیا ہے شعبہ سے اسی سند سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "مومن نہیں ہوتا کوئی بندہ جب تک کہ چار چیزوں کا یقین نہ کرے۔ گواہی دی اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی لایق عبادت کے نہیں ہے۔ اور نیز یہ کہ میں خدا کا رسول ہوں یہی ہے اور سنے مجکو سچے دین کے ساتھ اور ایمان لاوے موت پر اور بعد موت کے پر زندہ ہونے پر۔ اور ایمان لاوے تقدیر پر۔"

و نیز روایت کیا ہے اس حدیث کو اسطر سے عثمان بن ابی شیبہ نے۔ اور جعفر فریابی نے (کتابا تقدیر میں) اور ابن ماجہ اور ابوالعلیٰ اور حاکم نے اور ایسا ہی روایت کیا ہے اسکو جریر زائدہ و شریک نے منصور سے بسند مذکور۔ اور ترمذی نے اس سند کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔ یہ نسبت روایت نفر بن شعیل کے شعبہ سے اور وہ روایت کرتے ہیں منصور سے وہ ربیع سے وہ ایک شخص سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ ترمذی نے کہا کہ ایسا ہی روایت کیا ہے کئی راویوں نے منصور سے وہ ربیع سے اور وہ حضرت علی (علیہ السلام) اور امام بغوی اس آئین کے مترتیب سے متفق ہیں۔ اور امام احمد کی دوسری روایت یوں ہے کہ بیان کیا ہے کہ سفيان نے منصور سے وہ ایک شخص سے وہ حضرت علی سے۔ اور اس سند میں سوائے شخص مذکور سب راوی ائمہ میں مسلسل۔ اسطر سے (بالواسطہ) بھی بغوی نے علی بن عبید سے اور عبید اللہ بن موسیٰ سے اور ابونعیم سے روایت کیا ہے اور یہ سب روایت کرتے ہیں سفيان سے اس طرح عبید اللہ کی روایت میں خبرہ و شرہ کا لفظ بھی ہے۔ اور سفيان کی روایت منصور سے زیادہ صحیح مانی جاتی ہے نسبت اس روایت کے کہ سوائے سفيان کے کسی اور نے منصور سے روایت کیا ہو جیسا کہ ابن المبارک نے ذکر کیا ہے۔

اور ایسا ہی روایت کیا ہے جعفر فریابی نے ابی شیبہ کے دونوں فرزندوں عبد اللہ اور عثمان سے وہ ابوالاحوص سلام بن سلیم سے وہ منصور سے وہ ربیع سے وہ قبیلہ بنی اسد کے ایک شخص سے وہ علی کرم اللہ وجہہ سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "چار رکن ہیں کہ بدون انکے اعتقاد کے کسی کو ایمان کا ذائقہ حاصل نہیں ہوتا۔"

حتى يؤمن بمن أن لا إله الا الله وحده لا شريك له وأنى رسول الله بعثني بأحق وأنه
 ميت ثم يبعث من بعد الموت ويؤمن بالقدركاه وكذا روى الفرياني عن عبد الله
 بن معاذ عن أبيه عن شعبة والحاصل أن شعبة في رواية الطيالسي وغندر رواه عن منصور
 عن ربعي عن علي وكذا رواه جرير وزائدة وشريك عن منصور ورواه شعبة في رواية النضر
 ابن شميل ومعاذ بن معاذ عن منصور عن ربعي عن رجل عن علي وكذا رواه سفيان وسك
 ابن سليم عن منصور وزيادة الثقة مقبولة فكيف بزيادة الثقات وهو من باب المزي
 في متصل الاسانيد فيحصل على أن ربعيا سمعه أو لا من رجل عن علي ثم سمعه من علي فرواه
 مرة كذا وتارة كذا كما وعاه آيتاء كل ذي حق حقه وأن كان لم يسمعه الا من الرجل فالرجل
 وإن جهل فله حديثه متابعات وشواهد هو بها متعاضد فتقوله عليه السلام بعثني بالحق
 يتضمن الايمان بكل ما جاء به ومنه الايمان بالملائكة والكتب والرسل وسيئوش
 من خبر آخر أن شاء الله تعالى وهذه الاحاديث صريحة في أن الايمان هو الايقان
 بالشهادة لا يدخل فيه العمل وإنما العمل من الاسلام كما يرشد اليه قوله تعالى

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اَمَّا قُلْ لَوْ تَوَدَّعُوا وَلَكِنْ قُولُوا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ
 ويشهد به حديث جبريل عليه السلام وهو اعظم حجة في الملة وحديث احمد وابن
 مردويه بسند صحيح والبخاري وابن يعلى عن انس عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم

توثیق باوجود تصدیق مسالت یقین اس بات کا کہ شخص کہنا اور اس کے بعد پھر زندہ ہونا حق ہو عقائد اس امر کا کہ جملہ مورثہ لکھی مسالک و مطابق ہی مفعول ہے

فریابی نے اسکو عبید اللہ بن معاذ سے بھی روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے اور وہ شعبہ سے روایت کرتے ہیں۔
 خلاصہ کلام یہ کہ طیارسی غندر کی روایت میں شعبہ نے روایت کیا ہے منصور سے وہ ربعی سے وہ بلا واسطہ حضرت علی سے جیسا کہ
 جریر و زائدہ و شریک نے منصور سے روایت کیا ہے۔ اور نفر بن شہیل و معاذ بن معاذ کی روایت میں شعبہ راوی ہیں منصور سے
 ربعی سے وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت علی سے جیسا کہ روایت کیا ہو سفیان و سلام بن مسلم نے منصور سے۔
 اور یہ مسلم کہ ایک نقہ راوی اگر کوئی بات زیادہ بیان کرے تو وہ مقبول ہوتی ہو۔ چہ جائیکہ چند ثقات نے اس کی یاد کو بیان
 کیا ہو۔ اور اصطلاح حدیث میں اس قسم کی سند کو المزید فی متصل الاسانید کہتے ہیں۔

پس یہ اختلاف اس بات پر محمول ہو گا کہ ربعی نے اولاً ایک شخص کے واسطے ہی سنا۔ پھر اسی حدیث کو بلا واسطہ حضرت علی سے سنا۔
 اس لئے کہی بالواسطہ روایت کیا اور کبھی بلا واسطہ اور اگر بالفرض ربعی نے سوائے اس شخص کے اور کسی سے سنا اور وہ مقبول الحال ہو
 تو بھی اسکے لحاظ سے اس سند میں ضعف اس لئے نہیں آسکتا کہ اور شواہد و متابعات سے اس کی تقویت ہوئی ہے۔

مختص نہ رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک "بعضنی بالحق" میں اذن جملہ امور کا ارکان شامل ہیں جنکو آپ اللہ کرپاس
 لائے ہیں۔ فرشتوں نے کتابوں اور رسولوں پر ایمان لایا ہی میں داخل ہے۔ اور غرض یہ انشاء اللہ تھا اس مضمون کی دوسری حدیث بھی ذکر کی جائیگی۔
 الغرض یہ احادیث صراحۃً دلالت کرتی ہیں کہ ایمان کے معنی الوہیت و نبوت پر دل سے اعتقاد کرنا ہے کہ عمل کو اس میں
 دخل نہیں اسلام میں البتہ عمل داخل ہے جیسا کہ آیت شریفہ قَالَتِ الْاَعْرَابُ سے واضح ہوتا ہے۔ یعنی اعرابی لوگ اپنا ایمان اپنے
 کھدو (اونسے بنی کریم) کہ ہنوز ایمان تمہاری دلوں میں جاگیر نہیں ہوا البتہ اسلام کا دعویٰ کہ تو مجھ سے خود ہو گا "اندر شد
 جبریل علیہ السلام اس پر شاہد ہیں ایمان اسلام و احسان کا سوال اور ہر ایک کی علمی و علمی تفسیر مذکور ہے جو نہایت اسلام کی بہت
 بڑی محبت ہے۔ و نیز وہ حدیث جسکو امام احمد نے اور ابن دویجہ (بند صحیح) اور بزار اور ابوالولعی نے اس سے روایت کیا ہے۔

قال الاسلام علانية والايمان في القلب ثم يشترط به الى صدارة ثلاث مرات
 الحديث ولا يحق بن راهويه وعبد بن حميد في تفسيرهما عن عكرمة قال سئل الحسن
 مقبله من الشار عن الايمان فقرأ (ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق المغرب
 ولكن البر من امن بالله واليوم الآخر والملكاة والكتب والنبين وأتى المال على حبه
 ذوى القربى واليتيم) الآية وكذا روى مجاهد مرسل عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم
 ان ابا ذر سأل عليه السلام عن الايمان فقرأ الآية اخرجته عبد الرزاق في تفسيره
 واسحق وعبد روى عنه عليه وآله السلام من وجه آخر متصلاً عن ابي القاسم بن
 عبد الرحمن جاء رجل الى ابي ذر فقال ما الايمان فتلا عليه هذه الآية فقال
 ليس عن البر سألتك فقال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 فسأله عما سألتني فقرأ عليه هذه الآية (الحديث) اخرجته اسحق وعبد
 وابن مردويه وأخرج ابن ابي حاتم والحاكم وصححه عن ابي ذر انه سأل رسول الله
 صلى الله عليه وآله وسلم عن الايمان فتلا هذه الآية ثم سأله فتلاها ثم سأله
 فتلاها (الحديث) ومعناه ان الايمان هو الايقان بما ذكر ولكنه مقرون
 بالعمل بما أمر به البر والايمان الاكمل ومن هنا قال ابو عيسى من
 عمل بهذه الآية فقد استكمل الايمان اخرجته وكيع وابن ابي شيبة

کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق ظاہر ہے ہوا ایمان کا دوسے ہر تین مرتبہ اچھے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کیا۔ آنحضرت
اور روایت کیا ہے اسحق بن راہویہ اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر و نہیں حکمر سے کہا کہ بصوت امام حسن بصری شام سے تشریف لائے
تو آپسے پوچھا گیا کہ ایمان کیا ہے آپسے اس کے جواب میں یہ آیت پڑھی لیس البتوان تو نوا وجو حکم الایہ نیکی ہی نہیں چاہئے کہ منکر تو تم
مشرق و مغرب (اپنے اپنے ملک کے قبلہ) کی طرف بلکہ اصل نیکی اوی شخص کی ہے جو اللہ پر اور روز آخرت اور فرشتوں اور
کتاب اور نبیوں پر ایمان لایا اور اپنے مال کو باوصف مغرب ہونے کے قربتہ ارون اور یتیموں کو دیا۔
اور ایسا ہی مجاہد نے مرسل روایت کیا ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان کی حقیقت پوچھی
سو حضرت نے بھی جواب میں یہی آیت پڑھی۔

اس حدیث کو عبد الرزاق نے (اپنی تفسیر میں) اور اسحق اور عبد بن حمید نے روایت کیا ہے۔

اوی حدیث بواسطہ قاسم بن عبد الرحمن صلی اللہ علیہ وسلم دی ہو کہ ایک شخص ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ ایمان کیا ہے تو ابو ذر نے یہ آیت پڑھی اوستو کہا
کہ میں آپسے نیکی کو نہیں پوچھتا ہوں ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے
آپسے یہی سوال کیا جو تم نے مجھے کیا سو حضرت نے بھی یہی آیت پڑھی تھی۔ احدث — اسکو اسحق اور عبد بن حمید راہن
مردویہ نے روایت کیا ہے۔

اور ابن ابی حاتم و حاکم نے روایت کیا ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان کی حقیقت پوچھی حضرت نے
یہ آیت پڑھی۔ بلکہ مکرر سے کہ سوال پر بھی یہی ارشاد ہوا۔ اسکی سند کو حاکم نے صحیح کہا ہے۔

حاصل ان سب روایات کا یہ ہے کہ ایمان محض یقین کر لینا ہے امور مذکورہ کا لیکن مامورات عمل کے ساتھ
ایمان اکمل ہو جاتا ہے۔ اور ایسے ابو میسر نے کہا ہے کہ جسنا اس آیت پر عمل کیا اسکا ایمان کامل ہو گیا۔

اسکو وکیع اور ابن ابی شیبہ اور ابن التمر نے نقل کیا ہے۔

وابن المنذر و لابن شاهين في السنة والحاكم في تاريخه والديلمي في مسند الفردوس
 عن علي رفعه الايمان والعمل اخوان شريكان في قرن لا يقبل الله تعالى احدهما الا
 بصاحبه و لابن شاهين عن محمد بن علي مرسل الايمان والعمل قرينان لا يصلح كل
 واحد منهما الا مع صاحبه و لابي نعيم في الحلية عن محمد بن علي الباقر قال الايمان
 ثابت في القلب و هذا هو من هب ابي حنيفة واصحابه ان الاعمال غير اخلة في اصل
 الايمان قال في الوصية ثم العمل غير الايمان والايمان غير العمل بدليل ان كثيرا من الاوقات يرتفع
 العمل عن المؤمن ولا يجوز ان يقال يرتفع عنه الايمان فان الحائض ترفع عنها الصلوة ولا يجوز ان يقال
 رفع الايمان عنها و امر لها بترك الايمان وقد قال لها الشارع دعي الصوم ثم اقضيه ويجوز
 ان يقال ليس على الفقير زكاة ولا يجمع ان يقال ليس على الفقير الايمان انتهى
 و للشيرازي في الالقاب عن علي ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال كنا و انتم
 بني عبد مناف فحنن و انتم اليوم بنو عبد الله و روى الطحاوي في شرح معاني الآثار
 عن الزال بن سبرة قال لنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذكروا نحوه و الظاهر انه من رواية الزال عن علي
 و المعناته من شأن الايمان ان لا يدعى اليوم بنو بني عبد مناف بل يدعى بنو بني عبد الله فذلك من فضل الايمان
 بالله الرحمن و الحمد لله المنان على احسان الاقتان (الكفر بالطاغوت مع الايمان
 بربك يكون) قال الله المتعال (فمن يكفرا بالطاغوت و يؤمن بالله فقد استمسك

اور روایت کیا ہے ابن شاہین نے کتاب السنۃ میں اور حاکم نے اپنی تاریخ میں اور دلمی نے مسند الفرووس میں علیؑ سے کہ فرمایا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ”ایمان عمل مثل دو بھائیوں کے ہیں جو ایک ہی رس کے بندے ہوئے ہیں جب تک دونوں ساتھ
 نہ ہوں خدا کسی ایک کو قبول نہیں فرماتا“

اور نیز ابن شاہین نے محمد بن علی سے مرسل روایت کیا ہے کہ ایمان عمل دونوں ملے جلے ہیں اس طرح کہ انہیں سے ہر ایک
 بدون دوسرے کے قابل قبول نہیں ہے۔ اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کیا ہے کہ فرمایا امام محمد باقرؑ نے کہ ایمان
 دل سے تعلق رکھتا ہے۔

نور امام اعظم علیہ الرحمہ نے رسالۃ الوصیۃ میں لکھا ہے کہ عمل ایمان سے مغائر اور ایمان عمل سے مغائر ہے۔ کیونکہ بسا اوقات مومن پر
 عمل کا حکم دیا جاتا ہے مگر کسی وقت اوکسی حالت میں نہیں کہہ سکتے کہ ایمان لانا واجب نہیں رہا۔ چنانچہ عورت سے حیض
 کی حالت میں نماز کا حکم ساقط ہو جاتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ ایمان لکلی فرضیت اس سے ساقط ہو گئی ہو یا ترک ایمان کا حکم ہوا ہے۔
 کیونکہ اس کے لئے تو شارع کا یہ حکم ہے کہ اس حالت میں روزہ نہ رکھے مگر بعد کو قضا کرے۔ اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ فقیر بزرگوار
 واجب نہیں ہے مگر یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ادب پر ایمان فرض نہیں۔ (معاذ اللہ) اتنے۔

اور روایت کیا ہے شیرازی نے کتاب الالقاب میں علی کرم اللہ وجہہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”ہم اور تم ایک
 بنی عبدمنان تھے مگر آج ہم اور تم بنی عبد اللہ ہیں۔ یعنی عبدمنان جاہلیت کا نام ہے اور اس شخص کی نسبت ایک بت کی طرف تھی
 تو ہکو نہ چاہئے کہ اپنے تئیں اس شخص کی طرف نسبت دیں بلکہ بنی عبدمنان کے بنی عبد اللہ کہنا چاہئے۔ یعنی اب ہم خدا کی طرف منسوب ہیں
 اس حدیث کو امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں روایت کیا ہے نزال بن سیرہ سے کہ انہوں نے کہ فرمایا ہکو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج اور ظاہر یہ ہے کہ نزال بن سیرہ نے علیؑ ہی سے سنا ہوگا۔

مقصود حدیث یہ کہ اب عبدمنان جیسے نام کی طرف نسبت کرنی خلاف شان ایمان ہے بلکہ بجائے اس کے عبد اللہ وغیرہ
 اس قسم کے ناموں کی طرف انتساب تمس ہے۔ اور اس حدیث سے ایمان کی جو فضیلت ثابت ہوتی ہے ظاہر ہے الحمد للہ کہ ہم
 اس دلت غلطی سے بہرہ یاب ہیں۔

نہ ماننا شیاطین کو اور ماننا اللہ تعالیٰ کو

فرمایا خداوند تعالیٰ نے تو جو جو بڑے معبودوں کو نہ مانے اور اللہ ہی پر ایمان لائے۔

بالعروة الوثقى الآية قال ابن أبي شيبة ثنا حاتم بن اسمعيل عن جعفر عن أبيه قال
 كان علي بن الحسين يُعَلِّمُ وَلَدَهُ يَقُولُ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَكُفِّرْنَا بِالطَّاغُوتِ
الإيمان المفصل الإيمان بالذات الاحدية والصفات الواحدية
 والاسماء الالهية قال ذو الجلال المتعال (قل شوا لله احد الله الصمد لم يلد
 ولم يولد ولم يكن له كفوا احد) وقال (لو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا)
 وقال لما اتخذ الله من ولدٍ وما كان معه من اله الا اذا نزل اليه ما خلق
 ولعل بعضهم على بعض وقال الله المتعال (ولله الاسماء الحسنی فادعوه
 بها وذروا الذين يلحدون في اسمائه سيجزون ما كانوا يعملون) قال مسدد
 صاحب المسند نا عبد الوارث بن سعيد عن محمد بن اسحق عن النعمان بن سعل
 قال كنت بالكوفة في دار الامارة دار علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه دخل
 علينا نوف بن عبد الله فقال يا امير المؤمنين بالباب اربعون رجلا من اليهود
 فقال علي رضي الله عنه على بهم فلما وقفوا بين يديه قالوا له يا علي صف لنا
 ربك هذا الذي هو في السماء كيف هو وكيف كان ومثله كان وعلى اي شيء هو
 فاستوى على جالساً وقال معشر اليهود اسمعوا مني ولا تبالوا ان لا تسالوا احدا
 غيري ان ربي عز وجل هو الاول لم يبد مباد ولا مزارج معدا ولا حال وهماء

ایمان مفصل

ایمان لانائزات یگانہ اور صفات بمثل وراسما واکھی پر

خدا یا خداوند تعالیٰ نے تمکو (اے پیغمبر) کہ وہ اللہ ایک ہوا اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے اور فرمایا "اگر زمین آسمان میں خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو (زمین و آسمان دونوں کبھی کے برابر ہو گئے ہوتے"

اور نیز فرمایا "تو اللہ نے کسی کو پیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ کا کوئی اور خدا ہے۔ نہ ہر ایک خدا اپنی مخلوقات کو (الگ لئے) لئے بہتر اور (آپس میں لڑتے اور آخر کار) ایک دوسرے پر غالب آجاتا" اور فرمایا "اور اللہ کے (سب ہی) نام اچھے ہیں تو اس کے لئے لیکر اسکو (مناں سے چاہو) پکارو اور جو لوگ کہہ سکیں ناموسین کفر کرتے ہیں انکو (ادب) کے حال پر پھوڑو کوئی دین تاجو کہ وہ اپنے لئے کا بدلہ بالین گئے۔ مسیح جیسا حسب مسند نے کہا کہ بیان کیا مجھے عبد الوارث بن سعید نے وہ روایت کرتے ہیں محمد بن اسحق سے کہ کہا سلمان بن سعد نے کہ میں کو فدی دار الامارۃ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دولت سرا میں موجود تھا جبکہ نوف بن عبد اللہ حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا امیر المؤمنین جالیس بیہودی دروازہ پر منتظر اجازت ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں حسین میرے پاس بلاؤ جب وہ حاضر ہوئے تو ادھون نے عرض کی کہ یا علی مجھے اپنے اس رب کی تعریف کیجئے جو آسمان میں ہے کہ وہ کیسا ہے اور کس طرح ہوا اور کب ہوا اور وہ کس چیز پر قائم ہے۔ سو حضرت علیؑ فرمایا ہوٹھٹھا اور فرمایا اے گروہ یہود ہاں اسکو مجھے بخوبی سن لو اور سوا میرے کسی اور سے پہر سوال کرنے کی پروا نہ رکھو۔ بیشک میرا خدا ہی اول ہے نہیں ظاہر ہوا کسی چیز سے اور نہ میں والا ہے کسی چیز کے ساتھ اور نہ سمانے والا ہے کسی دہم میں۔

ولا شئ يتقصد ولا محجوب فيجوز ولا كان بعد ان لم يكن فيقال حادث بل
 جل ان يكيف المكيف الا شئاً كيف كان بل لم يزل ولا يزول لاختلاف الزمان ولا
 لتقلب شأن بعد شأن فكيف يوصف بالاشباح وكيف ينعت بالالسن الفصم
 من لم يكن في الاشياء فيقال كائن ولم يكن منها فيقال بائن بل هو بلا كيفية وهو اقرب
 من جل الوريد وابعد في الشبه من كل بعيد لا ينحفي عليه من عباده فهو من لحظة
 ولا كرو ولفظة ولا ازدلاف ربوة ولا انبساط خطوة في غسق ليل داج ولا اذ لا ح
 لا يتغشى عليه القمر المنير ولا انبساط الشمس ذات النور يضيئها في الكرور ولا
 اقبال ليل مقبل ولا اذ بار نهار مدبر الا وهو محيط بما يريد من تكوينه فهو العالم
 بكل مكان وكل حين واوان وكل نهاية ومدد فالامد الى الخلق مضروب وللحد الى
 غيره منسوب لو يخلق الاشياء من اصول اولية ولا يبا وائل كانت قبله بدية
 بل خلق ما خلق فاقام خلقه وصور ما صور فاحسن صورته توحد في علوة فليس
 لشي منه امتناع ولا له بطاعة شئ من خلقه انتفاع اجابته للدا عين سريعة
 والملائكة في السموات والارضين له مطيعة علمه بالاموات البائدين كعلمه
 بالاحياء المتقلين وعلمه بما في السموات العلوية كعلمه بما في الارضين
 السفلى وعلمه بكل شئ لا تحية الاصوات ولا تشغله اللغات سميع الاصوات

اور نہ وہ جسم ہے کہ جسکی حدود انتہا ہو اور نہ رو کا ہو ایسی کہ ہیر لیا جاوے اور نہ ایسا ہی کہ عدم کے بعد موجود ہو ایسی جو حادث کہلاوے۔
 وہ چگونگی سے برتر ہے بلکہ خود جدا شیا کو چگونگی عطا فرمانے والا ہے اسلئے وہ منزہ ہوا سبب سے کہے کہا جاوے کہ وہ کیونکر ہو
 وہ بدل نہیں گیا اور بدل نہیں جائیگا وقتوں اور شیعوں کے بدلنے سے۔ انسان سے اُس ذات کی صفت کیونکر ہو سکتی ہے
 اور زبان سے (گو وہ کیسی ہی فصیح ہو) اُسکی تعریف کیسے ممکن ہو وہ چیز دہنیں ملا نہیں ہے کہ مختلط کہلاوے۔ اور نہ جدا ہو کہ
 اُسے جدا کہلاوے بلکہ وہ بلا کیف ہے۔ اور رگ گردن سے زیادہ قریب ہو اور شبہ و مثال میں بوجہی بوجہی ہے۔ اور سکے
 علم سے بند و ن کی نظر اور لفظوں کا تلفظ۔ اور اندھیری رات کی تاریکی میں بلندی کی چڑھائی اور ہموار زمین پر چسپنا۔ اور
 مرد و شہبائے تاریک پوشیدہ نہیں ہو۔ نہ چاند اور آفتاب کی روشنی اور سپر اثر کر سکتی ہے اور نہ رات اور دن اُسپر احاطہ کر سکتا
 بلکہ وہ تمام کائنات پر محیط ہے۔ پس وہ ہر مکان اور ہر وقت اور ہر آن اور ہر غایت کا جاننے والا ہے تعین مدت خلق کیواسلئے
 ہو اور خدا سوا اللہ کے لئے۔ اوسنے کائنات کو اصول اولیہ اور بادی سابقہ سے نہیں پیدا کیا۔ بلکہ ہر چیز کو جس طرح چاہا بنایا
 اور نیک بنایا اور ہر چیز کو اپنی صورت عنایت کی اپنی رفعت میں لگانا ہے۔

اوسکی اطاعت سے کسی کو گزیر نہیں اور کسی مخلوق کی طاعت سے اوسکو نفع نہیں۔ اوسکی بارگاہ میں
 مستند و نکی و عاجلہ مقبول ہوتی ہے۔ زمین و آسمان میں جتنے فرشتے ہیں سب اوسکے فرمانبردار ہیں۔ اون اموات کو
 جو نیست و نابود ہو گئے ہیں ایسا ہی جانتا ہی جیسا کہ زندہ کو جو چلتے پھرتے ہیں وہ آسمانی چیزوں کا علم اُسکو ایسا ہی
 جیسا کہ زمینی چیزوں کا اوسکے علم سے کوئی چیز خارج نہیں ہے۔ ایک ہی آن میں مختلف آوازیں اُسکو متحیر نہیں کرتیں
 اور نہ مختلف زبانیں ایک ہی وقت میں اوسکو غافل کرتی ہیں۔

المختلفة بلاجوارح له مؤتلفة مدبر بصير عالم بالامور حتى يقوم سبحانه كلامه
 تكليما بلاجوارح ولا ادوات ولا شفة ولا لهوات سبحانه وتعالى عن كيفية الصفات من زعم
 ان الهنا محدود فقد جهل الخالق المعبود من ذكر ان الاماكن به تحيط لزمته الخلق
 والتعليل بل هو المحيط بكل مكان فان كنت صادقا ايها المتكلف لوصف الرحمن
 بخلاف التنزيل والبرهان فصف لنا جبريل وميكائيل واسرافيل هيات ائتبر عن وصف مخلوق
 مثلك وتصف الخالق المعبود وانما تذكر صفة رب الهية والادوات فكيف من
 لم تأخذ سنة ولا نوم له ما في السموات وما في الارض وما بينهما وهو رب العرش
 العظيم (وعن) مسدد اخبره ابو نعيم في الحلية قال انا ابو بكر احمد بن محمد بن
 الحارث قال ثنا الفضل بن حبيب بن يحيى نامسدا به وعزى الاثر للحكيم الترمذي في نوادر الاصول
 فليراجع قال ابو نعيم غريب من حديث النعمان كذا رواه ابن اسحق عنه مرسل
 النعمان قال صاحب الميزان ما روى عنه سوى عبد الرحمن بن اسحق احد
 الضعفاء وهو ابن اخته (قلت) قال ابن حبان في الثقات يروى عن علي بن ابي طالب
 وزيد بن ارقم روى عنه ابنه وعبد الرحمن بن اسحق وروى له الترمذي في قيل
 الذهبي في المغني مجهول غير مقبول ولذا قال في التقريري قبول لوائح الصحة ظاهرة على صفات هذا المتن وليس عليه
 الاثيان بشهادة من عن علي كماله في علي من صفا ولتبيين معاني بعض الفاظ الاثر فقوله

وہ بدون جوارح کے طرح طرح کی آرازون کا سُنے والا ہے۔ وہ مدبر۔ بصیر۔ علیم۔ زندہ۔ اور سب کا تہا منے والا ہے (سبحان اللہ) اُسے موتی سے بلا جوارح و آلات کے اور بدون ہونٹ اور کونے کے کلام کیا۔ وہ پاک اور برتر ہے اس سے کہ اسکی صفوتوں کی کیفیت بیان کیجاوے جسے گمان کیا کہ ہمارا خدا محدود ہے۔ بخدا اسنے اپنے خالق معبود کو نہیں پہچانا جسے کہا کہ مکان اسکو گہیرے ہوئے ہے وہ حیرت اور شبہ میں پڑ گیا بلکہ وہی مکان کو گہیرے ہوئے ہے پس جو شخص کہ برخلاف قرآن و دلیل کے خدا کی توصیف کر نہیں کوشش کرے اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو عیسے جبریل اور میکائیل اور اسرافیل کی شان اور کیفیت بیان کرے (جو ناممکن ہے) افسوس جب انسان مخلوق کی حالت بیان کرنے سے عاجز ہے تو کیا وہ خالق معبود کی توصیف پر قادر ہو سکتا ہے جو امشیاء کی ذمی کیفیت بہت بہین اونکی حالت البتہ معلوم ہو سکتی ہے لیکن اسی ذات جسکو اونگھ عارض ہوتی ہے اور نیند کیسے مدرک ہو سکتی ہو۔ اور جو کچھ زمین آسمان میں ہر سب اسی کی ملک ہو اور وہی عرش عظیم کا مالک ہو۔

اور روایت کیا ہوا ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ابو بکر احمد بن محمد بن حارث سے اونہون نے کہا کہ حدیث بیان کی ہے فضل بن جناب جمحی نے اونہون نے کہا کہ بیان کیا ہے اس حدیث کو مسد دنے اسی سند سے۔

اور نیز یہ روایت حکیم ترمذی کی نوادر الاصول کی طرف منسوب ہو وہاں دیکھ لیجائے۔

ابو نعیم نے کہا کہ یہ حدیث بروایت نعمان غریب ہو۔ ابن اسحق نے اُسے اسطرح مسلّا روایت کیا ہے۔ اور نعمان کی نسبت صاحب کبیران نے کہا ہو کہ اُسے سوائے عبدالرحمن بن اسحق کے (جو منجہ ضعفا کے اور اُسکے ہم شیر و زادہ ہیں) اور کسی نے روایت نہیں کی عین کہتا ہوں۔ ابن جان نے کتاب الثقات میں لکھا ہے کہ نعمان روایت کرتے ہیں علی ابن ابیطالب اور زید بن ارقم سے اونہون نے فرزند اور عبدالرحمن بن اسحق روایت کرتے ہیں۔ اور ترمذی نعمانکی روایت کو بیان کیا ہے پس انکو کتاب المغنی میں ذہبی کا مجمل کہنا غیر مقبول ہے چنانچہ ذہبی نے ہی انکو کتاب التقریب میں مقبول الروایۃ کہا ہے۔

العرض صحت کے انوار اس متن پر بخوبی درخشان ہیں اور حضرت علی کے نیچے والے راویوں میں سے کوئی ایسے بیان پر قادر نہیں ہے۔ یہ بات سلیم الطبع پر مخفی نہیں ہے۔

زادله من الله رضوانه وطوله (هو الاول لم يبدُ معاً) اى هو الاول بلا ابتداء
 فلم يظهر من شئ يعبر عنه بهما (ولا مما أزج معاً) اى ولا مختلط مع شئ يعبر عنه
 بهما وفيه رد صريح على اهل الاتحاد القائلين بالكل والالات الذين يتشبهون
 بكلام اهل التحقيق لمن هبهم الباطل وهم يبرهنون منه قال شيخ المعرفة صلى الله
 ابن العربي في الباب ٥٥ الثامن والخمسين وخمسمائة من الفتوحات المكية
 بعد بسط فكم ان الناظر في المراتب المختلفة المتقابلة يرى صورته فيها بحسبها بالقطع
 بان تلك الصورة المختلفة التعينات باختلاف المراتب ليس شئ منها جين الناظر الخارج عن
 المرأة القائل بنفسه المتعين بتعين خاص لا اختلاف فيه وانه ما انتقل بذاته الى المراتب
 ولا حل فيها فكذلك الحق تعالى يتجلى في مراتب الحقائق المختلفة الاستعدادات بحسبها
 مع انه تعالى ما انتقل اليها ولا حل فيها وقال قدس سره في هذا الباب بعد بسط
 مانصه وهذا ايد لك صريحاً على ان العالم ما هو عين الحق اذ لو كان عين الحق تعالى
 لما صم كونه بديعاً له وقال في الباب ٢٠٠ الاثنى والتسعين ومائتين بعد بسط
 فنور الشمس اذ يتجلى في البدر يعطى من الحكم ما لا يعطيه بغير البدر لا شك في ذلك
 كذلك الاقترار الاله اذ يتجلى في العبد فظهرت الافعال عن المخلوق فهو وان كان
 بالاقترار الاله لكن يختلف الحكم بواسطة هذا الجبل الذي كان مثل المرأة لتجليه

وفي خطبه كه الظاهر
 لا يقال مساو الباطن
 لا يقال فيها وفي اخرى
 ومن قال في غير هذه

وفي خطبه ثم كثر
 لا يقال في

واضح ہو کہ خطبہ مذکورہ کے اکثر مضامین ایسے دقیق ہیں جنکا سمجھنا ہر شخص کا حصہ نہیں ہے اور فرق مختصرہ کے خیالات کے لحاظ سے بعض مباحث کی توضیح کی زیادہ ضرورت ہے اسلئے بعض بعض الفاظ کی شرح کر دیجائیے۔
اس ارشاد سے کہ ”وہی اول ہے نہ کسی چیز سے ظاہر ہوا“ یہ مقصود ہے کہ ذات باری مبادی و مبدأ سے پاک ہے۔

اور اس قول سے ”اور نہ وہ کسی چیز سے ملا ہوا ہے“ اہل الحاد کا رد ہوتا ہے جو حلول و اتحاد کے قائل ہیں اور اپنے زعم باطل میں کبار تحقیقین کے اقوال کو وہ اپنا ماتخذ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اس سے متبر ہیں۔
شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے فتوحات مکیہ کے باب ۵۵ میں ایک مفصل بیان کے بعد لکھا ہے کہ جس طرح کہ کوئی شخص مختلف الشکل آئینوں میں جو ایک دوسرے کے مقابل ہوں نظر کرے تو وہ اپنی صورت کو بعینہ اور آئینوں کی شکل میں دیکھے گا۔ باوجود اس یقین کے کہ یہ مختلف تعینات جو آئینوں کے اختلاف سے وکھلائی دیتے ہیں انہیں کا کوئی تعین ہرگز تعین ناظر نہیں ہے جو آئینوں سے خارج اور قائم بنفسہ ہو اور تعین یقین خاص۔ اور نہ وہ آئینوں کی طرح منتقل ہوا ہے نہ آئینوں کی طرح کیا ہے۔ اسی طرح جناب باری عز شانہ مختلف الاستعداد و تعالیٰ کے آئینوں میں اس کے حسب استعداد مختلف تجلیات جلوہ فرمائیے وہ آئین منتقل ہوا ہے نہ حلول کیا ہے۔ اور نیز اسی باب میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ”یہ بیان خود اس بات پر ولالت کرتا ہو کہ عالم عین حق نہیں ہے کیونکہ اگر عین حق ہوتا تو خداے تعالیٰ پر اس کا مبدع ہونا صادق نہ آتا“ اور باب ۲۹۲ میں ایک بیان مبسوط کے بعد لکھتے ہیں کہ آفتاب کے انعکاس سے جو حکم کہ چاند میں پیدا ہوتا ہے وہ ہرگز دوسرے میں ظور نہیں کر سکتا اسی طرح جب اقتدار الہی بند و بین جلوہ فگن ہوتا ہے تو مخلوقات سے افعال کا ظور ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ ظور اقتدار الہی سے ہی ہے۔ لیکن اختلاف مظاہر سے حکم تجلی میں بھی اختلاف واقع ہوتا ہے اور یہ مثل آئینہ کے ہے تجلیات کے لئے۔

كما يعلم عقلا ان القمر في نفسه ليس فيه من نور الشمس شئ وان الشمس ما انتقلت اليه
 بذاتها وانما كان لها مجل كذا لك العبد ليس فيه شئ من خالقه ولا حل فيه وانما هو
 مجل له خاصة ومظهر وقال في الباب الرابع عشر وثلاثمائة لوصح ان يترقى الانسان
 عن الانسانية والملك عن الملكية ويتحد بخالقه تعالى لهم انقلاب الحقائق وخرج الاله
 عن كوله الها لاسبيل الى قلب الحقائق ابد او قد اكثر الشيخ وغيره من اهل المعرفة
 السالفة والخالفة في تعاريفهم من ذكر مثال ظل الانسان وعكسه في المرأة فقولهم موافق
 لقول علماء السلف ان الله على شرهه بائن من خلقه فان الانسا بائن من ظله وعكسه
 قال الشيخ محمد يوسف الصوفي السورقي في كشف الغين عن كلام اهل العين واعلم ان
 جماعة غلطوا وفهموا من كلام الصوفية ان الحق سبحانه هو الكل الموجود في ضمن اقله
 وليس له وجود وراء ذلك وطائفة فهموا انه كان موجودا مستقلا ثم تجل وظهر بصل
 الاكوان فلم يبق له بعد ظهوره بها وجود مستقل وراء هذه الموجودات الكونية
 وهذه الطائفة بعد ان فاقوا الاولى باثباتهم له وجودا مستقلا قبل الظهور والبروز
 شاركوا الاولى في نفى الوجود المستقل عنه من غير فرق وكل من هذين المذهبين
 بطلانه اظهر من ان يخفى كذا قال العلامة جلال الدين الدواني قدس سره في
 شرح رباعياته كما نقله للحقق عبد الملك المشتهر بالشيخ امان في رسالته اثبات الحجة

اور نیز یا سلسلے میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر انسان کو انسانیت سے اور بشریت کو ملکیت سے ترقی کر کے خالق سے متحد ہو جانا ممکن ہوتا تو انقلاب حقایق لازم آتا اور (معاذ اللہ) خدا الوہیت سے خارج ہو جاتا لیکن انقلاب حقایق دائمی محال ہے۔

الغرض شیخ العارفین ابن عربیؒ اور نیز دوسرے اہل عرفان متقدمین و متاخرین نے اپنی تصانیف میں یہ اور عکس آئینہ کی مثال کو اکثر لکھا ہے کیونکہ انسان اپنے ظل و عکس سے مبہم ہے۔ پس وہ علماء و سلف کے ساتھ متفق ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا سے تعالیٰ اپنے عرش پر ہے اور مخلوق سے علوہ ہے۔

علامہ جلال الدین دوانی رحمہ اللہ نے شرح رباعیات میں ذکر کیا ہے کہ جانتا چاہئے کہ بعض لوگوں نے مسئلہ وجود کے متعلق کلام صوفیہ کے سمجھنے میں غلطی کی ہے یعنی یہ سمجھا ہے کہ اندر اصل شانہ ایک کلی ہے جو اپنے افراد و شعبہ میں موجود ہے۔ اور اس کو سوا میں افراد کے وجود نہیں۔ اور بعضوں نے یہ سمجھا ہے کہ وہ موجود مستقل تھا یہ صورت ممکنات میں ظہور کیا اور ان موجودات کے ظاہر ہونے کے بعد اس کے لئے وجود مستقل باقی نہیں رہا اگرچہ گروہ ثانی نے برخلاف تفسیر اولیٰ اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ قبل ظہور و ہر ممکنات کے خداوند عالم کے لئے وجود مستقل تھا۔ با این وہ نفی وجود مستقل میں بلا لحاظ فرق جماعت اولے کے شریک ہو گئے ہیں۔ اور ان پر وہ مذہب کا بطلان بخوبی ظاہر ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی اخبار الاحبار میں لکھتے ہیں کہ علامہ کے اس کلام کو محقق عبد الملک شیخ امان رحمہ نے رسالہ اثبات الاحادیث میں نقل کیا ہے۔

اور اس کو شیخ محمد یوسف صوفی سورتی نے کتاب کشف الغنیم عن کلام اہل العمین میں ذکر کیا ہے۔

ذكره الشيخ عبد الحق الدهلوي في اخبار الاخيار وقال الشيخ محمد فارس البخاري
 في تحقيقاته ما نصه من قال انه ليس له تعين في ذاته الا في الكون فقد افسد العقائد
 واجحد وقال الشيخ محمد يوسف في موضع اخر نعو طائفة ضالة يتزئون بزى الصوفية
 وهم الملاحقة عن طريق الحق وسبيل الصدق تقول ما ثمة الاما ترى تعني ان هذه الاما
 الحسية هي هوليس غيرها شئ فهم والدهرية سواء قال تعالى عنهم وما يهلكنا الا الدهر بل هم أشد كفرا
 من الدهرية لان كلام الدهرية يمكن تأويله على قول من يقول ان الدهر من الاسماء
 الحسنه واما قول الملاحقة ما ثمة الاما ترى فانكار لوجود الحق سبحانه وتعالى لانهم
 يقولون العالم كله هو الله وليس غيره شئ معه موجود في الخارج كالكل الطبيعي جزئياته
 ليس غيرها موجود ولا شك ان قيلة العينية بهذا المعنى كفر صريح بل أشد كفرا وليس
 كافرا ولا مشرك ينكر وجود الحق عز وتعالى عما يقول الظالمون علوا كبيرا قال شيخ المعرفة
 في الفتوحات قد زلت اقدام طائفة عن مجر التحقيق وقالوا ما ثمة الاما ترى فجعلوا الله
 هو الله والله نفس العالم الى ان قال والمحققون مرادهم اثبات الحق ونفي الغير كما قال البيد
 رضي الله عنه والاكل شئ ما خلا الله بطل بمقصود الملاحقة مشتمة نفوسهم الحيوانية فهذه
 حقيقهم وما لهم في الآخرة من خلاق انتهى هذا وقد فشى هذا المذهب في زماننا فوق
 الكثيرون في الاتحاد والزندقة واشاعوا القوا لهم في النظر والنظر وطعنوا في تصانيفهم على

رواه القمي في مشايخ
 النبي عليه واله السلام عن
 أبي بصير رضي الله عنه عليه
 السلام قال ان الحق كلمة
 قالها الشاعر في رديته
 أشركا في تكلمت بها
 العرب كلمة بليد ان كل شئ
 ما خلا الله باطل وقامه
 وكل من جاوز هذه زائل
 سوى جنة الفردوس من ان
 يبيح فان الموت لا يفسد

اور شیخ نقشبند یہ محمد پارسارم نے رسالہ التحقیقات میں لکھا ہے کہ جس نے یہ اعتقاد کیا کہ جناب باری تعالیٰ کے لئے کوئی تعین بالذات سوا اے مخلوقات کے نہیں ہو تو اوسنے اپنے عقیدہ کو خراب کیا اور منکر ہوا۔

اور شیخ محمد یوسف صوفی نے کشف الغیب کے ایک دو مقام پر یہ لکھا ہے کہ ایک جماعت ملحدین فی ناجوراء راست اور طریق حق سے گریختہ ہیں یہ کہتے ہیں کہ محسوسات کے سوا حقیقت باری تعالیٰ اور کوئی شے نہیں ہو یعنی یہی (معاذ اللہ) عین خدا ہیں اور خدا ان محسوسات کا عین ہے۔ یہ لوگ تو فرقہ دہریہ سے برابر ہو گئے ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ۔ (زمانہ ہی ہکلو بلا کر تاہی) بلکہ اوسنے بڑے ہوئے ہیں کیونکہ دہر کو اسماء حسنی میں سے شمار کر نیوالوں کے مذہب کے موافق تو دہریہ کے قول کی تائید پر ممکن ہے برخلاف ان ملحدین کے۔ کیونکہ انکا تو زعم فاسد یہ ہے کہ وہاں (عصہ وجود میں) سوا اے ان ظاہری چیزوں کے ہوتا نظر آتی ہیں اور کچھ نہیں ہے۔ گویا یہ لوگ باری تعالیٰ کے وجود فی نفسہ کے منکر ہیں۔ اور مخلوقات عالم کو عین خالق بتاتے ہیں یعنی یہ کہ سوا اے مخلوق کے اور کوئی شے خارجاً موجود نہیں ہے جس طرح کہ کلی طبیعی اور افراد کا اتحاد باطنی ہوتا ہے کہ وہ بدون اون جزئیات کے اور کسی صورت سے ظہور نہیں پاسکتی۔

الغرض عینیت کا عقیدہ تو صریح کفر بلکہ شذوذ ہے کیونکہ کوئی کافر و مشرک بھی باری تعالیٰ کے وجود علیحدہ کا منکر نہیں ہے۔ بل جلالہ و عز شائے۔

شیخ العارفین محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کو مقام تحقیق سے لغزش ہوئی ہے جس سے وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ نفس عالم ہے اور عالم عین اللہ ہے۔ اور محسوسات کے سوا پر وہ جلال میں اور کوئی شے نہیں ہے۔ اور محققین کا مقصود یہ ہے کہ خاص جناب باری کے لئے ہی وجود ثابت کیا جائے اور جملہ ماسوا سے وجود کی نفی ہو۔ چنانچہ لبید رضی اللہ عنہ نے اپنے شعر میں فرمایا ہے۔ ۱ الاکل شئی ما خلا اللہ باطل ۲ (سوا اے اللہ جل شانہ) ہر چیز فانی ہے، اور ان ملحدوں کو اپنی من مانی بات بنانا منظور ہے۔ دنیا کو اس طرح گزارتے ہیں مگر آخرت میں انہیں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ انتہی۔

اور نہایت قابل فاسوس بات یہ ہے کہ ہمارے زمانہ کے اکثر جملہ بھی اس بیدینی میں مبتلا ہو کر ایسے ناجائز مضمون کے اشعار و رسائل شائع کرنے لگے ہیں۔

۱۔ ہر شے کو یہ شرف حاصل ہو کہ خاص جناب سرور عالم نے زبان حق ترجمان سے ادا فرمایا اور اس کے حق میں (سچا شعر) کا لفظ ارشاد ہوا ۱۲

مثال الظل وعكس المرأة وقالوا ان اهل هذا المثال ما فهموا حقيقة هذه المسئلة فهم
 طاعون على جميع اهل المعرفة الاجلة وفي الحقيقة هم انفسهم مطعونون من جميع ائمة الملة
 بل خارجون من الملة والمشتكى الى الله تعالى وقوله زادله من الله رضوانه وطوله ولا حال لها
 اى ولا هو ما يستطيع الا وهام والافهام ان تدركه اصلاً ولا شبه يتقصى الشبه الشخص ويتقص
 يطلب قصاه ويدخل فيه قوله ولا محجوب فيجوى وقوله ولا كان بعد ان لم يكن فيقال حادث
 جواب سوا هو كيف كان وترقى منه بقوله بل جل ان يكيف الكيف للاشياء كيف كان اى جل كيف
 للاشياء ان يكيف بكيف كان وقوله بل ايزل ولا يزول لاختلاف الزمان جواب سوا هو متى كان
 ولا لتقلب شأن بعد شأن اى لمشار اليه بقوله تعالى كل يوم هو فى شأن وقوله فكيف يوصف به لا شبه
 توضيح لقوله جل ان يكيفه وقوله ولا شبه اه وكيف ينعت بالالسن الفصح اى الناطقة بالصفا
 من لم يكن فى الاشياء فيقال كائن ولم يكن منها فيقال بائن بل هو بلا كيفية وهو اقرب من جل الوريد و
 ابعد في الشبهة اى المشابهة من كل بعيد وفي جواب المرتضى عن سوال ذعلب اليه اى قريب من الاشياء
 غير ملاس بعيد منها غير مبائن وفي خطبة المرتضى لم يحلل فى الاشياء فيقال هو فيها كائن ولم ينأ
 عنها فيقال هو منها بائن وفي خطبة اخرى لم يقرب من الاشياء بالتصاق ولم يسجد عنها بافتراق
 لا يخفى عليه من عبادة شخص لحظة اى ما بالبصر بلا حركة جفن ولا كور لفظه اى تكرار اللفظة
 ورجوعها ولا ازدياد رتبة صعود انسان او حيوان الى رتبة من الارض اى موضع مرتفع

فى خطبة لاهوتى
 الادغام بالحدود والحوادث
 طلب الجوارح والافعال

فى خطبة لاهوتى
 له متى ولا يضرب له
 اميرى

اور سایہ اور عکس آئینہ کی مثالوں پر اور اسکے بیان کرنے والے بزرگان سلف پر طعن اور زبان درازی شروع کر دئے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ لوگ اس مسئلہ کی حقیقت کو نہیں سمجھے جو ایسی تشبیل دئے ہیں (چہ خوش چوٹا منہ بڑی بات)۔
 اس سے تو جمیع اہل عرفان پر طعن لازم آتا ہے۔ لیکن حقیقت حال پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمامی اہل ملت کی جانب سے یہ ملحدین ہی بالعکس قابل طعن ہیں بلکہ خارج الملت ہیں۔

اسے بار خدا یا ہم تیرے ہی آگے انکا شکوہ پیش کرتے ہیں کہ تو ہی انکی اصلاح پر قادر ہے۔

اور حضرت علیؑ نے اس حدیث میں فرمایا جو ولا حال و ہما نہین سمانے والا جو وہ کسی دم میں۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ وہم و عقل کو اسکی حقیقت کے سمجھنے کی مجال نہیں ہے۔ اور فرمایا ”وہ ایسا نہیں ہے کہ عدم کے بعد موجود ہوا ہو جو حادث کلا دے۔“
 یہ ہود یونکہ اس سوال کا جواب ہے کہ (وہ کیونکر ہوا) چہر آب نے ترقی کر کے فرمایا ہے کہ وہ جملہ اشیاء کو چگونگی عطا فرمائیگا اور خود قبول کیفیت سے مبرا ہوئے یعنی وہ مبرا ہے ہر قسم کی چگونگی سے۔

اور فرمایا ”وہ نہیں بدل گیا اور نہیں بدل جائیگا زمانیکہ بدلنے سے“ یہ جواب ہے اس سوال کا کہ (وہ کب سے ہوا) پھر فرمایا ”اور نہ شیونکے بدلنے سے“ جسکا اشارہ اس آیت شریفہ میں کیا گیا ہے۔ کل یدیم ہونی شان۔ یعنی وہ ہر روز ایک نئی شان نہیں ہے۔

اور کیفیت بوصف الخ جل ان یکیف اور ولا شیخ کی توضیح ہے اور فرمایا ”وہ چیز و نہیں ملا ہوا نہیں ہے کہ فمخلط کلا دے اور نہ جدا ہے کہ اذن سے جدا کلا دے بلکہ وہ بلا کیف ہے اور رگ گردن سے زیادہ قریب ہے اور شبہ و مثال میں ہر بعد و بعد تر ہے“
 اسی طرح ذعلب بمانی کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ وہ اشیاء سے قریب ہے مگر بلا من نہیں ہے اور بعد ہے لیکن میں نہیں آگیا اور خطبہ میں مرقوم ہے کہ وہ اشیاء میں حلول نہیں کیا ہے کہ جس سے یہ کہا جائے کہ وہ اشیاء میں داخل ہے اور نہ اذن سے دور ہے کہ کہا جائے کہ وہ اشیاء سے جدا ہے۔

اور دوسرے خطبہ میں ہے کہ وہ اشیاء سے قریب نہیں ہے کہ جسپر معنی التصاق صادق آدے۔ اور نہ اشیاء سے بعید ہے جسپر افتراق کا اطلاق ہو۔

ولا انبساط خطوة اى فى ارض مستوية فى غسق اى ظلمة ليل داج اى مظلم ولا ادلاج فى
القاموس للرجح محركة والدرجة بالضم والفتح السير من اول الليل وقد ادبحوا فان ساروا من
اخره فاذبحوا بالتشديد لم يخلق الاشياء من اصول اولية ولا باوائل كانت قبله بديه وفي خطبة
له لم يخلق الاشياء من اصول ازلية ولا من اوائل ابديه وفيه ابطال لقيمة بعض لفلاسفة الفضل
وكذا فى سائر هذه الارشادات ابطال لا قول فرق من البطل علمه بما فى السموات العلوية كعلمه
بما فى الارضين السفلى وعلمه بكل شئ اى سوى ذامن الاسرار والانوار والمعارف الذاتية
والمواقف الصفاتية والتحليات الالهية وغير ذلك مما لا يعرف لان يعرف مسلك من المسائل
المشار اليه جملة بقوله تعالى وهو بكل شئ علیم كل موسى تكليما بالاجزاء ولا ادوات ولا شفة
ولا لهوات سبحانه وتعالى عن تكيف الصفات فيه ابطال لقالة الجهمية فى تكليم الله موسى انه
امر غيره فكلمه وقيلة المعتزلة انه خلق الكلام فى جسم فاسمعه موسى عليه السلام
وكلهم نفاة الصفات عن حضرة الذات من زعمان الهنا محمد ود فقد جهل الخالق المعبود
هذا لجواب سوال اليهود وعلى اى شئ هو فانه يفهم منه انه محد ود وفى خطبة للمولى المرتضى
ايضا ومن قال علام فقد اخلا منه اى غير ذلك المكان مع ان الحد الى غيره منسوب كما مضى
عن المرتضى ايضا وفى جواب الامام الرضى عن سوال زنديق كيف هو اين هو قال ويلك ان
الذى ذهبت اليه غلط هو اين الا اين وكيف وكيف فلا يعرف بالكيونة ولا بالايونة

اور فرمایا کہ اے کائنات کو اصول اولیہ اور مبادی سابقہ سے نہیں پیدا کیا "اور آپ کے ایک خطبہ میں ہے کہ خدا نے تعالیٰ نے مخلوق کو اس طرح نہیں پیدا کیا کہ ہمیشہ سے کچا و سکی اصل ہو اور اس سے پیدا کیا ہو۔ اور نہ یوں پیدا کیا کہ کچا اول چیز میں ہو جو ہمیشہ رہیں گی اور اس سے پیدا کیا ہو۔

مغنی نہ رہے کہ اس سے فلاسفہ کے قول کا رد بخوبی ثابت ہوتا ہے بلکہ ان تمام ارشادات سے کئی فرق باطلہ کی تردید ہوتی ہے۔ اور فرمایا "آسمانی چیزوں کا علم اس کو ایسا ہی ہو جیسا کہ زمینی چیزوں کا۔ اس کے علم سے کوئی چیز خارج نہیں ہو، یعنی اس کے سوا بھی وہ سب کچھ جانتا ہو اس کے پیدا اور اس کے نورا اور اس کی ذات اور اس کی صفات اور اس کی تجلیات وغیرہ یہ سب کچھ وہی جانتا ہو جس کے جاننے کی طرف مخلوق کو کوئی سبیل نہیں ہے۔ چنانچہ اس معنی شکست اجمالاً ارشاد ہوا ہے کہ وہ کل شئی علیم یعنی وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اور فرمایا کہ اوسنے موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام سے بلا جوارح و آلات اور بدون ہونٹ اور کوسے کے کلام کیا وہ پاک اور برتر ہے اس سے کہ اس کی صفتوں کی کیفیت بیان کی جاوے" اس میں جمید اور معتزلہ کے عقائد کی تردید ہے یعنی جمیع کتب میں کہ ایک فرشتہ نے حکم آسمانی ہوئے سے کلام کیا۔ اور معتزلہ کا یہ قول ہے کہ کسی جسم میں (مثل آگ اور درخت کے) خداوند تعالیٰ نے کلام کی قوت عطا فرمائی تھی جس کو وہ نون نے سنا تھا۔ یہ سب صفات باری کے منکر ہیں۔

اور فرمایا "جسے گمان کیا کہ ہمارا خدا محدود ہے اس نے اپنے خالق معبود کو نہ جانا" یہ جواب ہے اس سوال کا کہ وہ کس چیز پر قائم ہے جس سے محدودیت مفہوم ہوتی ہے۔

اور ایک خطبہ میں یوں فرمایا ہے کہ جسے کہا کہ وہ کس چیز پر ہے پس اس نے اس کے مقامات کو اس کے جلوہ سے خالی جانا یعنی جلوہ پا کے لئے ایک ہی مقام کو نہ سمجھا۔ حالانکہ خدا سوا اللہ کے واسطے متعین ہو جیسا کہ اصل حدیث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول مذکور ہوا ہے۔

اور کسی زندیق کے جواب میں جس نے یہ دریافت کیا تھا کہ خدا تعالیٰ کیسا ہے اور کہاں ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ "افسوس ہے کہ تیرا خیال بالکل غلط ہے جناب باری نے ہی کیف چگونگی اور این (مکان) کو پیدا کیا ہے پس اس کو ان امور سے متصف تصور کرنا درست نہیں ہے سچا نہ ما اعظم شأنہ۔"

اور جسکو اس امر کا یقین ہو کہ باری تعالیٰ کیلئے کوئی حد نہیں ہے وہ اس غرض کو بھی دفع کر سکتا ہے کہ حدیث شریف میں نزولِ سما، یعنی اٹھنا، جلّ شانہ کا آسمان دیا پر نزول فرمانا، مذکور ہو تو کیا بوقت نزول کے عرشِ اعظم استوار سے خالی ہو جاتا ہے۔

اصلیٰ کے خلوے عرش کا فرض کرنا محدودیت کو مستلزم ہے اور جناب باری عرشانہ حدود سے منزہ ہے۔ اس کے قائل ہیں حماد بن زید، عیسیٰ کہ خلائی نے کتاب التہتین اور ابن بطّہ نے کتاب الابانہ میں لکھا ہے۔ اور ابن راہویہ کا بھی یہی قول ہے چنانچہ ابن بطّہ نے ذکر کیا ہے۔ اور امام احمد نے بھی اپنی اس سالہ میں جو سب دو کو لکھ بھیجا تھا اور وہ ابنِ حبیب کی پاس مشہور بھی لکھا ہے اور نیز جمہور اہل حدیث کا بھی اسی پر اتفاق ہے۔ اسکو ابن تیمیہ نے رسالہ نزول میں ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ تمام بزرگانِ دین دائمہ ملت سے یہی ہے کہ باری تعالیٰ ہمیشہ عرش پر جلوہ فرما ہے اور عرش کبھی اسکی تجلی سے خالی نہیں ہوتا۔ اور باوجود نزولِ سما کے عرش اسکی اوپر نہیں ہو جاتا۔ اور اسے طرح قیامت کے دن بھی عرشِ معلیٰ ہی جلوہ گاہ رہیگا چنانچہ نص قرآنی دال ہے۔ ویکمل عرش ربکم فوقہ یومئذینہ ^{منقول} اسکا نزول اجسامِ نبی آدم کے نزول کے مانند نہیں ہے جو کسی سطح سے زمین کی جانب ہوتا ہے اور اس حالت میں سطح اس کے اوپر ہو جاتا بلکہ خدا تعالیٰ ان نسبتوں سے منبرا ہے۔

اور فرمایا ”جو اشیا کہ ذی کیف و ہیئت ہیں انکی حالت البتہ معلوم ہو سکتی ہے لیکن ایسی ذات جسکو نہ ادگمہ عارض ہوتی ہے اور نہ فنیۃ نہ رک ہو سکتی ہے اور جو کچھ زمین و آسمان میں اور اس کے درمیان ہے سب اسکی ملک ہے اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے“۔ یعنی اور اک تو منحصر ہے اور جزو نہیں جو (مخلوقات) ذی ہیئت و ادوات ہیں پس ایسی حالت میں باری تعالیٰ کی صفت کیونکر رد کر ہو سکتی ہے۔ اور ایک خطبہ میں علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو چیزیں ذی ہیئت و ادوات ہیں انہیں کی صفات کا اور اک ممکن ہے۔ حافظ صوفیہ ابو القاسم عبد الکریم قشیری نے رسالہ قشیریہ میں لکھا ہے کہ ”کما امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہ جس نے گمان کیا کہ اللہ کسی چیز کے اندر ہے یا کسی چیز سے ہے یا کسی چیز کے اوپر ہے تو وہ مشرک ہے کیونکہ وہ اگر کسی چیز کے اوپر ہوتا تو وہ محمول ہوتا“ یعنی وہ انہما ہو انہیں ہے بلکہ خود وہ ہر حال و محمول کو اپنی قدرت سے اوٹھائی والا اور اپنی رحمت سے نگاہ رکھنے والا ہے۔ اور اگر وہ کسی چیز کے اندر ہوتا تو گھیرا ہوتا۔“

۵۱ اور اس دن تمہارے پروردگار کے تخت کو آٹھ (درست) اپنے اوپر اٹھائے ہو گئے ۱۲

۵۲ عارفین پختی نہیں ہے کہ ایسے شکل سوالات اور ان کے جوابات اس امت میں کسی فرد بشر سے صادر نہیں ہو سکتے بلکہ علی کرم اللہ وجہہ کے خصائص میں سے ہے کیونکہ انہو کے کلام الامام الکلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں جسکو علم کا حصہ لینا مقصود ہو اسکو چاہئے کہ اس کے دروازہ سے داخل ہو ۱۲

محصورا ولا مقصورا بل هو حاصر وقاصر لكل محصور ومقصور وانما نحوه قوله تعالى
 الرحمن على العرش استوى وقوله تعالى امنتم من في السماء تجل على عظيم وتعل جلي
 فخيم من تجلياته وتعلياته من غير ان تكون له حاجة الى العرش ولا شئ من الفخر
 وسيد بن لو كان من شئ لكان محدثا اي وهو ممتنع مطلقا وروى سفيان الثوري
 عن ابراهيم بن ادهم العجلي عن موسى بن يزيد الديلمي عن اويس لقرني عن علي بن
 الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله تسعة وتسعين
 اسما مائة غير واحد ما من عبد يدعوا بهذه الاسماء الا وجبت له الجنة انه
 وتر يحب الوتر هو الله الذي لا اله الا هو الرحمن الرحيم الملك القدوس السلام
 المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر الخالق البارئ المصور الغفار القهار الوهاب
 الرزاق الفتاح العليم القابض الباسط الخافض لرافع المعز المذل السميع البصير
 الحكيم العدل اللطيف الخبير الحليم العظيم الغفور الشكور العلي الكبير الحفيظ
 المقيت الحسيب الجليل الكرير القريب المجيب الواسع الحكيم الوودود الحميد الممدود
 الشهيد الحق الوكيل القوي المتين الولي الحميد المصداق المبدئ المعيد المحيي المميت
 الحي القيوم الواجد الماجد الواحد الصمد لقادر المقتدر المقدم المؤخر الاول
 الاخر الظاهر الباطن الوالي المتعالي البر التواب المنتقم العفو الرؤوف الملك

ذوالجلال والاکرام المقسط الجامع الغني المغني المانع الضار النافع النور الهادي
 البديع الباقي الوارث الرشيد الصبور آخرجه حافظ الصوفية محمد بن الحسين ابو عبد الرحمن
 السلم في طبقات الصوفية مسلسل بالصوفية تابعه ابوهريرة عندا لترمذي وابن المنذر
 وابن حبان والطبراني وابي عبد الله ابن مندة في التوحيد والحاكم في المستدرک وابن مردويه
 في التفسير والبيهقي في الاسماء والصفات وغيرهم ورواه عنه موسى بن عقبة وادم بن ابي ايا
 وهشام بن عمار وابن فاجحة وعثمان بن سعيد الدارمي في النقص على بشر المريسي وابن ابي عاصم وجعفر
 القريابي في الذکر وابن ابي الدنيا والطبراني كلاهما في الدعاء وابو الشيخ في التفسير والثواب
 والحاكم في المستدرک وابن مردويه وابو نعیم في الاسماء الحسنى والبيهقي وغيرهم من وجوه
 اخرى باختلاف وتفاوت في سرد الاسماء وقد بسط الكلام عليه الشيخ ابراهيم الكردي
 في مسلسلة ولابي نعیم في الحلية بسند ليس فيه متهمة عن علي بن ربيعة ان الله تعالى تسعة وتسعين اسما مائة
 غير واحدة انه وتر يحب الوتر وما من عبد يدعو بها الا وجبت له الجنة تابعه ابوهريرة عند
 الثوري واحمد والعدني والبخاري ومسلم وابن فاجحة والترمذي والنسائي وعثمان اللذان
 والحارث بن ابي اسامة وابن خزيمة وابي عوانة وابن جرير وابن ابي حاتم وابن حبان والطبراني
 وابن مندة والدارقطني في غرائب مالك وابن مردويه وابي نعیم والبيهقي وابن عباس وابن
 عند ابن مردويه وابي نعیم وفيها من احصاها دخل الجنة زاد ابو نعیم عن الابنين وفي القرن

ذوالجلال والا کرام المقسط الجامع الفنی المعنی المانع النصار النافع النور البادی
جلال اور عزت والا انصاف کرینوالا سبکو جمع کرینوالا بے پروا غنی کرینوالا روکینوالا نقصان بچانوالا لفع دینوالا روشن اور روشنوار
البدر الباقی الوارث الرشید البصیر
نئی چیزیں سیکرینوالا ہمیشہ نوالا رہنوالا بدعتا علی کو ہلائی کہ راہ بتانوالا بدیع
اسکو محاذ صوفیہ محمد بن حسین ابو عبد الرحمن سہلی نے طبقات صوفیہ میں سلسلہ وار صوفیہ سے روایت کیا ہے۔

اور یہ حدیث ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہو چنانچہ ترمذی و ابن المنذر و ابن جہان و طبرانی نے اپنی کتابوں میں اور ابن مندہ
کتاب التوحید میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے اسماء و صفات میں اور دوسرے
محدثین نے اپنی اپنی تصنیفات میں ذکر کیا ہے۔

اور نیز اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہؓ سے موسیٰ بن عقبہ و آدم بن ابی ایاس و ہشام بن عمار و ابن ماجہ نے اپنی کتب میں اور
عثمان داری نے کتاب النقص علی بشر المزی میں اور ابن ابی عاصم نے اور جعفر زبائی نے کتاب الذکر میں اور ابن ابی الدینار
طبرانی مؤذن نے کتاب الدعاء میں اور ابوالشیخ نے کتاب التفسیر و کتاب الثواب میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابن مردویہ
اور ابونعیم نے اسماء حسنہ میں اور بیہقی وغیرہ نے دیگر سندوں سے روایت کیا ہے اور ابن روایتوں میں اسماء کچھ اختلاف
ذکر کئے گئے ہیں۔ اور شیخ ابراہیم کردی نے کتاب سلسلات میں سبکی بہت مبسوط بحث کی ہے۔

ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں بہ سند مستبر روایت کیا ہے علی کرم اللہ وجہہ کے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشک اللہ
کے ننانوے نام ہیں۔ اللہ طاق یعنی اکیلا ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے جو بندہ کہ اوں اسماء سے خدا کو پکارتا ہے اسکو اللہ جنت و جہنم
اسکو ابو ہریرہؓ نے بھی روایت کیا ہے چنانچہ ثوری و احمد و عدنی و بخاری و مسلم و ابن ماجہ و ترمذی و نسائی و عثمان داری و
حارث بن ابی اسامہ و ابن خزیمہ و ابوعوانہ و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن جہان و طبرانی و ابن مندہ نے اپنی کتابوں
اور دارقطنی نے غرائب مالک میں اور ابن مردویہ و ابونعیم بیہقی نے اپنے کتب میں ذکر کیا ہے۔

اور نیز روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن عباسؓ ابن عمر رضی اللہ عنہم نے چنانچہ ابن مردویہ و ابونعیم نے ذکر کیا ہے۔
اس روایت میں یہ لفظ ہیں من احصا ہا دخل الجنة۔ یعنی جو اوں اسماء کو یاد کرے گا بہشت میں داخل ہوگا۔ ابونعیم کی
روایت میں یہ لفظ بھی ہیں فی القرآن۔ یعنی وہ اسماء قرآن میں ہیں۔

قيل وهي زيادة مستغربة قلت في رواية لابن جرير عن أبي هريرة
 رفعه أن الله تسعة وتسعين اسما كلهن في القرآن من احصاها دخل الجنة كذا في جم
 الجوامع للسيوطي وليس فيها سرد الاسماء وفي رواية لخبر أبي هريرة عند عثمان الدارمي
 كلها في القرآن وسردها وآبى نعيم عن محمد بن جعفر قال سألت ابي جعفر بن محمد الصادق
 عن الاسماء التسعة والتسعين التي من احصاها دخل الجنة فقال هي في القرآن فقل لفاتحة
 خمسة اسماء يا الله يا رب يا رحمن يا رحيم يا مالك وفي البقرة ثلاثة وثلاثون يا محيط يا قدير
 يا علير يا حكيم يا علي يا عظيم يا ثواب يا بصير يا ولي يا واسع يا كافي يا روف يا بديع
 يا شاكرا يا واحد يا سميع يا قابض يا باسط يا حي يا قيوم يا غني يا حميد يا غفور يا حل
 يا اله يا قريب يا مجيب يا عزيز يا نصير يا قوي يا شديد يا سريع يا خير وفي آل عمران
 يا وهاب يا قاهر يا صادق يا باعث يا منعم يا متفضل وفي النساء يا قريب يا حسيب يا شهيد
 يا مقيت يا وكيل يا علي يا كبير يا عفو وفي الانعام يا فاطريا قاهريا مجيب يا قادر يا لطيف
 يا برهان وفي الاعراف يا محيي يا مميت وفي الانفال يا نعم المولى يا نعم النصير وفي هود
 يا حفيظ يا مجيد يا ودود يا فعال لما يريد وفي الرعد يا كبير يا متعال وفي ابراهيم
 مثنان يا وارث وفي الحجر يا خلاق وفي مريم يا فرد وفي طه يا غفار وفي قدا فلم يا كرم
 وفي النور يا حي يا مبين يا نور وفي الفرقان يا هادي وفي سبا يا فتاح وفي الزمر

بعضوں نے کہا ہے کہ یہ زیادت غریب ہو۔ لیکن اس کا قرآن میں ہونا دوسری روایتوں میں مذکور نہیں ہے۔
 میں کہتا ہوں ابن جریر نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ جل شانہ کے
 ننانوے نام ہیں وہ سب قرآن میں ہیں جو ان اسماء کو یاد کر لیا جنت میں داخل ہوگا۔ یہ روایت جمع الجوامع میں مذکور
 مگر اسمیں اس کا ذکر نہیں ہے۔

اور ایسا ہی ابو ہریرہ کی دوسری روایت میں بھی ملتا ہے کہ فی القرآن دار وہ ہے جس کو عثمان داری نے ذکر کیا ہے اور اس میں
 اس کا بھی ذکر نہیں۔

اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ کہا سید محمد بن امام جعفر صادق نے کہ میں نے اپنے والد جعفر صادق سے پوچھا کہ وہ نود و نہ نام
 کو کسے ہیں کہ ان کو یاد کر لینے والے شخص کے لئے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ قرآن میں ہیں
 سورہ فاتحہ میں پانچ ہیں یا اللہ یا رب یا رحمن یا رحیم یا مالک۔ اور سورہ بقرہ میں تینتیس یا محیط
 یا تدیر یا علیم یا حکیم یا علی یا عظیم یا ثواب یا بصیر یا دلی یا واسع یا کافی۔
 یا رؤف یا بدیع یا شاکر یا واحد یا سمیع یا قابض یا باسط یا حی یا قیوم یا غنی یا حمید یا غفور یا حلیم یا آک یا قریب
 یا مجیب یا عزیز یا نصیر یا قوی یا شہید یا سریع یا خیر۔ اور سورہ آل عمران میں یا وہاب یا قاتم یا صادق
 یا باعث یا نعم یا متفضل۔ اور سورہ نساء میں یا رقیب یا حبیب یا شہید یا مہیت یا وکیل یا علی یا کبیر
 یا عفو اور سورہ انفام میں یا فاطر یا قاهر یا مجیب یا قادر یا لطیف یا برہان۔ اور سورہ اعراف میں یا مہی
 یا ممیت اور سورہ انفال میں یا نعم المولے یا نعم النصیر اور سورہ ہود میں یا حفیظ یا حمید یا ودود یا فعال یا باری
 اور سورہ رعد میں یا کبیر یا متعال یا منان یا دارث یا خلاق یا فرد اور سورہ طہ میں یا غفار اور قد افلح
 میں یا کریم اور سورہ نور میں یا حق یا مبین یا نور اور سورہ فرقان میں یا ہادی اور سورہ سبأ میں یا فتاح

يا عالم وفي غافيا غافيا قابل التوب يا ذا الطول يا رفيع وفي الذاريات يا رزاق
 يا ذا القوة يا متين وفي طور يا بر وفي اقتربت يا مقتدر يا ملك وفي الرحمن يا ذا الجلال
 والاکرام يا رب المشرقين يا رب المغربين يا باقي يا معين وفي الحديد يا اول يا آخر
 يا ظاهريا باطن وفي الحشر يا ملك يا قدوس يا سلام يا مؤمن يا هيمن يا عزيز يا
 جبار يا متكبر يا خالق يا باري يا مصور وفي البروج يا مبدئ يا معيد وفي الفجر
 يا وتر وفي الاخلاص يا احد يا صمد ومحمد بن جعفر قال صاحب الميزان عن ابيه
 تكلم فيه حدث عنه ابراهيم بن المنذر ومحمد بن يحيى العدي وكان بطلا شجاعا
 يصوم يوما ويفطر يوما قلت وهذا اجله متعاضدا للشواهد واراد الصادق عليه
 الله تعالى عنه ذكر الاسماء التسعة والتسعين من القرآن فذكرها منه بترتيبه
 فزاد ما فيه سواها من اسماء الرحمن وان كان مكررا وقد وقع فيه نقصان من بعض
 الرواة بالنسيان وزيادة اسم البرهان ليس في القرآن في حق الرحمن وبحسب ليس في
 الانعام ووارث ليس في ابراهيم وليس في سورة الرحمن المعين ولا المهيمن على
 اختلاف النسختين وذكر ابو بكر النقاش في كتاب تفسير الاسماء والصفات عن
 جعفر الصادق رضي الله عنه انه قال ان لله ثلاثمائة وستين اسما ولعثمان بن سعيد
 الداري في التوحيد وابن ماجة وابن جرير معا في التفسير عن نافع القاري عن فاطمة

اور سورہ زمر میں یا عالم اور سورہ غافر میں یا غافر یا قابل التوب یا ذا الطول یا رفیع اور سورہ ذاریات میں یا رزاق یا ذا القوہ یا متین اور سورہ طور میں یا بڑا اور اقربت میں یا مقتدر یا مالک اور سورہ رحمن میں یا ذا الجلال والاکرام یا رب المشرقین یا رب المغربین یا باقی یا معین اور سورہ حدید میں یا اذل یا آخر یا ظاہر یا باطن اور سورہ حشر میں یا ملک یا قدوس یا سلام یا مؤمن یا ہمین یا عزیز یا جبار یا متکبر یا خالق یا باری یا مصور اور سورہ ہر وج میں یا مہدی یا معبد اور سورہ فجر میں یا وتر اور سورہ اخلاص میں یا احد یا صمد۔

صاحب میزان نے لکھا ہے کہ محمد بن جعفر کی نسبت محدثین نے کلام کیا ہے۔ یہ روایت کرتے ہیں اسے باپ سے اور اسے ابراہیم بن المنذر اور محمد بن یحییٰ عدنی نے روایت کی ہے۔ اور وہ بہت دلیل و شجاع تھے۔ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک روز افطار کرتے تھے۔

میں کتابوں اس روایت کی تائید اور روایات سے ہوتی ہے۔ اور امام صادق نے نو دہ نام کو جو قرآن میں مذکور ہیں بیان کرنے کا قصد کیا ہے اور ترتیب قرآنی کے موافق اسماء ذکر کئے ہیں بلکہ ان کے سوا جو اور اسماء قرآن میں وارد ہیں ان کو بھی زیادہ کیا ہے اگرچہ مکرر ہو جائیں۔ ہاں بعض راویوں کے نسیان سے کچھ کمی بھی ہو گئی ہے اور لفظ بڑ ہاں بطور اسم الہی قرآن میں نہیں آیا ہے اور اسم مجیب سورہ الفام میں نہیں ہے اور اسم وارث سورہ ابراہیم میں نہیں ہے۔ اور سورہ رحمن میں نہ معین ہے اور نہ معین ہے جو دوسرے نسخے میں بجائے معین کے مذکور ہے۔

ابو بکر نقاش نے کتاب تفسیر الاسماء والصفات میں ذکر کیا ہے کہ فرمایا امام جعفر صادقؑ نے کہ اللہ جل شانہ کے تین سو ساٹھ اسماء ہیں۔

اور عثمان بن سعید دارمی نے کتاب التوحید میں اور ابن ماجہ وابن جریر نے اپنی تفسیر و نہیں روایت کیا ہے نافع قاری سے وہ روایت کرتے ہیں حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہ صغریٰ سے

بنت علي بن أبي طالب أنها سمعت علياً يقول وفي لفظ قالت كان علي يقول يا
 كَهَنَعَصَّ اغفر لي ولا ابن أبي الدنيا فالبيهقي عن محمد بن علي أن النبي صلى الله
 عليه وآله وسلم علم علياً دعوة يدعوا بها عندما أهله فكان علي يعلمها ولده يا
 كائن قبل كل شيء ويا مومن كل شيء ويا كائن بعد كل شيء افعل بي كذا او كذا ورواه
 ابن أبي الدنيا في كتابه لفجر بعدا لشدة به مثله الا انه قال عند كل ما أهله ولم يذكر
 الواو قبل يا مومن قال البيهقي هذا منقطع قال الشيخ ابراهيم الكردي في الامر
 وقول الباقر فكان علي يعلمها ولده يدل على اعتناؤه به الموجب لتصال سلسلة
 التعليم والتعلم اليه فهو متصل في الواقع غالباً وان كان منقطعا صورة

علم الله تعالى يكون قبل ان يكون

كلياً كان او جزئياً حيث قدرة تقدير او ديرة تدبير او القرآن معلوله من البيان
 كقوله تعالى انا كل شيء خلقناه بقدر وقوله والله بكل شيء عليم وقوله وكل شيء
 عنده بمقدار وقوله ولا رطب ولا يابس الا في كتاب مبين وقوله قد احاط
 بكل شيء علماً واَقوال كثيرة جداً وقد اخبر تعالى في القرآن بأشياء كثيرة جداً قبل
 وقوعها على ارغام اَناف الشيطانية اتباع شيطان الطاق والحكمة ومن تبعهم
 من المتشعبة اخرج ابو عمر ابن عبد البر في كتاب العلم عن الزال بن سبرة قال

کہ علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ "یا کئی یقیناً اغفر لی" کہا کرتے تھے۔

اور روایت کیا جو ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے امام محمد باقر سے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ دعا سکھائی تھی تاکہ مشکل کے وقت پڑھا کریں۔ پھر حضرت علی یہ دعا اپنی اولاد کو سکھاتے تھے "یا کائن قبل کل شیء ویاکون کل شیء ویاکائن بعد کل شیء افضل لی کذا وکذا"۔

آور نیز ابن ابی الدنیا نے کتاب الفرج بلالشدہ میں اس حدیث کو اسی سند سے روایت کیا ہو۔ مگر اس کے الفاظ میں کچھ فرق ہوا اصل دعا میں یا کون کے قبل دا و مذکور نہیں ہے۔ اس روایت کو بیہقی نے منقطع کہا ہے۔

شیخ ابراہیم گردمی نے کتاب الاثم میں کہا کہ امام باقر کا یہ کلام کہ حضرت علی یہ دعا اپنی اولاد کو سکھاتے تھے، دلالت کرتا ہو اس بات پر کہ اس کا بہت اہتمام رہا جو جس سے ثابت ہوتا ہو کہ اسکی تعلیم و تعلیم کا سلسلہ امام باقر تک برابر پہنچا ہو تو یہ حدیث در واقع غالباً متصل ہوگی گو کہ صورتہ منقطع ہے۔

(بیان اسکا کہ علم خداوند تعالیٰ کا آئندہ ہونیوالی چیز کے ساتھ حق ہو خواہ وہ جزوی ہی یا کلی کیونکہ اسے ہی اسکی تقدیر کی ہو اور اسے ہی اسکی تدبیر کی ہے۔)

قرآن مجید اسکے بیان سے بہرا ہوا ہو۔ جیسا کہ انا کل شیء خلقناہ بقدر۔ واللہ کل شیء علیم۔ وکل شیء عنده بمقدار۔^{۵۵} ولا رطب الا یسرا لانی کتاب مبین۔^{۵۶} قد احاط بكل شیء علما۔ اسطرح کے او متعمد فرمان ہیں۔ اور نیز اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں بہت سے واقعات کی خبر وقوع سے پہلے دی ہو جس سے فرقہ شیطانیہ تابعین شیطان طاق اور سکھاء اور ان کے متبعین بعض متشیعہ کی ناک خاک آلود ہو جاتی ہو۔

روایت کیا جو ابو عمر ابن عبدالبر نے کتاب العلم میں نزال بن سبرہ سے۔

۵۱۔ اے موجود پہلے ہر چیز کے اور اے ہستی دہنہ والے ہر چیز کے اور اے موجود بعد ہر چیز کے میری غفلان حاجت روا کر۔

۵۲۔ مجھے تمام چیزوں کو ایک اندازہ کے ساتھ پیدا کیا ہو ۱۲۔ اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہو ۱۲۔

۵۳۔ اور اس کے ہاں ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے ۱۲۔ اور دنیا کی ہر خوشی (چیزیں سب ہی تو) کتاب الفاضل (و محفوظ) میں لکھی ہوئی ہیں۔

۵۴۔ اللہ کا علم ہر چیز پر جاری ہے ۱۲۔

قيل لعل يا ايها المؤمنين ان ههنا قوما يقولون ان الله لا يعلم ما يكون حتى يكون فقال شككتم
 امها تهكم من اين قالوا هذا قيل يتأولون القرآن في قوله تعالى (ولنبؤنكم حتى نعلم الجاهدين
 منكم والصابرين ونبؤاخباركم) فقال علي من لم يعلم هلك ثم صعد المنبر فحمد الله واشتبه عليه وقال
 ايها الناس تعلموا العلم واعملوا به وعلّموه ومن اشكل عليه شيء من كتاب الله فليساألني بلغني ان
 قوما يقولون ان الله لا يعلم ما يكون حتى يكون لقوله تعالى ولنبؤنكم حتى نعلم الجاهدين منكم و
 انما قوله حتى نعلم يقول حتى نرى من كتبت عليه الجهاد والصبران جاهد وصبر على ما نأبه واتاه بما
 قضيت عليه قال السيوطي او من قال عقبه قول هذا السيد رضي الله تعالى عنه وكرم وجهه حتى
 نعلم يقول حتى نرى هو معنى قول المفسرين في قوله تعالى نعلموا علم ظهورهم (قلت) وانما اخذ
 ذلك عنه قال وجميع ما في القرآن من اخبار الاخرة والجنة والنار بل والدنيا ما لم يأت حين
 النزول اخبار عما سيكون قبل ان يكون (قلت) وانما يكون ما يكون بخلق الله تعالى لا غير كما
 قال والله خلقكم وما تعملون وقال الله خالق كل شيء فلا محل لضيق قد بين بعض كبراء العارفين
 وهو الشيخ محي الدين المراد بهذا الارشاد فقال في اسرار الشريعة بعد بسط الايري نزول الحق
 للتعليم والتعريف لنا وهو العلم بكل شيء مما كان ويكون ومع هذا انبأ عن حقيقة لا ترد
 تعليمنا لما هو الامر عليه وان الحكم للاحوال فانزل نفسه منزلة المستفيد وجعل
 المفيد له من خاطبه فقال ولنبؤنكم حتى نعلم الجاهدين منكم والصابرين مع انه هو العالم

بما يكون منهم ولو لكن الحال تمنع من إقامة الحجّة له سبحانه علينا وقال فله الحجّة البالغة
 فلم يبق بالابتلاء إلا حجّة على الله فحسد بذلك الابتلاء احتمال قولهم لو حكم بعلمه فيهم
 ان يقولوا لو بولتنا وجدتنا واقفين عند حدودنا وهذا يسمى علم الخبر وهو الاسرار الخبير
 في قوله تعالى عليهما خيرا هذا واخرجه الخطيب في الكفاية بسند معتد عن ابراهيم الحارثي
 سمعت علي بن الجعد يقول سمعت ابا يوسف يقول اجيز شهادة اهل الاهواء اهل الصدق
 منهم الا الخطابية والقدرية الذين يقولون ان الله لا يعلم الشيء حتى يكون وقد كفر الغزالي
 في المنقذ من الضلال ابا نصر الفارابي وابن سينا بنفى علم الحق تعالى بالجزئيات وللشيخ ابراهيم
 الكردي التوصل الى ان علم الله تعالى بالاشياء ازلا على التفصيل والمسالك القويم في مطابقة
 تتعلق الخبرة بالحدوث بتعلق العلم القديم **(الصفات المتشابهات)** قال الله المتعال
 هو الذي انزل عليك الكتب منه آيات محكمات هن امم الكتب واخر متشابهات فاما الذين
 في قلوبهم غر يخ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تأويله وما يعلم تأويله
 الا الله والراستخون في العلم يقولون امنا به كل من عند ربنا الآية اخرج ابن جرير وابن
 المنذر وابن الاثير في الوقف بسند جيد من طريق مجاهد عن ابن عباس في قوله تعالى
 وما يعلم تأويله الا الله والراستخون في العلم قال انا ممن يعلم تأويله وقد استفاض عنه
 ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعاله اللهم فقهه في الدين وعلمه التأويل في لفظ

اون امور سے جو بندہ دن سے صادر ہوتے ہیں لیکن خداوند تعالیٰ کی حجت بندہ دن پر قائم ہونے سے صورت حال مانع ہوتی تھی اور فرمایا ہو کہ فلتلہ الخبۃ البانۃ یعنی اللہ ہی کے لئے جو حجت تامہ۔ پس آزمائش ظاہری نے بندہ نکی حجت کو اللہ پر باقی نہ رکھا۔ اور اس آزمائش سے وہ احتمال منقطع ہو گیا کہ اگر خداوند تعالیٰ صرف اپنے علم کی بنا پر احکام جاری فرماتا تو بندے کہتے کہ اگر تو ہمیں آزماتا تو ہر محدود و پر مہر بنوا لے پاتا (یعنی ہم ہرگز حد سے تجاوز نہ کرتے) اور اسکو علم الخیر کہتے ہیں اور یہی معنی ہیں اسم خبیر کے جو علیاً خبیرا میں واقع ہو۔

اور خطیب نے الکفایۃ میں بسند معتبر روایت کیا ہے فرمایا امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ نے کہ مذاہب باطلہ والو نہیں سے سچ کہنے والو نکی گواہی کو مقبول رکھتا ہوں مگر فرقہ خطابیہ اور قدریہ جبکہ یہ زعم ہے کہ خداوند تعالیٰ کسی چیز کو نہیں جانتا۔ جب تک کہ وہ چیز ظہور میں آدے۔

اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المعقذ من الضلال میں ابو نصر فارابی اور ابن سینا کو کافر کہا ہے اسوجہ سے کہ انہوں نے خداوند تعالیٰ کے عالم جزئیات ہونے سے انکار کیا ہے۔

اور شیخ ابراہیم کردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بیان میں کہ خداوند تعالیٰ کو جملہ امور جزئیات کا تفصیلی علم ہے دو کتابیں تصنیف کی ہیں جنکے نام یہ ہیں التوصل الی ان علم اللہ تعالیٰ بالاشیاء ازلا علی التفصیل اور المسک القویم فی مطابقت الخبۃ بالحدیث و تعلق العلم الفیہ

صفات متشابہات

فرمایا خداوند تعالیٰ نے (ایم پیغیر) وہی (ذات پاک) جو جسے تمہارے یہ کتاب و تاری جہیں سے بعض آئین کچی (یعنی صاف و صریح) ہیں کہ وہی اصل کتاب ہیں اور بعض دوسری مہم (کہ اونکے معنوں میں کئی پہلو نکال سکتے ہیں) تو جنکو گنکے دونوں کچی ہو وہ قرآنکے آئین میں ہیں۔ یہی چیزیں ہیں تاکہ فساد پیدا کریں اور تاکہ اونکو اصلی مطلب کی ٹوٹ لگا دیں حالانکہ نہیں جانتا اونکے اصلی مطلب کو مگر اللہ اور وہ لوگ جو علم میں بڑی پایگا رکھتے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ اسبر ہمارا ایمان ہے یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے۔ اور روایت کیا ہے ابن جریر وابن المنذر نے اپنی تفسیر میں اور ابن الاباری نے کتاب الوقف میں بسند جدید مجاہد سے کہ ابن عباسؓ نے آیت (و ما یعلم تاویل الا اللہ و الراشون العلم) کی تفسیر میں کہا کہ میں دن لوگوں میں سے ہوں جو متشابہات کی تاویل جانتے ہیں۔ اور ابن عباسؓ ہی سے یہ شہرت مروی ہے کہ آپکی لئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کیا اللہ بڑی سجدہ والا کر اسکو دین میں اور سکھا اسکو تاویل

اللَّهُمَّ علمه الحكمة وتأويل الكتاب ولعبد بن حميد في التفسير وابن الأباري في كتاب
 الاضداد عن مجاهد وابن جريج عن الربيع في قوله تعالى (والراسخون في العلم) قالوا يعلمون
 تأويله ويقولون أمثابه وقال نوح المدين عمر التفسير في تفسيره أكثر أهل العلم على أن الراسخين
 في العلم يعلمون المتشابه قالوا ولولم يكن للراسخين في العلم حظ في علم المتشابه إلا أن يقولوا
 أمثابه كل من عند ربنا لم يكن لهم فضل على الجاهل لأنهم جميعاً يقولون ذلك وإن الله تعالى
 لم يبيِّن خلقه في العلم بالمتشابه وقال النووي أنه الأصح لأنه بعد أن يخاطب الله تعالى
 عباده بالسبيل لأحد من الخلق إلى معرفته وقال ابن الحارث أنه الظاهر واختاره القتيبي
 وهو قول الشافعي قال في مختصر البويطي لا يحل تفسير المتشابه إلا بسنة عن رسول الله صلى
 الله عليه وآله وسلم أو خبر عن أحد من أصحابه أو إجماع العلماء فلو أن علم تأويل المتشابه
 مما إليه سبيل لما قال ذلك هذا وقد قال ابن عباس كما عزي له الخطابي وابن الأثير عليهما السلام
 في علم علي كالأقراة في المشجرات الغدي الصغير في وسط البحر ولا ينعيم في حلية الأولياء
 عن ابن مسعود قال إن القرآن أنزل على سبعة أحرف ما منها حرف الأول لها ظهور وبطن و
 إن علي بن أبي طالب عنده منه الظاهر والباطن وقد صح حديث علي مع القرآن والقرآن
 مع علي وحديث أنا مدينة العلم وعلي بابها إذا علمت هذا فاعلم أن الحسن بن علي الحلواني
 في السنن فمحمد بن عثمان بن أبي شيبة في كتاب العرش والقاضي أبي أحمد الغسال الأصفهاني

ایک روایت میں یوں ہے کہ یا اللہ سکھاسکو حکمت اور تاویل قرآنی۔

اور روایت کیا ہے عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں اور ابن الانباری نے کتاب اللہ خدا میں مجاہد سے اور ابن جریر نے ربیع سے کہ اون دونوں نے (والراسخون فی العلم) کہے یا نہیں کہا کہ راسخین فی العلم اسکی تاویل جانتے ہیں آٹا بہ کتے ہیں۔ اور شیخ نجم الدین عمر نسفی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اکثر علماء ابن تہوفت ہیں کہ راسخین فی العلم مشابہ کی تاویل جانتے ہیں اور اونکی دلیل یہ ہے کہ اگر انکو بھی مشابہات کے جاننے سے کچھ بہرہ نہ ہو اسے اسکے کہ آٹا بہ کل من عند ربنا کہیں تو اونہیں جہال پر کوئی فضیلت نہ ہوگی کیونکہ وہ بھی یہی کہتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ خداوند تعالیٰ نے مشابہ کے جاننے میں تمام مخلوق کو یکساں نہیں رکھا ہے۔

امام نوہی نے کہا ہے کہ یہ بہت درست ہے کیونکہ یہ بعید ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں سے ایسا خطاب کرے جسکے سمجھنے کی کسی فرد بشر کو قدرت نہ ہو اور کہا ابن حاسب نے کہ یہی ظاہر ہے اور قتیبی نے اسکو اختیار کیا ہے۔ اور امام شافعی بھی اسکی قائل ہیں چنانچہ مختصر بوعلی میں کہا ہے کہ مشابہات کی تفسیر بجز حدیث نبوی یا اثر صحابی یا اجماع علماء کے جائز نہیں۔ اگر اونکے نزدیک تاویل مشابہات کی کوئی سبیل نہ ہوتی تو وہ ایسا نہ کہتے۔ اور یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ قرآن مجید کا علم جو مجھے حاصل ہے وہ مقابلہ علیؓ مرتضیٰ کے علم کے ایسی نسبت رکھتا ہے جیسے ایک چوٹا حوض بڑی دریا کے مقابلہ میں اسکو خطابی اور ابن اثیر نے ذکر کیا ہے۔

اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کیا ہے کہ کہا ابن مسعودؓ نے ”قرآن مجید سات حرفوں پر نازل ہوا ہے اور ہر ایک حرف کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ اور علی بن ابیطالبؓ کے پاس اسکا ظاہر و باطن دونوں ہیں۔ اور یہ حدیث بہ سند صحیح مروی ہے کہ علیؓ مع القرآن والقرآن مع علیؓ۔ یعنی علیؓ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؓ کو ساتھ۔ و نیز یہ حدیث کہ انا مدینۃ العلم و علیؓ بابہا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اسکا دروازہ۔

جب یہ معلوم ہو گیا تو جانتا چاہئے کہ روایت کیا ہے حسن بن علی طوانی نے کتاب السنن میں اور اونکی جہت سے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے کتاب العرش میں اور قاضی ابوالاحمد غسال صفہانی نے کتاب المعرفہ میں۔

في المعرفة تأليفه في الصفات وأبي الشيخ وابن مردويه عن عمير بن عبد الملك قال خطبنا على
 قال حدثني رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن ربه عز وجل قال وعزتي وجلالي
 وارتفأ عي فوق عرشي ما من أهل قرية ولا أهل بيت ولا رجل ببادية كانوا على ما كرهت
 من معصيتي فتحولوا عنها إلى ما أحببت من طاعتي الا تحولت لهم عما يكرهون من عذابي
 إلى ما يحبون من رحمتي وما من أهل بيت ولا قرية ولا رجل ببادية كانوا على ما أحببت
 من طاعتي ثم تحولوا عنها إلى ما كرهت من معصيتي الا تحولت لهم عما يحبون من رحمتي
 إلى ما يكرهون من غضبي وعن محمد بن زنبور أبي صالح المكي أنا الحارث بن عمير أنا جعفر بن محمد
 عن أبيه عن جده عن علي بن أبي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إن فاتحة
 الكتاب وأية الكرسي وأيتين من آل عمران (شهد الله أنه لا إله الا هو والملكوت) إلى قوله
 (إن الدين عند الله الإسلام) وقوله (قل اللهم مالك الملك) إلى قوله (بغير حساب) مستقما
 معلمات بالعرش ما بينهن وبين الله حجاب **الحديث** أخرجه جماعة من المحدثين وبسطنا
 الكلام عليه في أحياء الميت بفقهاء أهل البيت وله شاهد عند الديلمي في مسند الفردوس
 عن أبي أيوب الأنصاري وثيقه تعلقن بالعرش وقلن اتزلنا على قوم يعملون بمعاصيك
 فقال وعزتي وجلالي وارتفأ عي مكاني **الحديث** وللطبراني في الأوسط وأبي الشيخ
 فالديلمي والبيهقي في شعب الإيمان والهرودي في ذم الكلام وعبد الله بن محمد بن

اور ابوالشیخ وابن مردودہ نے اپنی تفسیر وغینہ میں عبد الملک کو کہا کہ خطبہ پڑھا ہمارے بیان علیؑ نے کہا کہ فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم میری عزت و جلال اور عرش پر میری جلوہ فرمائی کی کہ نہیں ہیں کسی قریب کے رہنے والے یا کسی گھر والے یا کسی جنگل کا رہنوا الا شخص کہ ہوں وہ لوگ ایسی حالتیں جو مجھ کو ناپسند ہو یعنی میری نافرمانی پہرہٹ جاوین اوس سے ایسی حالت کی طرف جو مجھے پسند ہو یعنی فرمانبرداری مگر میں بھی پہرہٹ جاؤنگا اوس کے لئے اوس حالت سے جو او نہیں ناپسند ہو یعنی میرے عذاب سے ایسی حالت کی طرف جو او نہیں محبوب ہو یعنی میری رحمت۔ اور نہیں ہیں کسی قریب کے رہنے والے اور کسی گھر کے لوگ اور کسی جنگل کا رہنے والا شخص کہ ہوں وہ لوگ اوس حالت پر جو مجھے پسند ہو یعنی میری طاعت پہرہٹ جاوین ایسی حالت کی طرف جو مجھے ناپسند ہو یعنی میری نافرمانی مگر میں بھی پہرہٹ جاؤنگا اوس کے لئے اوس حالت سے جو او کو مرغوب تھی یعنی میری رحمت۔ ایسی حالت کی کی طرف جو او نہیں مانگا اور ہوگی یعنی میرا غضب۔

اور محمد بن زہبورا بوالصلح مکی سے روایت ہو کہ کہا بیان کیا ہے حارث بن عمر نے کہا کہ خبر دی ہو کہ امام جعفر صادقؑ نے اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سورۃ فتح اور آیۃ الکرسی اور آل عمر اکبری یہ دونوں آیتیں شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملكۃ تا آخر ان الدین عند اللہ الاسلام اور قل اللہم مالک الملک۔ بغیر حساب تک مقبول الشفاعۃ ہیں حوش سے معلق ہیں انکے اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ الی آخر احادیث۔

اس حدیث محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہو اور بعض اپنی کتاب احیاء اللمیت بفقہ اہل البیت میں اسکی بڑی بحث لکھی ہے۔

اور وہابی نے مسند الفردوس میں اس حدیث کو ابوالوئیث انصاری سے روایت کیا ہو اور او میں یوں ہو کہ ان آیتوں نے حوش کی کہ کیا تو اتنا روتا ہے ہو کہ ایسی قوم پر جو تیری نافرمانیاں کرینگے تو ارشاد ہوا کہ قسم میری عزت و جلال و بلند کانی کی۔ الحدیث۔

اور روایت کیا کلازانی نے معجم اوسط میں اور ابوالشیخ نے اور انکی جہت سے وہابی نے۔ اور یہی نے شعب الایمان میں اور ہر دی نے کتاب ذمہ الکلام میں اور عبید اللہ بن محمد بن حفص عجمی نے اپنی کتاب الحدیث میں۔

حفص العيشي في حديثه وعبد القادر الرهاوي في اربعينه عن الحارث عن علي قال كل
 دعاء محبوب عن السماء حتى يصل على محمد وعلى آل محمد قال ابن الجوزي في آخر النشر و اسناد
 جيد وفي تلخيص مسند الفردوس لابن حجر حديث الدعاء محبوب عن الله عز وجل حتى
 يصل على محمد وأهل بيته أبو الشيخ عن علي بن أبي رفاع وسند ضعيف وهو عند الترمذي
 ولعله الحكيم فلا يرجع قال ميرك ورواه الحسن بن عرفة عن علي مرفوعاً وسند ضعيف
 الصحيح وقفه لكن قال المحققون من علماء الحديث ان مثل هذا لا يقال من قبل الراي
 فهو مرفوع حكماً انتهى وعن الحارث عن علي فعا من دعاء الإيتوبين السماء بحجاب حتى يصل
 على محمد وعلى آل محمد فإذا فعل ذلك انخرق ذلك الحجاب ودخل الدعاء (الحديث)
 رواه البيهقي وأبو القاسم التيمي والديلمي وابن أبي شريح فابو الحسن ابن عساكر
 وابن بشكوال وغيرهم ورواه الطبراني والبيهقي عن الحارث وعاصم بن ضمرة كلاهما
 عن علي موقوفاً وأشار إليه أبو اليمان ولابن أبي شيبه عن حذيفة بن أسيد قال
 رأيت علي بن أبي طالب إذا زالت الشمس صلى ربعا طوالا فسألته فقال رأيت رسول
 الله صلى الله عليه وآله وسلم يصل عليها فسألته فقال ان أبواب السماء تفتح إذا زالت
 الشمس فلا تزيم حتى يصل الظهر فاحب ان يرفع لي الى الله عمل ولدا رقتني في حديث
 ابن منزوك والمخطيب في الجامع لأدب القاري والسماع وأبي غنا ثواب الترسي في النس

اور عبدالقادر راوی نے اپنی الرعین میں - حارث سے وہ علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہر دعا روک دیکر بجاتی ہے آسمان پر جا کر یہاں تک کہ درود بھیجا جائے آنحضرتؐ پر اور آپ کی آل پر ابن ابی خزیمہ نے کتاب التشرک کے آخر میں اسکا اسناد کو جید کہا ہے۔
 اور ابن حجر کی تلخیص مسند الفرووس میں مرقوم ہے کہ (الدعا محبوب عن اللہ عزوجل حتی یصلی علی محمد و اہل بیتہ) کی حدیث کو ابوالشیخ نے حضرت علیؑ سے روایت کیا ہے۔ یعنی مرفوعاً۔ اسکی سند ضعیف ہے اور اسکو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے شاید یہ حکیم ترمذی ہوں۔۔۔ اسکو دیکھ لیا جاوے۔

میر کرنے کا ہے کہ اسکو حسن بن عرفہ نے روایت کیا ہے حضرت علیؑ سے مرفوعاً۔ اور سند اسکی ضعیف ہے۔ اور صحیح ہے کہ علیؑ کا قبیلہ ہے لیکن محققین علماء حدیث کہتے ہیں کہ ایسی بات اپنی راوی سے کوئی نہیں کہہ سکتا تو لا بد اپنے آنحضرتؐ ہی سے سننا ہوگا۔ انتہی۔
 اور روایت کیا ہے حارث نے علیؑ سے مرفوعاً کہ ہر دعا اور آسمان کے درمیان حجاب ہوتا ہے جب تک کہ آنحضرتؐ اور آپ کی آل پر درود نہ پڑ جائے۔ اور پڑ جائے تو وہ حجاب دور ہو جاتا ہے اور دعا آسمان میں داخل ہوتی ہے۔ احمدیث۔ روایت کیا ہے اسکو بیہقی۔ والوالی القاسم تہمی۔ و دیلمی نے۔ اور ابن ابی شریح نے پیراؤں کی جہت سے ابوالاعین ابن عساکر نے اور ابن بشکوال وغیرہم نے و نیز روایت کیا ہے اسکو طبرانی و بیہقی نے حارث و عاصم بن ضمرہ سے وہ ہر دعا حضرت علیؑ سے مرفوعاً۔ اور ابوالاعین نے بھی اسکی طرف اشارہ کیا ہے اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ حدیث بن اسید کو کہا انہوں نے کہ دیکھا میں نے علیؑ کو کہ جب آفتاب ٹپٹا چاڑھتین طویل پڑتے۔ سو میں نے اسکی اسل پوچھی کہ کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ نماز پڑھتے دیکھا اور اسکی وجہ پوچھی تو آج فرمایا کہ آسمانوں پر دروازہ زوال آفتاب کے ساتھ کھل جاتے ہیں رکھنے ہی رہتے ہیں یہاں تک کہ ظہر پڑ ہی جاوے تو مجھے خوش آتا ہے کہ ایسے وقت میں میرا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف بلند کیا جاوے۔

اور روایت کیا ہے دارقطنی نے اپنے رسالہ حدیث ابن منذوک میں۔ اور خطیب نے کتاب الجامع لأدب القاری والسامع میں اور ابو غنائم ترمسی نے کتاب انسل المعامل میں۔

۱۵ دعا روک دیکر بجاتی ہے خدا (کے پاس مقبول ہونے) سے یہاں تک کہ درود بھیجا جائے حضرت آدر آجکے اہل بیت پر ۱۲

۱۶ یعنی دراصل آنحضرتؐ کا فرمان ہے ۱۲

۱۷ یعنی علی رضی اللہ عنہ کا ہی قول ہے ۱۲

وابن عساکر عن علي قال يا حيلة القرآن اعملوا به الى ان قال وسيكون اقوم
 يحملون العلم لا يجاوز تراقيهم تخالف سريتهم علانية سرا الى قوله اولئك لا يصعد
 اعمالهم في محاسن تلك الى الله ولا يستحقون ابن ابي غاصم وابن جرير والمجاهل في
 الامالي بسند صحيح عن علي في خبر خم وقد تركت فيكم ما ان اخذتم به لن تضلوا بعدي
 كتاب الله سببه بيده وسببه بايديكم (الحديث) ورواه ابن سعد واحمد والطبراني
 في معجمه الكبير عن ابي سعيد الخدري وابن ابي شيبة واحمد عن زيد بن ثابت كتاب
 الله عز وجل جل محمد وما بين السماء والارض وفي لفظ للطبراني في الكبير عن زيد
 كتاب الله عز وجل سبب طرفه بيد الله وطرفه بايديكم ولا يات اسحق فيعقوب بن ابراهيم
 الدورقي فالداري واحمد وابي يعلى في مسانيدهم وابن جرير في تهذيب الآثار والخطيب
 في تاريخه عن عبيد الله بن ابي رافع عن ابيه عن علي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم
 انه قال لولا ان اسحق على امتي لامرتهم بالسواك عند كل صلاة ولا خوت العسل الاخرة
 الى ثلث الليل فانه اذا مضى ثلث الليل الاول هبط الله تعالى الى السماء الدنيا فلوريل
 هناك حتى يطالع الفجر فيقول قائل الاسائل يعطى الاراء عجايب الاسقلم يستشفى فيشف
 الا مذنوب يستغفر فيعفر له وليس عند ابي يعلى جملة الاسائل يعطى تابعه ابو هريرة
 عند ابن اسحق فيعقوب الدورقي فالداري وعبد الرزاق واحمد وابن نصر وابي يعلى

اور ابن عساکر نے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "اَوَّاهل قرآن قرآن پر عمل کرو" یہاں تک کہ فرمایا کہ "مغفرت کا ظاہر ہو گئے" ایسے لوگ جو علم رکھتے ہو گئے لیکن دُعا کے چہرہ گردن سے آگے بڑھا ہوا ہو گا۔ اور کجا باطن برخلاف ظاہر ہو گا۔ آخر میں فرمایا کہ "اَوَّاهل اعمال جو اذنی بلبسوں میں صادر ہوتے ہوں اللہ کی طرف بلند نہو گئے۔"

اور روایت کیا ہے اسحق و ابن ابی عاصم اور چہرہ گردن سے اپنی کتب میں اور محافل کتبہ الامالی میں۔ جسند صبیح علی سے کہ غدیر خم کی حدیث میں آنحضرت نے فرمایا کہ "میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اس کو تھامے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔" وہ کتاب اللہ ہے جس کا ایک سر خدا کے ہاتھ ہے اور ایک سر تمہارے ہاتھ ہے۔ اے اخراحدیث۔

اسی حدیث کو ابن سعد و احمد نے اور طبرانی نے معجم کبیر میں ابو سعید حدادی رضی اللہ عنہ سے۔ اور ابن ابی شیبہ و احمد نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے۔ روایت کیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ عزوجل کی کتاب ایک رسی ہے جو آسمان زمین تک پہنچی ہوئی ہے اور طبرانی کی دوسری روایت معجم کبیر میں زید بن ثابت سے یوں ہے کہ اللہ عزوجل کی کتاب ایک رسی ہے جس کا ایک سر خدا کے ہاتھ میں ہے اور ایک سر تمہارے ہاتھوں میں ہے۔

اور روایت کیا ہے ابن ماجہ نے پہر اوکی جنت سے یعقوب بن ابراہیم دورقی نے پہر دارمی نے اور احمد و ابویعلیٰ ابنی مسندون میں۔ اور ابن جریر نے تہذیب الاما میں۔ اور خطیب نے اپنی تاریخ میں عبد اللہ بن ابی رافع سے وہ اپنے باپ سے وہ علی سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر اپنی امت کو مشقت میں ڈالنا مجھ کو اور نہ تو میں اور نہیں ہر نماز کے وقت مسواک اور ثلاث شب تک نماز عشا کی تاخیر کے لئے حکم کرتا۔ کیونکہ جب رات کا ایک ثلث گزر جاتا ہے تو باری تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور طلوع فجر تک جلوہ گر رہتا ہے پہر سادہ بکارتا ہے کہ "کیا ہے کوئی مانگنے والا کہ (اوسکا مطلب) اوسکو دیا جاوے کیا ہے کوئی دعا کرنے والا کہ (اوسکی دعا) قبول کیجاوے کیا ہے کوئی بیمار جو شفا چاہتا ہو کہ (اوسکو شفا) دیجاوے کیا ہے کوئی گنگنا رنج و شش چاہتا ہو کہ (اوسکی مغفرت) کیجاوے اور ابویعلیٰ کی روایت میں جملہ الاسائل عیسیٰ مذکور نہیں ہے۔

اسی حدیث کو ابو ہریرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ چنانچہ ابن اسحق نے اوکی جنت سے یعقوب دورقی و دارمی نے اور عبد الرزاق و احمد و ابن نصر و ابویعلیٰ۔

وابن جرير ومسلم عنه ذكر النزول فقط والصابوني في الانتصار عن عبد الله بن أبي رافع
 عن علي رفعاً ينزل ربنا تبارك وتعالى في كل ليلة إلى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل
 الآخر فيقول من يدعوني فأستجيب له ومن يسألني فأعطيه ومن يستغفرني فأغفر له
 تابعه أبو هريرة أيضاً عند مالك في رواية يحيى فمسلم ورواية القعنبي فابي داود وغيره
 بقية أئمة الحديث الستة والدارمي وأبي يعلى والصابوني بطرق كثيرة عنه وجابر بن
 مطعم وعبد الله بن الصامت وجابر وعبد الله وأبو الدرداء والحبر وعائشة وأم سلمة
 أخرجهما الصابوني زاد النسائي وابن ماجه عن أبي هريرة حتى يطعم الفجرو في النزول
 كل ليلة أحاديث ذكرها يطول قال القاضي عياض في حديث أبي هريرة الصحيح رواية
 حين يبقى ثلث الليل الآخر كما قال شيوخ الحديث وهو الذي تظاهرت عليه الأخبار
 بلفظه ومعناه قال النووي ويحتمل أن يكون النبي صلى الله عليه وآله وسلم أعلم
 بأحد الأمرين في وقت فأخبر به ثم أعلم بالآخر في وقت آخر فأعلم به وسمع أبو هريرة
 الخبرين فنقلهما جميعاً لعبد الرزاق في مصنفه والحسن بن علي الخلال الكوفي وابن
 ماجه القزويني والبيهقي في شعب الإيمان والزمري في تهذيب الكمال عن أبي بكر ابن
 أبي سبرة عن إبراهيم بن محمد هو ابن علي بن عبد الله بن جعفر بن أبي طالب عن معاوية
 ابن عبد الله بن جعفر بن أبي طالب عن أبيه عن عمه علي بن أبي طالب قال قال رسول الله

وابن جریر نے ذکر کیا ہے۔ اور مسلم نے بھی لیکن صرف ذکر نزول باری عز و علا۔

اور روایت کیا ہے صابونی نے کتاب الانتصار میں عبید اللہ بن ابی رافع سے وہ علیؑ سے فرموا کہ تمہارا پروردگار کا کتاب
و تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ ایک ثلث شب باقی رہی اور فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا
کرے کہ میں اس کی دعا کو قبول کروں اور کون ہے جو مجھے (اپنی حاجت) چاہے کہ میں اس کو دوں اور کون ہے
جو مجھے مغفرت طلب کرے کہ میں اس کو بخش دوں۔

اسی حدیث کو ابو ہریرہؓ نے بھی روایت کیا ہے۔ چنانچہ امام مالک نے ذکر کیا ہے یحییٰ کی روایت میں جب کو مسلم نے لکھا ہے اور
قبیسی کی روایت میں جب کو ابو داؤد نے لکھا ہے اور بقیہ اللہ ستودار رحمی و ابو علی و صابونی نے ذکر کیا ہے بطریق کثیر و ابو ہریرہؓ
و نیز روایت کیا ہے اسکو جابر بن مطعم۔ اور عبادہ بن الصامت اور جابر اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو الدرداء اور ابن
عباسؓ اور عائشہؓ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم نے چنانچہ صابونی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ اور نسائی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ
سے (حتی مطلع الفجر) زیادہ کیا ہے یعنی یہاں تک کہ فجر طلوع ہو۔

الغرض ہر شب کے نزول کے متعلق متعدد احادیث وارد ہیں جبکہ ذکر طویل ہو گا۔

قاضی عیاضؒ نے ابو ہریرہؓ کی حدیث میں کہا ہے کہ آخر ثلث میں نزول فرمائی روایت صحیحہ شیوخ حدیث اسی کے
قائل ہیں اور حدیثوں کے لفظ و معنی بھی اسی کے مؤید ہیں۔

امام نوویؒ نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ آنحضرتؐ کو ایک وقت ایک امر کی اطلاع دی گئی سو آپ نے اس کی خبر دی پھر دوسرے وقت
دوسرے امر کی اطلاع دی گئی سو آپ نے اس کی بھی خبر دیدی اور ابو ہریرہؓ نے دونوں خبریں سنیں اور دونوں کو نقل کر دیا
اور روایت کیا ہے عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں۔ اور حسن بن علیؒ خلال علوانی و ابن ماجہ نے اپنی کتابوں میں
بیہقی نے شعب الایمان میں۔ اور مزنی نے تہذیب الکمال میں ابو بکر ابن ابی سبرہ سے وہ ابراہیم بن محمد بن علی
بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے وہ معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے وہ اپنے باپ سے
وہ اپنے چچا علی بن ابی طالب سے کہا کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

صلى الله عليه وآله وسلم إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها و صوموا
 نهارها فإن الله عز وجل ينزل فيها الغروب الشمس إلى سماء الدنيا فيقول ألا مستغفر
 فأغفر له إلا تأتت فأتوب عليه ألا صيتت فأعافيه ألا مستزرق فأرزقه ألا سائل
 فأعطيه ألا كذا إلا كذا حتى يطعم الفجر وضعت بأبي بكر ابن عبد الله ابن محمد بن أبي سبرة
 أكلني ورأي بالوضع والظاهر أنه مثل هذا الحديث ولا يخفى أن له شواهد كثيرة عن أبي بكر
 وعائشة ومعاذ وأبي ثعلبة وابن عمرو وأبي موسى وعثمان بن أبي العاصي وراشد بن سعد
 وأبي هريرة وقد جرح جمع من الثقات بأحاديث الصفات وأبو بكر قاضي مكة ومفتي المدينة
 ثم قاضي العراق قبل أبي يوسف فقيه كثير الحديث من أبناء الصحابة الأجلاء وسأل المنصور
 مالكاً من بقي بالمدينة عن المشيخة فقال ابن أبي ذئب وابن أبي سلمة وابن أبي سبرة
 وكان عبد الملك بن جريج يروي عنه وقال مصعب الزبيري كان من علماء قرين قال
 ابن سعد كان كثير العلم والسمع والرواية وقال الأجرى عن أبي داود فيه مفتي المدينة
 ولأبي القاسم الإصبهاني في كتاب الترغيب والترهيب عن علي رفعه ينزل الله تعالى
 ليلة النصف من شعبان فيغفر لكل مسلم إلا مشرك أو مشاحن أو قاطع رحم أو امرأة
 تبغي بفرجها فلا يرجع سنده وفي حديث الإمام جعفر الصادق عن أبيه الإمام محمد الباقر
 عن الصحابي الجليل جابر عند خلأ في حجج الوداع وقد تركت فيكم ما لن تضلوا بعده

السماء

المشيخة والشيخة
 جمع شيخة

في النهاية برمز فيه
 ينظر الله لكل عبدا
 خلا مشركا أو مشاحنا
 المشاحن المعادي
 وقال الأوزاعي أراد
 بالمشاحن هنا صاحب
 البينة المذنب في الجملة
 الآية وفي القاسموس و
 المشاحن المذنب في الحديث
 الآية

کہ جب شعبان کی پندرہویں شب آدھ تو اس شب میں نمازین پڑھو اور دن میں روزہ رکھو اسلئے کہ اس شب کو غروب آفتاب کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ آسمانِ نیا کی طرف نازل ہوتا ہو اور ارشاد فرماتا ہو کہ ”کیا ہو کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ اسکو بخشوں کیا ہو کوئی توبہ کرنے والا کہ اسکی توبہ قبول کر دوں کیا ہو کوئی بیمار کہ اسکو عافیت دوں کیا ہو کوئی رزق چاہنے والا کہ اسکو رزق دوں کیا ہو کوئی حاجت خواہ کہ اسکی حاجت بر لاؤں کیا ہو کوئی ایسا کلمہ کوئی ایسا طلوعِ فجر تک (جیستہ) اور یہ روایت ابوبکر ابن عبد اللہ کے باعث ضعیف سمجھی جاتی ہے اور پھر موضوع حدیثین بنانے کا گمان کیا گیا ہے۔

اور ظاہر یہ ہے کہ یہ گمان ایسی ہی حدیث کی وجہ سے ہو گا۔ اور مخفی نہ رہے کہ اس حدیث کے شواہد بہت ہیں۔ چنانچہ ابوبکر بن عاصی، معاذ بن جبل، ابن عمر، ابو موسیٰ عثمان بن ابی العاصی، راشد بن سعد ابو ہریرہ بھی اسکی راوی ہیں اور یہ کچھ انہیں پر موقوف نہیں ہے بلکہ ثقات کی ایک جماعت کی جماعت احادیث صفات کو روایت کر چکی ہیں اور یہ غیر معتبر ٹھہرا دیئے گئے ہیں۔

فی الوقت بغرض مزید اطمینان ادنیٰ تبدیلی بیان کی جاتی ہے، ابوبکر اولاً قاضی مکہ اور مفتی مدینہ تھو پھر قاضی عراق ہوئے قبل ابویوسف رحمہ کے یہ فقیہ اور کثیر الحدیث ہیں صحابہ جلیل القدر کی اولاد سے ہیں۔ (نقل ہے کہ منصور نے امام مالک سے پوچھا کہ اب مدینہ کے شایخ میں سے کون کون باقی ہیں تو اونہوں نے کہا کہ ابن ابی ذئب اور ابن ابی سلمہ اور ابن ابی سبرہ یعنی ابوبکر۔ ان سے عبد الملک بن جرجہ روایت لیتے تھے اور یہ مصعب بن عمیر سے کہ وہ قریش کے علماء سے تھے۔ اور کہا ابن سعد نے کہ وہ کثیر العلم اور کثیر السماع والروایت تھے۔ اور کہا آجری نے کہ کہا ابو داؤد کہ ابوبکر مفتی مدینہ تھے۔

اور روایت کیا ہے ابوالقاسم اصفہانی نے کتاب الترغیب والترہیب میں علیؑ سے مرفوعاً کہ (اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے شعبان کی پندرہویں شب میں پس مغفرت فرماتا ہے ہر مسلمان کو سوائے مشرک اور قاطع رحم اور بدکار عورت کے) اسکی سند دیکھ لیجاوے۔

اور روایت کیا ہے بہت سے محدثین نے امام جعفر صادقؑ سے وہ اپنے بابا امام محمد باقرؑ سے وہ روایت کرتے ہیں ابی جلیل القدر جابر رضی اللہ عنہ سے قصہ حجۃ الوداع میں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں چھوڑا ہوں تم میں ایسی چیز کہ جب تک تم اسکو تمنا سے رہو گے گہی گمراہ نہو گے۔

ان اعتصمتم به كتاب الله وانتم تسألون عنى فما انتم قائلون قالوا نشهد ان قد بلغت
 واديت ونهجت فقال باصبعه السبابة يرفعها الى السماء وينكفها الى الناس اللهم
 اشهد ثلاث مرات وهو من اشهر حديث صحيح اكتب الحفظ الا يقاظ على روايته
 في كتب الصحيح خلا البخارى لكونه لم يقع له على شرط كتابه الصحيح ولا في شية
 فان ما جة بسند صحيح على شرط الائمة الستة عن ابى هريرة رفعه امكنيت تحضره
 املا ثكة فاذا كان الرجل صالحا قالوا اخرجي ايتها النفس لطيفة كانت في الجسد
 الطيب اخرجي حميدة وابشري بروح وريحان ورب غير غضبان فلا يزال يقال لها
 ذلك حتى تخرج ثم تخرج بها الى السماء فتفتت لها فيقال من هذا فيقولون فلان
 فيقال مرحبا بالنفس لطيفة كانت في الجسد الطيب ادخلي حميدة وابشري بروح
 وريحان ورب غير غضبان فلا يزال يقال لها ذلك حتى يتم بها الى السماء
 التي فيها الله تبارك وتعالى (الحديث) وللدولابى في الكنى بسند كل لرواة فيه ثقا
 عن الحسن قال انى لفى حلقة على اذ جاءت الصبيحة من دار عثمان فرأيت رافعا يديه
 الى السماء وهو يقول اللهم انى ابرأ اليك من دمر عثمان ولا بن ابى شية في مصنفه
 بشرط الائمة الستة عن ابن عمر في قصة وفاته صلى الله عليه وآله وسلم في غيبة
 ابى بكر ثم جميعه ومروره بعمر وهو يقول ما مات رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

وہ قرآن مجید جو اور تم سے میری نسبت سوال ہو گا تم کیا کہو گے صحابہ نے عرض کیا کہ ہم گواہی دینگے کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی پیغام پہنچائے اور حقوق ادا کئے اور خیر خواہی کی پس آج آسمان کی طرف انگشت شہادت بلند فرما کر اور لوگوں کی جانب تبارک فرمایا کہ خداوند انا تو گواہ رہ۔ اس طرح تین مرتبہ فرمایا۔

اور یہ بہت مشہور و صحیح حدیث ہے کہ جبکہ پڑھیں بیدار مغز حفظ حدیث کے اسکے روایت کرنے پر سب صحاح کی کتابیں سوائے بخاری شریف کے کیونکہ یہ حدیث اس کے شروط صحت کے موافق نہیں ہے۔

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے اور ابن ماجہ نے ہند صحیح بر شرط ائمہ ستہ ابوہریرہؓ سے مرفوعاً کہ قریب موت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اگر مرد صالح ہو تو کہتے ہیں کباہراً ای نفس پاک جو پاک جسد میں رہا باہر آ اور تجھے بشارت ہو راحت و خوشبوئی اور خدا سے رحیم (کی رضامندی) سے اسی طرح کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ انتقال ہو جائے ہر اوس نفس کو آسمان پر لئے جاتے ہیں اور اس کے دروازے کھلواتے ہیں وہاں کے فرشتے سوال کرتے ہیں کہ یہ کون ہے پس جواب دیا جاتا ہے کہ فلاں ہے تو وہ کہتے ہیں کہ مر جا اسے نفس پاک جو پاک جسد میں رہا اندر آ اور تجھے بشارت ہو راحت و خوشبوئی اور خدا سے کریم (کی رضامندی) سے (ہر آسمان میں) اسی طرح کہا جاتا ہے یہاں تک کہ اس نفس کو اوس آسمان میں پہنچایا جاتا ہے جس میں جناب باری عز و علا جلوہ فرمایا اُحدیث۔

اور روایت کیا ہے دولابی نے کتاب الکنز میں بسند معتد جس کے کل راوی معتبر ہیں حسن بصریؒ سے کہا آپ نے کہ میں علیؑ کے حلقہ میں تھا کہ ناگاہ عثمانؓ کے مکان سے ایک چیخ بلند ہوئی پس میں نے دیکھا علیؑ کرم اللہ وجہہ کو کہ اُس وقت آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے فرما رہے تھے کہ خداوند امین بری ہوتا ہوں تیری طرف عثمانؓ کے خون سے۔

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے ابنی مصنف میں موافق بشرائط ائمہ ستہ۔ ابن عمرؓ سے۔ قصہ وفات شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خاص کر اس بیان میں کہ اوس وقت ابو بکرؓ حاضر نہ تھے پہر آئے اور عمرؓ پر گزرے ورنہ حال کہ عمرؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات نہیں مائی۔

ثم أتى المنبر فصعدا فحمد الله وأثنى عليه ثم قال أيها الناس إن كان محمد صلى الله عليه وآله وسلم الهكر الذي تعبدون فإن محمد أقدم مات وإن كان الهكر الله الذي في السماء فإن الهكر لم يمت (أحمد بن حنبل) ولعثمان الذي في الرد على بشر البريسي وابن أبي حاتم والبيهقي في الاسماء والصفات عن عمر أنه مر بجون فاستوقفته فوقف يحدثها فقال له رجل يا أمير المؤمنين حبست الناس على هذه العجوزة فقال ويلك أتدري من هذه هذه امرأة سمع الله شكونها من فوق سبع سموات هذه خولة التي أنزل الله فيها قد سمع الله قول التي تجادل في زوجها وتشتكي إلى الله وللذهب في جزئه في مقتل عمر عن عبد الرحمن بن عوف أنه لما أخذ البيعة لعثمان وبايعه الناس رفع رأسه إلى سقف المسجد وقال اللهم أشهد وأشهد الله بن أحمد وابن المنذر والطبراني واللالكائي والبيهقي وابن عبد البر وابن عمر والطيني وأبي أحمد الغسال وغيرهم عن ابن مسعود قال ما بين السماء والقصوى والكرسى خمسمائة عام وما بين الكرسي والماء كذلك والعرش فوق الماء والله فوق العرش وأخرجه البخاري في الرد على الجهمية بلفظ قال ابن مسعود في قوله تعالى ثم استوى على العرش قال العرش على الماء والله فوق العرش والآثاران صحيحان وهما مرفوعان حكما والأخبار والآثار في الباب عن أهل بيت النبوة

پہر ابو بکر منبر پر جا بیٹھے اور حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر کیا ہی لوگو اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے معبود تھے جسکی تم عبادت کرتے تھے تو اپنے وفات پائی اور اگر تمہارا معبود اللہ ہے جو آسمان پر ہے تو تمہارا معبود وفات نہیں ہوا۔ آحدیث اور روایت کیا جو عثمان دارمی نے کتاب الرد علیٰ بشر الحمیری میں اور ابن ابی حاتم نے اور بیہقی نے کتابا لاسماء و الصفات میں عمر سے کہ آپ ایک بوڑھی عورت کی طرف جانکے سوائے آپکو ٹہرایا پس آپ اوس سے باتیں کرنے لگے اُسوقت ایک شخص نے کہا کہ ای امیر المؤمنین آپنے اس بوڑھی عورت کیوجہ سے ان لوگوں کو روکا ہے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون ہے یہ وہ عورت ہے کہ اللہ نے ساتون سماں کے اوپر سے اوسکی فریاد سنی ہے یہ خولہ بن جہشکی شان میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے قد سمع اللہ قول الہی بنجاد لک فی زواجہ و تشکی الے اللہ۔

اور روایت کیا ہے ذہبی نے جہز شہادت عمر بن عبد الرحمن بن عوف سے کہ جب عثمان کی بیعت مقرر ہوئی اور لوگوں نے بیعت کی تو آپ نے سقف مسجد کی جانب سر اٹھا کر کہا کہ ”اکی تو گواہ رہ“۔

اور روایت کیا ہے عبد اللہ بن احمد و ابن المنذر و طبرانی و الدلائل و بیہقی و ابن عبد البر و ابو عمر و طبرانی و ابو احمد غزالی و ابن مسعود کہ کہ درمیان ساتون آسمان اور کرسی کے پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور درمیان کرسی اور بانی کے بھی اتنا ہی فاصلہ ہے اور عرش بانی پر ہے اور اللہ عرش پر ہے۔

اور اسکو امام بخاری نے کتاب الرد علیٰ الجھمیہ میں بدین لفظ روایت کیا ہے کہ ابن مسعود نے ثم استوی علی العرش کی تفسیر میں کہا کہ عرش بانی پر ہے اور اللہ عرش پر ہے۔

الغرض یہ دونوں روایتیں صحیح اور بمنزلہ حدیث مرفوعہ کے ہیں۔ اور اس باب میں اہل بیت و صحابہ سے

۱۰ داے پیغمبر، اللہ نے اوس عورت (خلیہ کی بیٹی خولہ) کی بات سُن لی جو اپنی شوہر (صامت کے بیٹے اوس) کے بارے میں تم سے جھگڑتی اور خدا سے فریاد کرتی تھی ۱۲

والاصحاب لا تعد ولا تحصى والكتب الالهية السابقة فملوثة من اثبات الحق
 الفائقة وكذا كلام الانبياء المتقدمين وادعيتهم واولادهم ابى شيبة قال لا رى عن
 عباس لعلى قال بلغني ان داود النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول في دعائه
 سبحانك اللهم انت ربى تعاليت فوق عرشك واولادى ابى شيبة عن ابى عبد الله
 الجدى قال ما رفع داود رأسه الى السماء حتى مات وله عن سلمان بن عامر الشعبي
 قال ارأيت سليمان وما اوتي في ملكه فانه لم يرفع رأسه الى السماء حتى قبضه الله
 تخشعا لله وله عن ابى الصديق الناجي ان سليمان بن داود خرج بالناس ليستسقى
 فمر على نملة مستلقية على قفاها رافعة قوائمها الى السماء وهي تقول اللهم انى
 خلق من خلقك ليس بنا غنى عن رزقك فاما ان تسقينا واما ان تهلكنا فقل
 سليمان للناس ارجعوا فقد سقيتم بدعوة غيركم وروى ابن حبان في الثقات
 في طبقة تبع اتباع التابعين في ترجمة عبد الرحيم بن موسى الايلي عن ابى الصديق
 الناجي نحوه وروى الدارقطني في سننه عن ابى هريرة سمعت رسول الله صلى
 الله عليه وآله وسلم يقول خرج نبي من الانبياء بالناس يستسقى فاذا هو بنملة
 رافعة قوائمها الى السماء فقال ارجعوا فقد استجيب لكم من اجل شان هذه النملة
 (قلت) وقد رأيت انا الحقير وكان قدامى الناس قحط ولم يطرخوا وهلك

بے شمار احادیث مروی ہیں۔ اور کتب سابقہ (آئینہ) جنت علو کے اثبات سے پُر ہیں۔ و نیز انبیاء و اہل بیت علیہم السلام کے کلام اور دعائیں ہر کسی مؤید ہیں۔

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ و دارمی نے عباس عی سے کہا کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ داؤد علیہ السلام اپنی دعائیں فرمایا کرتے تھے کہ سُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ تَعَالٰی تَ فَوْقَ عَرْشِکَ۔ یعنی اے اللہ تو پاک ہو اور تو ہی میرا مالک ہو تو بلند ہے اپنے عرش پر۔

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے ابو عبد اللہ جدلی سے کہا کہ سیدنا داؤد علیہ السلام نے وقت وفات تک کبھی اپنا سر آسمان کی جانب نہیں اٹھایا۔

اور نیز وہ سلمان بن عامر شعبانی سے روایت کرتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام با آنکہ ایسی بڑی سلطنت پر تھے مگر خضوع و خشوع کے لحاظ سے تا وقت وفات کبھی اپنے آسمان کی جانب سر اٹھا کر نگاہ نہ کی۔

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے ابو صدیق ناجی سے کہا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام لوگوں کے ساتھ استسقاء کیلئے روانہ ہوئے راستہ میں ایک چوٹی کو دیکھا کہ چٹ لیٹی ہو اور اپنے پنجوں کو آسمان کی طرف بلند کی ہوئی کھتی ہو کہ اے اللہ میں بھی (تیری مخلوق میں سے) ایک مخلوق ہوں۔ ہکو تیرے رزق سے بے پردائی نہیں (یعنی ہم تیرے رزق کے محتاج ہیں) پس یا تو بارش نازل کر اور) ہکو میرا ب فرما۔ دیا ہلاک کر دے سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ (اے لوگو) لو تو تمہارا نازل ہو بیوالا ہے کسی اور کی دعا سے۔

اور روایت کیا ہے ابن حبان نے کتاب الثقات میں مع اربع تابعین کے طبقہ میں عبد الرحیم بن موسیٰ اہلی کے احوال میں ابو الصدیق ناجی سے مثل اس کے۔

اور روایت کیا ہے واقفانی نے اپنی سنن میں ابو ہریرہ سے کہا کہ سنا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا تھے کہ انبیاء سابقین سے ایک بنی علیہ السلام استسقاء کیلئے لوگوں کے ساتھ نکلے تو راستہ میں ایک چوٹی کو دیکھا جو اپنی پنجے آسمان کی جانب بلند کی ہوئی (پڑی) ہو پس فرمایا کہ اب لو تو اس چوٹی کی رعایت سے تمہاری قبولیت ہو گئی۔

میں کہتا ہوں کہ مجھ پر نے (بخشم خود) دیکھا ہے جبکہ قحط واقع ہوا اور بارش نہیں ہوئی تھی اور چار پائے سقط ہوتے تھے

الدواب اذا جاموشة عوجت رأسها ونظرت الى السماء وصاحت والقت
 بدموع الى الارض فاذا السماء قد غابت وكثر السحاب وتواتر المطر والحمد لله رب
 الكبرياء على الألاء والنعماء وعن علي بن ربيعة قال رايت عليا اتي بدابة فلما وضع
 رجله في الركاب قال بسم الله فلما استوى عليها قال الحمد لله سبحان الذي سخر لنا
 هذا وما كنا له مقرنين وانا الى ربنا المنقلبون ثم حمد الله ثلثا وكبر ثلثا وقال
 سبحان الله ثلثا ثم قال سبحانك لا اله الا انت اني ظلمت نفسي فاغفر لي ذنوبي انه
 لا يغفر الذنوب الا انت ثم ضحك فقلت مم ضحكك يا امير المؤمنين قال كنت
 رد ف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ففعل مثلافعلت ثم ضحك فقلت مم
 ضحكك يا رسول الله قال يحجب الرب من عبده اذا قال رب اغفر لي ويقول علم عبدا
 انه لا يغفر الذنوب غيري وفي لفظ ان الله ليضحك الى العبد اذا قال لا اله الا انت
 سبحانك اني ظلمت نفسي فاغفر لي فانه لا يغفر الذنوب الا انت قال عبدی عرف
 ان له ربا يغفرويعاقب أخرجه الطيالسي وعبد الرزاق وسعيد بن منصور وابن
 ابی شيبه واحمد وابن منيع وعبد بن حميد وابوداؤد والترمذي وقال حسن صحيح
 والنسائي وابو يعلى وابن جرير وابن المنذر وابن خزيمة وابن شاهين في السنة
 وابن مردويه والحاكم وصححه والبيهقي والضياء في المختارة ورواه ابو بكر البرقاني

ناگمان ایک بہنیں نے اپنا سر ٹیڑھا کیا اور آسمان کی طرف دیکھ کر چلائی اور کچھ آنسو گرائے کہ کیا ایک ابر
نمایاں ہوا اور (تھوڑی ہی دیر میں) بے اندازہ بارش ہوئی شکر ہے خدا سے کریم کا اور سکے احسانات
اور نعمات پر۔

آرور روایت کیا ہے علی بن ربیعہ نے کہا کہ دیکھا میں نے علی کرم اللہ وجہہ کو آپ کی سواری حاضر کی گئی
جبوقت آپ نے رکاب میں قدم رکھا بسم اللہ کہا اور جب اوسپر اچھی طرح سوار ہوئے یہ پڑھا الحمد للہ
سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ۔ پھر الحمد للہ تین مرتبہ اور اللہ اکبر
تین مرتبہ اور سُبْحَانَ الَّذِي تین مرتبہ اور سُبْحَانَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ
اِلَّا أَنْتَ۔ پھر ہنسے تو مینے وجہ پوچھی۔ فرمایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوار تھا
آپ نے ایسا ہی کیا جیسا کہ میں نے کیا۔ پھر ہنسے تو مینے آپ سے اوسکی وجہ پوچھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
تعجب فرماتا ہے (خوش ہوتا ہے) اپنے بندہ سے جبکہ وہ کہتا ہے کہ رب اغفر لی۔ اور فرماتا ہے
کہ میرے بندہ نے جان لیا کہ میرے سوا اور کوئی گناہ نہیں بخشتا۔

آرور دوسری روایت میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ (خوشی سے) ہنستلا ہے جبکہ بندہ کہتا ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا
أَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا أَنْتَ۔ اور فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے
پہچان لیا کہ اوسکا ایک مالک ہے جو بخشتا ہے اور سزا دیتا ہے۔ اسکو روایت کیا ہے طیبی
وعبد الزراق۔ وسید بن منصور وابن ابی شیبہ واحمد وابن مہدی وعبد بن حمید والبو داؤد۔ وترندی و
نسائی والبیہقی وابن جریر وابن منذر وابن خزیمہ نے اوابن شاہین نے کتاب السنہ میں اور ابن مردودہ
وحاکم بیہقی نے اور ضیاء مقدسی نے مختارہ میں۔ اور ابوبکر ابن ابی داؤد نے۔

۱۱ پاک ہو وہ جسے مسخ کیا ہمارے لئے اس (سواری) کو اور ہم اسکو تابدار نہیں بنالے سکتے تھے اور بیشک ہم اپنے
رب کی طرف لوٹ جائیں گے ۱۲

۱۳ ہمیں ہر کوئی مہر دگر تو پاک ہو۔ مینے اپنے نفس پر ظلم کیا پس تو میرے گناہ بخش دے کہ سوا سے تیرے اور کوئی گناہ نہیں بخشتا ۱۴

فالأجري في كتاب الشريعة مختصراً وفيه كنت ردف علي بن أبي طالب في جبانة
 الكوفة (الحديث) وعند ابن أبي شيبه وابن منيع وصححه عن علي بن ربيعة قال
 حملني على خلفه ثم سار في جانب الحرة ثم رفع رأسه إلى السماء فقال اللهم
 اغفر لي ذنوبي أنه لا يغفر الذنوب أحد غيرك ثم التفت إلي فضحك فقلت يا أمير
 المؤمنين استغفارك ربك والتفاتك إلي فضحك قال حملني رسول الله صلى
 الله عليه وآله وسلم ثم سار في جانب الحرة ثم رفع رأسه إلى السماء فقال اللهم اغفر لي
 ذنوبي أنه لا يغفر الذنوب أحد غيرك ثم التفت إلي فضحك فقلت يا رسول الله استغفرك
 ربك والتفاتك إلي فضحك قال ضحكك كضحك ربي لعجبه لعبه أنه يعلم أنه
 لا يغفر الذنوب أحد غيره وأخرج أحمد عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه
 وآله وسلم أراد فقه على دابته فلما استوى عليها كبر ثلاثاً وسبح ثلاثاً وهلل الله وحده ثم
 ضحك ثم قال ما من أمرئ مسلم يركب دابته فيصنع كما صنعت إلا قبل الله بضحك
 إليه كما ضحك إليك ولا بي يعل عن الفرات بن سليمان قال قال علي إلا يقوم أحدكم
 فيصلي أربع ركعات قبل العصر ويقول فيهن ما كان رسول الله صلى الله عليه وآله
 وسلم يقول ثم نورك فهديت فلك الحمد وعظم حلمك فعفوت فلك الحمد و
 بسطت يدك فأعطيت فلك الحمد ربنا وجهك أكرم الوجوه وجاهك أكرم الجاه

پہر اونکی جنت سے آجڑی نے کتاب الشریعہ میں مختصر حسین یہ لفظ میں کہ میں روایف تھا علی بن ابیطالب کا
کوفہ کے جنگل میں۔ ترمذی نے اسکی سند کو صحیح کہا ہے۔ احمدیث

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ وابن منیع نے کہ کہا علی بن ربیعہ نے کہ علی کرم اللہ وجہہ نے مجھکو (سواری پر)
اپنے پیچھے بٹھالیا اور میدان کی طرف کوچلے پہر آسمان کی طرف سر اوچا کیا اور یہ پڑا کہ اللہم اغضلی ذنوبی انہ
لا یغفر الذنوب احد غیرک۔ پہر میری طرف متوجہ ہوے اور خندہ فرمایا پس میں عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین آپکا استغفار
کرنا اور میری طرف متوجہ ہو کر خندہ فرمانا کس کا غلے سے تاپس فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو اپنی ساتھ
سوار کر لیا اور میدان کی طرف تشریف فرما ہوے پہر آسمان کی جانب سر مبارک بلند فرما کر۔ اللہم اغضلی ذنوبی انہ
لا یغفر الذنوب احد غیرک پڑا۔ پہر میری طرف ملتفت ہوئی اور ہنسنے پس میں نے گزارش کی کہ یا رسول اللہ حضرت
استغفار کا اور میری طرف ملاحظہ اور خندہ فرمانی کا باعث کیا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ میں ہنسا مثل ہنسنے میرے رب کے
بوجہ خوشنودی اوکے اپنے بندہ سے اس بات پر کہ وہ جانتا ہے کہ سواے خدا کے گناہوں کو اور کوئی نہیں بخشتا۔
اور روایت کیا ہے امام احمد نے ابن عباسؓ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکو اپنی سواری پر
ساتھ بٹھالیا پس جب حضرت اوسپر ٹپک بیٹھ گئے اللہ اکبر و سبحان اللہ فرمایا تین تین مرتبہ۔ پہر لا الہ الا اللہ وحدہ
پڑا پہر ہنسنے پہر فرمایا کہ نہیں ہی کوئی شخص مسلمان جو سوار ہوے اپنی سواری پر پہر کرے جیسا کہ میں نے کیا مگر خداوند تعالیٰ
اوسکی طرف متوجہ ہو کر خندہ فرماتا ہے جیسا کہ میں (تیری طرف متوجہ ہو کر) ہنسا۔ اور روایت کیا ہے ابو یعلیٰ نے فرات
بن سلیمان سے کہا کہ فرمایا علیؓ نے کہ تم میں سے کوئی قبل عصر کے چار رکعت نماز کیوں نہیں ادا کرتا اور اوسمیں وہ
وما جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے تھے کیوں نہیں پڑھتا۔ یعنی تم نورک فمدیت فلک الحمد و عظم حاکم
مغفوت فلک الحمد بسطت یدک فاعطیت فلک الحمد ربنا و جبکہ اکرم الوجوہ و جاہک اکرم البجاہ

۵۲ پورا عتیر انور پس تو نے ہدایت کی پس سے ہی لئے تعریف اور بڑا ہی تر تحمل پس نے عفو کیا پس تیرے ہی لئے تعریف ہے اور
تو نے اپنا ہاتھ کھولا پس یا پس تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ اسی ہمارے پروردگار تیرا منہ سب مومنوں سے بزرگ ہے اور تیرا مرتبہ
تمام مرتبوں سے مکرم ہے و

وعظيتك افضل العطية واهناها تطاع ربنا فلتشكر وتعصر ربنا فتغفر وتجيب
المضطر وتكشف الضر وتشفى السقيم وتغفر الذنب وتقبل التوبة ولا يحزن المؤمن^{او يفرح}
احد ولا يبلغ مدحك قول قائل ونخشيش بن اصرم في الاستقامة عن عاصم بن ضمة
ان عليا كان يدعو ربنا وجهك اكرم الوجوه وجاهك خير الجاه ولا بي داؤد والنسأ
وابن جرير وابن ابى الدنيا والبيهقي في الاسماء والصفات وابن السنن في عمل اليوم
والليلة عن ابى اسحق عن الحارث وابى ميسرة عن علي قال كان النبي صلى الله عليه
واله وسلم يقول عند مضجعه اللهم اني اعوذ بوجهك الكريم وبكلماتك التامة
من شر ما انت اخذ بناصيته (الحديث) والاحاديث الصحيحة في الباب كثيرة شهيدة
عن اهل بيت النبوة والاصحاب (والحق لصواب) وفصل الخطاب في
الباب المعلوم باحاديث المعصوم من الكتاب ان الله تعالى من جهة ذاته الان
كما كان لا يشتملة زمان ولا يحتمله مكان فانه هو منشئ الزمان ومبدئ المكان
وانه تعالى كان ولم يكن شيء غيره كما في حديث البخاري في بدء الخلق فخلق نور حبيب
محل صلى الله عليه واله وسلم ثم خلق الماء ثم خلق عرشه على الماء ثم خلق القل
فكتب بامرهم مقادير الخلق ثم بعد خمسين الف سنة خلق السموات والارض
في ستة ايام ثم استوى على العرش استواءً يليق بجلاله (قال) الشيخ ابراهيم

فصل في بحث العلو والاستواء والنزول والعروج
في بحث الارب احاديث الاستكاد والاستكاف والنزول

وعلیک افضل العیلة وامننا باطلاع ربنا فتشکروا نصیحة ربنا فتغفر وحبیب المضطر وکشف الضر وشفی السقیم وغمض الذنب و تقبل التوبة
وایحیی بآلائک احد ولا یبلغ مدحک قول قائل۔

اور روایت کیا بخشیش بن اصرم نے کتاب الاستقامۃ میں عاصم بن ضمرہ سے کہا اونہوں نے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
یہ دعا پڑھا کرتے تھے ”بنو جبک اکرم الوجہ وجاہک خیر الجاہ“۔

اور روایت کیا ابو داؤد و نسائی وابن جریر وابن ابی الدینانے اور بیہقی نے کتاب الاسما والصفات میں ابن ابی سنی
کتاب عمل الیوم واللیلہ میں ابواسحق سے وہ عارث والویسرہ سے وہ دونوں علی کرم اللہ وجہہ سے کہا اپنے کہ حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استراحت فرمائیے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے ”اللهم انی اعوذ بوجہک الکریم وکلماتک التامۃ من شہر ما انت
أخذ بناصبہ“ آحدیث ۱۰ اور اس باب میں اہل بیت نبوت وصحابہ سے احادیث صحیحہ کثرت مودی ہیں۔

اور حق صواب قول فیصل جو اس بارہ میں بذریعہ احادیث نبویہ کے قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے
کہ خدا تعالیٰ اپنی ذات کے لحاظ سے اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ نہ کوئی زمانہ اوسکو گھیر سکتا ہے اور نہ کوئی مکان
مستطیل کیونکہ یہ مسلم ہے کہ زمانہ مکان کا پیدا کر نیوالا وہی ہے اور نیز یہ کہ باری تعالیٰ تھا اور اوسکے ساتھ کوئی اور چیز نہ تھی
جیسا کہ صحیح بخاری کے باب بدراخلق میں مذکور ہے ”پھر خداوند تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا کیا
پہر پانی کو پیدا پہر پانی پر اپنا عرش پیدا کیا پہر قلم کو پیدا کیا پہر قلم نے اوسکے حکم سے مخلوق کی تقدیریں لکھیں۔ پہر چاس ہزار برس
کے بعد زمین اور آسمانوں کو چہرہ دن میں پیدا کیا۔ پہر عرش پر بیٹھا ایسا بیٹھا ہوا اوسکے جلال کے لائق ہے۔“

۱۰ اور تیرا عظیم سب عطیات سے افضل اور زیادہ خوشگوار ہے۔ اے ہمارے پروردگار تیری اطاعت کیجانی ہے پس تو قدر والی کرنا ہی
اور اے پروردگار تیری نافرمانی کیجانی ہے پس تو بخش دیتا ہو اور تو ناچا کی دعا قبول کرنا ہو اور مصیبت دور کرنا ہو اور بیمار کو شفا دیتا ہے اور
گناہ معاف فرماتا ہے اور توبہ قبول کرنا ہو۔ تیری نعمتوں کا شکر کوئی نہیں کر سکتا اور کسی کا کلام تیری تعریف کو ادنیٰ نہیں کر سکتا۔ ۱۲
۱۱ اے ہمارے پروردگار تیرا سب مومنوں سے بزرگ اور تیرا مرتبہ تمام مراتب سے اعلیٰ ہے ۱۲

۱۳ اے ہمارے پروردگار میں پناہ لیتا ہوں تیرے وجہ کریم کا اور تیرے کلمات نامہ کا بدی سے ہر چیز کے
بکی چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے ۱۲

الكردى المدنى فى رسالته الامم تلخيصا لكلام الشيخ الاشعري فى كتبه ان الله تعالى
 من حيث ذاته لا مكان له ولا جهة لغناؤه الذاتى ولكن له الاطلاق فى التجلى فى
 اى مظهر شاء مع بقاء التنزيه بليس كمثله شئ فصم الاستواء على العرش على ظاهره
بمقتضى التجلى فى مظهر يقتضى ذلك وصح ان يكون له جهة فوق لكون العرش
 اعلى الاجرام من غير منافاة للتنزيه واذا صح الاستواء على ظاهره مع بقاء التنزيه
 صح النزول كل ليلة الى السماء الدنيا فى الثلث الاخير حتى يطلم الفجر كما تواتر النقل
 بذلك وكذا سائر المتشابهات وبالله التوفيق نور الارض والسموات انتهم وله
 فى كتبه فى هذا كلام كثير فى غاية من التحقيق فمن رام ان يطلم عليها فعليه ان يرجع
 اليها فهو عز وجل بعد ان خلق الخلق كما قال بحسب اسمه الظاهر ثم استوى على
 العرش يدبر الامر لكل يومه فى شأن يخلق ويرزق ويعطى ويمنع ويضمر ويرفع
 ويعز وينزل ويهدى ويضل ويعل ويشفى ويتلى وينجي ويحيى ويقت ويحيى
 ويميت ويفعل ما يشاء ويحكم ما يريد ويدبر كل امر ولا بى الشيخ وابن بطه عن
 يونس بن يزيد عن الزهرى عن ابن المسيب عن كعب الاحبار قال قال الله فى التوراة
 انا الله فوق عبادى وعرشى فوق خلقى وانا على عرشى ادبر امر عبادى ولا يخفى على
 شئ فى السماء ولا فى الارض قال الذهبى اسناد صحيح ومن هذا الشأن النزول و
 اى كل يوم هو فى شأن

شیخ ابراہیم کریمی مدنی نے اپنی رسالہ الامم میں امام اشعری کی کتابوں سے انکے کلام کا خلاصہ یوں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خواص اسکے ذات کے لحاظ سے نہ کوئی مکان ہے اور نہ کوئی جہت ہے۔ کیونکہ اسکی ذات بے نیاز ہے لیکن وہ مختار ہے کہ جس منظر میں چاہے ظہور فرماوے باوجود باقی رہنے تشریف کے جو آیت شریفہ لیس کلمہ شے سے ثابت ہوتی ہے۔
الغرض استوار علی العرش صحیح ہے ظاہری معنوں کے موافق بلحاظ جلوہ فرمائی کے اوس منظر میں جو اسکا مقتضی ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جہت فوق تصور ہو بدین لحاظ کہ عرش کو جملہ اجرام سے فوقیت حاصل ہے اور یہ تشریف منافی نہیں ہے۔

و مخفی نہ رہے کہ جب استوار علی العرش کے معنی باوجود باقی رہنے تشریف کے درست ہو گئے تو اخیر ثلث شب میں طلوع قرعہ آسمان دنیا کی طرف نازل رہنا بھی صحیح اور ٹھیک ہو گیا۔ چنانچہ اسکی روایتیں بکثرت آئی ہیں۔ اسبطح تمام مشاہدات (جو قرآن مجید و حدیث شریف میں وارد ہیں وہ سب صحیح اور انکے معنی درست ہیں) اور راہ راست کی ہدایت اللہ کی ہی تھیں۔
حاصل ہوتی ہے تو انہی شیخ ابراہیم کریمی کے علم کلام کی کتابوں میں بخوبی اس بحث کی تحقیق کی گئی ہے جبکہ وہ یہ تحقیق مطلوب ہو وہ کتب ہائے موصوفہ کی طرف رجوع کرے۔

پس بعد پیدا کرنے مخلوق کے خداوند عالم اس شان میں ہر جسکو اپنے اسم انعام کے موافق بیان فرماتا ہے کہ تم استوی علی العرش یہ بر الامر پس ہر روز وہ جلگاہ شان میں پیدا کرتا ہے اور رزق دیتا ہے۔ دیتا ہے اور روکتا ہے پست کرتا ہے۔ بلند کرتا ہے۔ عزت دیتا دلت دیتا ہے۔ ہدایت کرتا ہے۔ گمراہ کرتا ہے۔ بیکار کرتا ہے۔ شفا دیتا ہے مبتلا کرتا ہے۔ نجات دیتا ہے۔ مہوکار کرتا ہے۔ قوت دیتا ہے۔ زندہ کرتا ہے۔ مارتا ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جو ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے۔ اور ہر ایک کام کی تدبیر کرتا ہے۔
اور روایت کیا ہے ابو الشیخ وابن بطنے یونس بن یزید سے وہ زہری سے وہ ابن مسیب سے وہ عبد اللہ بن عباس سے کہا کہ خداوند نے تو بہت میں فرمایا ہے کہ نہیں اللہ ہوں میرے بند و نکلے پر اور میرا عرض میرے مخلوق کے اور پروردگار میں اپنے عرض ہوں۔
بند و نکلے کام کی تدبیر کرتا ہوں۔ کوئی چیز مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے آسمان میں نہ زمین میں نہ یہی نے اسکی سند کو صحیح کہا ہے۔

العروج ومنه يرفع الايدي في الدعاء الى السماء وقد ورد في تفسير قوله تعالى (عسى ان
يبعثك ربك مقام محمودا) انه تعالى يجلسه صلى الله عليه وآله وسلم معه على العرش
وسيين مبسوطا في الشفاعة ومنه تجلج الله تعالى كجبيه عليه السلا ليله الاسراء
والضحك وبسط اليدين بالعتاء كما يشاء ووضع القدم في النار وتجلج التحول لاهل
الموقف في صور تختلف وتنكر وتعرف والرؤية في بحنة كما في صحاح الاخبار وهو
تعالى من شان الاحاطة بما خلق كما قال بحسب اسمه الباطن ونحن اقرب اليه من جبل
الوريد وقال في سورة الواقعة فلولا اذا بلغت الخلقوم وانتم حينئذ تنظرون ونحن
اقرب اليه منكم ولكن لا تبصرون وايضا تولوا فتروجه الله وذلك لغناه واطلاقه
ووسعه ومنه تجليه تعالى كجبيه المصطفى في قوله عليه السلام ونعست فصلاحي
حتى استثقلت فاذا انا برى تبارك وتعالى في احسن صورة قال فرأيتنه وضع كفه
بين كتفي فوجدت بردا نامله بين ثديي فجعل لي كل شئ وعرفته (الحديث) اخرجه الترمذي
وصححه ومحمد بن نصر في كتاب الصلوة والطبراني والحاكم وابن مردويه عن معاذ وعبد
الرزاق واحمد وابن حميد والترمذي وحسنه وابن نصر عن ابن عباس والطبراني
في السنة وابن مردويه عن جابر بن سمره وابي رافع وابي هريرة والطبراني في السنة
والشيرازي في الالقاب وابن مردويه عن انس وابن نصر والطبراني وابن مردويه

اور نزول و عروج باری تعالیٰ کا اسی شان کے لحاظ سے ہے۔ اور دعا کے وقت ہاتھوں کو آسمان کی طرف اسیوجہ سے بلند کیا جاتا ہے اور آیت شریفہ ^{۱۱} عسے ان یجئک یک مقام محمود کی تفسیر کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ باری تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھا دیگا۔ اس حدیث کو بالتفصیل باب شفاعت میں بیان کیا جاوے گا۔

اور نیز شب معراج میں تجلی فرمایا باری تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی شان کے لحاظ سے ہے اور خذہ فرمایا اور دست عطا میں۔ اور (قیامت میں) اپنا قدم دوزخ میں رکھنا۔ اور میدان قیامت کے ٹرے ہوئے لوگوں پر مختلف (آشنا و نا آشنا) صورتوں میں تجلی فرمائے اور جنت میں رہا رہنا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔

اور باری تعالیٰ مخلوقات پر محیط رہنے کے لحاظ سے باری شان ہو جسکو وہ بحسب اسم الباطن بیان فرماتا ہے کہ ^{۱۲} نحن اقرب الیہ من حیث الوداد اور ^{۱۳} قلوا اذا بلغت المخلوقم وانتم حیثہ نظرون ونحن اقرب الیہ منکم ولكن لا تبصرون اور ^{۱۴} فانیما تلو فتم وجہ اللہ۔

الغرض یہ سب اشادات اوسکی بے نیازی اور بے قیدی اور وسعت کے لحاظ ہیں اور اسی شان سے ہی تجلی باری تعالیٰ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جسکو اپنے بیان فرمایا ہے اور اذنگہ گیا بھی نماز میں حتیٰ کہ بوجہل ہو گیا میں پس یکا یک میں خدا تعالیٰ کے سامنے ہونے کی نہایت پاکیزہ تہنیں ہیں یکساں کہ باری تعالیٰ نے اپنی بہتلی کو میری شانوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ مجھے ان غلیو کی ٹھنڈک سینہ میں محسوس ہوئی (جسکے اثر سے) مجھ پر انکشاف ہو گیا اور سینے میں جیز کو پہچان لیا۔ الحدیث اے کو روایت کیا ہے ترمذی نے (اور صحیح کہا ہے) اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں اور طبرانی و حاکم و ابن مردویہ نے معاذ سے۔ اور عبد الرزاق و احمد و ابن حمید نے اور ترمذی نے (اور حسن کہا ہے) اور ابن نصر نے ابن عباس سے اور طبرانی نے کتاب السنہ میں اور ابن مردویہ نے جابر بن سمور و ابو رافع و ابو ہریرہ سے اور طبرانی نے کتاب السنہ میں اور شیخ ازہبی نے کتاب الاقواب میں اور ابن مردویہ نے انشعاب سے۔ اور ابن نصر و طبرانی و ابن مردویہ نے

^{۱۱} شاید کہ تمہارا پروردگار (قیامت کے دن) تمکو مقام محمود میں پہنچا دے ۱۲

^{۱۲} اور ہم اوسکی شہ رگ سے بھی زیادہ اوس سے قریب ہیں ۱۳

^{۱۳} پر کیوں نہیں جسوت جان پہنچے خلق کو اور تم اسوت دیکھتے ہو اور ہم اوسکے پاس ہیں تم سے (ہی) زیادہ پر تم نہیں دیکھتے ۱۴

^{۱۴} سو جس طرف تم منہ کرو وہاں متوجہ ہے اللہ ۱۵

عن أبي أمية الباهلي وابن نصر والطبراني عن عبد الرحمن بن عابس الحضرمي وثوبان
 ومنه تجليه عزو علا لبعض أئمة أهل بيته وكبراء أئمة في قلوبهم وفي منامهم
 وقد ورد بسند صحيح رجاله كلهم ثقات أثبات عند أحمد وعبد بن حميد والترمذي
 وابن المنذر وابن أبي شيبة في العظمة وابن مردويه والبيهقي عن الحسن بن أبي هريرة
 رفعه والذي نفس محمد بيده لو أنكم دليتم أحدكم بحبل إلى الأرض لسفله لهبط على
 الله ثم قرأ (هو الأول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم) وقد صح سماع
 الحسن من أبي هريرة بالمدينة ولا سحقي بن راهويه والبخاري في مسندهما وابن أبي شيبة
 في العظمة وابن مردويه والبيهقي عن أبي ذر رفعهما بين السماء والأرض مسير خمسين
 عاماً إلى قوله ولو حفرتم لصاحبكم ثم دليتموه لوجد الله ثمه ولا بن مردويه عن العجل
 بن عبد المطلب رفعاً نحوه وإلى الشائنين بحسب الاسمين الإشارة بقراءة الآية فتنبه
 وتفقه وقد ارشاد الله تعالى إلى معرفة الشائنين معاً بقوله في سورة الحديد (ثم
 استوى على العرش يعلم ما يلج في الأرض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يعرج
 فيها وهو معكم أينما كنتم والله بما تعملون بصير) وقوله في سورة الانعام (وهو الله
 في السموات وفي الأرض يعلم سركم وجهركم ويعلم ما تكسبون) قال الشيخ الأكبر في
 الباب السابع والستين وثلاثمائة من الفتوحات أمكته قال الله تعالى ليس كمثله شيء

ابو امامہ باہلی سے۔ اور ابن نصر وطبرانی نے عبد الرحمن بن عابس حضرمی و ثوبان سے۔

اور نیز اسی شان سے جو تجلی باری تعالیٰ کی بعض اہل بیت و کبرای امت کے دلون پر (حالت بیداری میں) و یا خواب میں اور روایت کیا ہے جسند صحیح احمد و عبد بن حمید و ترمذی و ابن المنذون نے اور ابو الشیخ نے کتاب العظمتہ میں اور ابن دویہ و بیہقی نے حسن بھری سے وہ ابو ہریرہ سے مرفوعاً یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (قسم ہوا و سوات کی جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہو اگر تم اپنے میں سے کسی شخص کو رسن سے باندھ کر ساتویں زمین تک لٹکا دو تو وہ خدا پر کرے گا پھر اپنے بڑا "ہو الاول و الآخر و الظاہر و الباطن و ہو کل شیء عظیم" اسکے نام راوی فقہ ہیں۔ اور یہ ثابت ہے کہ حسن بھری نے مدینہ منورہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے۔

اور روایت کیا ہے اسحق بن راہویہ و بزار نے اپنی مسندون میں اور ابو الشیخ نے کتاب العظمتہ میں اور ابن مردویہ و بیہقی نے ابو ذر سے مرفوعاً کہ آسمان و زمین کے درمیان پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے۔ تا آنکہ فرمایا کہ اگر تم زمین کو دو کسی شخص کو لٹکا دو تو وہ اسی جگہ خدا کو پاوے گا۔ اور روایت کیا ہے ابن مردویہ نے عباس بن عبد المطلب سے مثل اسکے۔ اور آنحضرت نے آیت شریفہ جو پڑھی ہے اوس سے ان دونوں شانوں کی طرف اشارہ ہے جو دونوں اسمائے حسنیٰ الظاہر الباطن سے منطبق ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ نے (قرآن مجید میں ایک ساتھ) ان ہر دو شانوں کی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ سورہ حدید میں فرمایا ہے "ثم استوی علی العرش لعلیم ما یلیح فی الارض و ما یخرج منها و ما یزل من السماء و ما یخرج فیہا و ہو معکم ابی کنتم و اللہ ما تعلمون بصیر" اور سورہ النام میں فرمایا ہے "وہو اللہ فی السموات و فی الارض لعلیم کرم و لعلیم ما تکسبون"۔

شیخ اکبر نے فتوحات کے باب ۳۶ میں بیان کیا ہے "فرمایا خداوند تعالیٰ نے ایس کنتہ شے (اسکے مانند کوئی چیز نہیں ہے)۔

۱۵ وہ ہی پہلا اور پچھلا اور باہر اور اندر اور وہ سب چیز خاتما ہے ۱۲

۱۶ بہر عرش (برین) پر بیٹا جو چیز زمین میں داخل ہوتی جیسے پانی اور بچ اور درے وغیرہ) اور جو چیز زمین سے باہر آتی (جیسے دخت وغیرہ) اور جو چیز آسمان اور تری (جیسے ہند وغیرہ) اور جو چیز آسمان کی طرف چڑھتی جیسے بخارات اور ٹیکا اعمال وغیرہ) وہ سب کچھ جانتا ہے اور مخلوق کسین بھی ہو وہ جانتا ہے اور جو کچھ تم کیا کرتے ہو اللہ اسکو دیکھ رہا ہے ۱۷ اور (کیا) آسمانوں میں اور (کیا) زمین میں وہی ہو اللہ عبادت کے لایق جو کچھ تم چاہا کرتے ہو (وہ) اور جو کچھ بکار کرتے ہو (وہ) اسکو دے گا اور جو کچھ تم کرتے وہ بھی سب) اسکو معلوم ہے ۱۲

فوصف نفسه بأمر لا ينبغي أن يكون ذلك الوصف إلا لله تعالى وهو قوله وهو معكم
 أينما كنتم فهو تعالى معنا أينما كنا في حال نزوله إلى السماء الدنيا في الثلث الباقي من
 الليل في حال كونه استوى على العرش في حال كونه في العما في حال كونه في الأرض
 في السماء في حال كونه أقرب إلى الإنسان من حبل الوريد منه وهذه نعوت لا يمكن
 أن يوصف بها إلا هو فما نقل الله عبدا من مكان إلى مكان ليرى به من آياته التي غابت
 عنه قال الله تعالى سبحان الذي أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام إلى المسجد
 الأقصى الذي باركنا حوله لنريه من أينما كنا إلى آخر ما ذكره ابن عساکر عن علي قال قال
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا تجزوا عن الدعاء فان الله تعالى أنزل على أذن
 استجب لكم فقال رجل يا رسول الله ربنا يسمع الدعاء أم كيف ذلك فانزل الله ^{رواذا}
 عبادي عني فاني قريب (الآية أي فضلا عن أن يقال يسمع الدعاء أم كيف مع كونه استوا
 على العرش ولابن مردويه عن أنس قال سأل أعرابي رسول الله صلى الله عليه وآله و
 آله وسلم أين ربنا قال في السماء على عرشه ثم تلا (الرحمن على العرش استوى) وأنزل الله
 (وإذا سألك عبادي عني فاني قريب) الآية أي له الشانان جميعا ولابن جرير والبلغو
 في معجمه وابن أبي حاتم وأبي الشيخ وابن مردويه عن الصلت بن حكيم بن معاوية
 ابن حيدة القشيري عن أبيه عن جده قال جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وآله ^{فل}

فقال يا رسول الله اقرب ربنا فتناجيه امر بعيد فنناديه فسكت النبي صلى الله عليه
 وآله وسلم فانزل الله (واذا سألك عبادي عني فاني قريب) الآية (والحديث) وسفيان
 ابن عيينة في تفسيره وعبد الله بن احمد في زوائد الزهد عن سفيان عن أبي قال قال المسلمون
 يا رسول الله اقرب ربنا فتناجيه امر بعيد فنناديه فانزل الله تعالى (واذا سألك عبادي
 عني فاني قريب) الآية ولا بن المنذر عن ابن جريح قال قال المسلمون اقرب ربنا فتناجيه
 امر بعيد فنناديه فنزلت فليستجيبوا لي طيعوني ولا تستجابوا هي الطاعة وليؤمنوا بي
 ليعلموا اني قريب احبب دعوة الداعي اذا دعاني ولعبد الرزاق وابن جرير عن الحسن
 قال اصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان ربنا فانزل الله (واذا سألك عبادي
 عني فاني قريب) الآية ولعبد بن حميد وابن المنذر عن عبد الله بن عبيد التابعي الجليل
 قال لما نزلت هذه الآية ادعوني استجب لكم قالوا كيف لنا بان نلقاه حتى ندعوه فانزل
 الله (واذا سألك عبادي عني فاني قريب) الآية فقالوا صدق ربنا وهو بكل مكان ولا بن
 ابى شيبة واحمد والبخاري ومسلم وابى داود والترمذي والنسائي وابن ماجه وابن مردويه
 والبيهقي في الاسماء والصفات عن ابى موسى الاشعري قال كنا مع رسول الله صلى الله
 عليه وآله وسلم في غزاة فحملنا الانصاع شرفا ولا نهبط واديا الارفعنا اصواتنا
 بالتكبير فدا منا فقال يا ايها الناس ارجعوا على انفسكم فانكم لا تدعون اصواتكم ولا غابا

اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا ہمارا پروردگار (ہم سے) قریب ہے کہ ہم اس سے آہستہ مناجات کریں و یا دور ہے کہ بہ آواز نہ آکرین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنوز جواب نہ دیا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی
واذا شاکم عبادی عنی فانی قریب۔ الآیہ والحدیث۔

اور روایت کیا ہے سفیان بن عیینہ نے اپنی تغیر میں اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں سفیان سے وہ ابی ہریرہ سے کہا او ہنوں نے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (کیا) خدا ہم سے قریب ہے کہ ہم اس سے آہستہ دعا کریں و یا دور ہے کہ چلا کر کہیں (اوسوقت) خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: واذا شاکم عبادی عنی فانی قریب۔ الآیہ۔

اور روایت کیا ہے ابن منذر نے ابن جریر سے کہ صحابہ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) عرض کیا کہ آیا ہمارا پروردگار ہم سے قریب ہے کہ ہم اس سے آہستہ دعا کریں و یا دور ہے کہ بہ آواز نہ آدین۔ پس (اوسوقت) یہ آیت نازل ہوئی کہ: فلیستجیبوا لی ولیمنوا لی۔ پس چاہئے کہ میرا حکم مانیں کیونکہ استجاب کے معنی اطاعت کے ہیں۔ اور چاہئے کہ مجھے یقین لاویں۔ یعنی جان لیں کہ میں قریب ہوں۔ جب کوئی دعا کرے تو بلا مجھے مانگے تو اس کے دعا کو قبول کرنا ہوں۔

اور روایت کیا ہے عبد الزاق و ابن جریر نے حسن سے کہا کہ صحابہ نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) عرض کیا کہ ہمارا پروردگار کہاں ہے۔ پس خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ واذا شاکم عبادی عنی فانی قریب۔ الآیہ۔ اور روایت کیا ہے عبد بن حمید و ابن المنذر نے تابعی جلیل عبد اللہ بن جابر سے کہا او ہنوں نے جبکہ آیت اذہنی استجب لکم نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہکو یہ امر کس طرح میں ہوگا کہ ہم خدا سے ملیں جو دعا کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آیت واذا شاکم عبادی عنی فانی قریب۔ الآیہ۔ نازل فرمائی۔ سوادن (سوال کریں) لوگوں نے کہا ہمارے پروردگار نے سچ فرمایا اور وہ ہر جگہ (جلوہ فرما) ہے اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ و احمد و بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن دہبی و بیہقی نے

کتاب السماء و الصفا میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہان میں سو ہم کبھی بلند ہوتے یا پستی میں آتے تھے تو آیا بلند تکبیر کہتے تھے۔ سو حضرت اللہ علیہ السلام ہر قریب تھے اور فرمایا اللہ کو اپنی جان تو پستی میں کہتے تھے یا غلو کہتے تھے

انما تدعون سبيعا بصيرا ان الذي تدعون اقرب الى احدكم من عنق راحلته ولا ين
 ابى شيبة عن عبد الله بن شعيب قال صليت الى جنب سعيد بن المسيب فرفعت صوتي
 بالدعاء فانتهرني وقال ظننت ان الله ليس بقريب منك وللبخاري ومسلم والنسائي
 والترمذي وابن ماجه عن ابى هريرة رفعه يقول الله تعالى انا عند ظن عبدي بي
 وانا معه اذا ذكرني (الحديث) ورواه احمد عن انس وفيه اذا دعاني ولسفيان
 فوكيع وعبد الرزاق وابن ابى شيبة في مصنفه واحمد في الزهد وابى نعيم والبيهقي
 في الشعب بسند صحيح عن كعب قال قال موسى اي رب اقرب انت فانا جيك امر بعيد
 فناديك قال يا موسى انا جليس من ذكرني ونحوه لا ابى الشيم في الثواب عن عبد الله بن عمر
 والدينوري في البحار السبعة عن عبدة والديلمي عن ثوبان رفعه بزيادة ومن ثم تسبيح لملك
 الاعظم احد حملة العرش المعظم سبحانه اين كنت واين تكون حتى لا يظن ولا يتوهم
 لذات الله تعالى التقيد بمكان معين فقد قال ابو يعلى في مسنده ناعم والناقد السخري
 بن منصورنا اسرائيل عن معاوية بن اسحق عن سعيد المقبري عن ابى هريرة قال قال
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذن لي ان احدث عن ملك قد مرقت رجلا الارض
 السابعة والعرش على منكبه وهو يقول سبحانه اين كنت واين تكون وسنده صحيح على
 شرط الائمة الستة خلا معاوية فاخرج له البخاري مقرونا بغيره وابوداؤد في القدر

٤٠
 رواه الكليني في الصحيح
 عن ابى جعفر والتقى
 في التوحيد وعين
 اخبار الرضا عنه عن
 ابيه في الرضا عن
 المعظم عليه وآله
 السلام في ذلك
 كما استدل على ما
 التقه الاثنى عشرية
 في جملة كل كتاب

بلکہ جسکو تم بچا رہے ہو وہ دیکھنے والا اور سننے والا ہے وہ تمہیں سے ہر ایک کے ساتھ اسکی اونٹ کی گردن پر بیٹھا ہوگا اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ بن شعیب سے کہا کہ میں نے سعید بن مسیب کے بازو میں نماز پڑھی اور باوازل بند دعا کی۔ پس انہوں نے مجھکو جھوٹا کہا کہ شاید مجھکو یہ گمان ہے کہ اللہ جل شانہ میرے نزدیک نہیں ہے۔ اور روایت کیا ہے بخاری و مسلم و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً۔ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ رکھتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جبکہ وہ مجھے یاد کرے۔ التحدیث۔ روایت کیا ہے احمد نے انسؓ سے مثل اس کے جس میں اذا ذکرنی کے جا پر اذا دعانی ہے۔ اور روایت کیا ہے سفیان نے۔ اور اونکی جہت سے وکیع نے۔ اور عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ دونوں نے اپنے اپنے مصنف میں۔ اور احمد نے کتاب الزہد میں۔ احمد ابو نعیم نے۔ اور سیہقی نے شعب الایمان میں بسند صحیح کعبہ سے۔ کہا او مضمون نے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ الہی آیا تو قریب ہے کہ میں تجھ سے آہستہ مناجات کروں۔ و یا بعید ہے کہ باوازل بند اگر وہ تو ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ میں اپنے یاد کرنے والے کا ہنشین ہوں۔

اور روایت کیا ہے ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں عبد اللہ بن عمر سے۔ اور دینوری نے کتاب الحجۃ میں عبیدہ سے مثل اس کے اور دیلمی نے ثوبانؓ سے مرفوعاً کیقہ زیادتی کے ساتھ۔ اور حاملین عرش میں فرشتہ اعظم کی تسبیح (سجائک ابن کنت و ابن تکون) بھی اسی لحاظ سے ہے۔ جس سے مکان معین میں ہونیکا گمان یا وہم ذات الہی کے متعلق نہیں ہو سکتا۔ کہا ابو یعلیٰ نے اپنی سند میں کہ روایت کیا ہم کو اسرائیلؑ نے معاد یہ بن اسحق سے وہ سعید مقبری سے وہ ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھکو اجازت دیجئی ہے کہ (تم سے) ایک فرشتہ کا حال بیان کروں جس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین سے نیچے نکلے ہوئے ہیں اور عرش اس کے کندھے پر ہے اور وہ کہتا ہے سجائک ابن کنت و ابن تکون۔ اسکی سند شروط ائمہ صحاح ستہ کے موافق صحیح ہے سولے معاد یہ کے روایت کیا ہے ابن بخاریؒ (جبکہ دوسرا روایت بھی روایت کیا ہو) اور ابو داؤد نے کتاب القدرین

والنسأى وابن ماجة وحدث عنه شعبة ولا يحدث الا عن ثقة عنده وجماعة و
قال ابو حاتم لا بأس به وثقه احمد والنسأى وابن حبان فقيلاً ابى زرعة وحدثه شيخ
وايه ولعله لمثل هذا الحديث عليل غير حجة فحديثه وحده حجة وقد عزاه السيوطي
في الدار المنثور لابى يعلى وابن مردويه بسند صحيح مع ان له شواهد هو بها متعاضدا
فللطبراني في الكبير وابى نعيم في الحلية عن ابن عباس رفعاً ان الله عز وجل ملكا اقول
التقوى السموات السبع والارضين بلقمة واحدة لفعل تسبيحه سبحانك حيث كنت
وللطبراني في الاوسط عن انس اذن لي ان احدث عن ملك من حملة العرش رجلاه
في الارض السابعة السفلى على قرنه العرش ومن شجرة اذنه وعاتقه خفقان
سبعائة عام يقول ذلك الملك سبحانك حيث كنت وللخطيب في المتفق والمفتق
عن ابن عمر نحوه وفيه ابو معشر المدي ولكنه متعاضدا بالشواهد وفيه ما بين عاتقه
الى شجرة اذنه سبعائة سنة وسبحانك حيث ما كنت فليتنظروا ليعن وليتدبروا
معاني سبحانك اين كنت واين تكون وسبحانك حيثما كنت وسبحانك حيث كنت
مطابقة بالآيات المتلوات ونحوها وللبخاري ومسلم والنسأى والبيهقي في الاسماء
والصفات عن انس رفعاً ان احداكم اذا قام في صلاته فانه ينادي ربنا ربنا ربنا ربنا
بين القبلة فلا يزيق احداكم قبل قبلته ولكن عن يساره او تحت قدمه ولموسى بن

اور نسائی وابن ماجہ نے اور شعبہ نے اونے روایت کی ہے اور شعبہ اوسی سے روایت کرتے ہیں جو اونکے نزدیک ثقہ ہو اور سوائے شعبہ کے اونے اور ایک جماعت نے ہی روایت کیا ہے اور ابو حاتم نے اونکی نسبت کہا ہے کہ اونہیں کوئی خطر نہیں ہے اور احمد و نسائی وابن حبان نے اونکو ثقہ کہا ہے پس صرف ابو زرہ کا اونکو شیخ واہی کہنا علیل ہے دلیل نہیں ہو سکتا۔ پس صرف معاویہ کا حدیث مقبول ہے۔ اور شاید کہ ایسے مضمون کی حدیثوں کی روایت کیوجہ سے ہی اونہوں نے یہ روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کو سیوطی نے دثور میں بسند صحیح ابو یعلیٰ وابن مردویہ کی طرف نسبت کیا ہے۔ اسکے علاوہ اسکے شواہد بھی ہیں جن سے اسکو قوت ہوتی ہے۔ چنانچہ روایت کیا ہے طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابوالفہیم نے حلیہ میں ابن عباس سے مرفوعاً کہ خداے تعالیٰ کا ایک ایسا فرشتہ یہی ہے کہ اگر اسکو حکم ہو تو ساتون آسمان وزمین کو ایک لقمہ کر جائے۔ اسکی تسبیح سجاانک حیث کُنت ہے۔ اور روایت کیا ہے طبرانی نے معجم اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے کہ مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ حاملین عرش میں سے ایک فرشتہ کا حال (تم سے) بیان کروں کہ اس کے پاؤں ساتون زمین میں ہیں۔ اور عرش معلیٰ اسکی سینگ پر ہے اس کے کان کی ٹو سے کا ندھے تک سات سو برس کی راہ کا فاصلہ ہے۔ اسکا وظیفہ سجاانک حیث کُنت ہے۔

اور روایت کیا ہے خطیب نے کتاب المتفق والمفترق میں ابن عمر سے یہ تبدل بعض الفاظ۔ جسکے راویونہیں ابومعشر مدنی ہی ہیں (جو ضعیف ہیں) لیکن دوسری ہم معنی روایتوں سے اسکو قوت حاصل ہوتی ہے پس غور کرنا چاہئے کہ سجاانک این کُنت و این تکون و سجاانک حیث کُنت و سجاانک حیث کُنت کو آیات مذکورہ وغیرہ سے کس قدر مطابقت اور مناسبت ہے۔

اور روایت کیا ہے بخاری و مسلم و نسائی نے اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں انس سے مرفوعاً (یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو وہ (اوسوقت) اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے اور باریتعالیٰ اس کے اور قبلہ درمیان رہتا ہے۔ پس چاہئے کہ نمازی (اوسوقت) قبلہ کی جانب نہ ہو کہ بلکہ اگر ضرورت ہو تو (بائیں جانب دیا قدم کے نیچے تھو

اور روایت کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے پیر (اونکی جیت سے) ابن جریج نے پیر (اونکی جیت سے) بخاری اور مسلم نے اور حاکم نے پیر (اونکی جیت سے) بیہقی نے۔ ابن عمر سے مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھتا ہو تو اپنے روبرو نہ ہو کے کیونکہ نماز کے وقت اللہ جل شانہ روبرو ہوتا ہے۔

اور روایت کیا ہے ابن ماجہ نے ابو داؤد شقیق بن سلمہ سے کہ خذیفہ نے شبت بن ربیع کو (نماز کی وقت روبرو نہ ہو کتے ہوئے دیکھا پس کہا اے شبت اپنے روبرو مت ہو گا کر کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے منع فرماتے تھے اور فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنے وجہ کریم سے اس کے مقابل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ شخص فارغ ہو جاوے یا کوئی بُرا کام کرے اور روایت کیا ہے ابن خزمیہ نے کتاب التوحید میں شقیق سے کہا اوہون نے کہ ہم (چند لوگ) خذیفہ کے پاس تھے پس شبت بن ربیع نے نماز پر ہنی شروع کی اور نماز میں اپنی روبرو نہ ہو گا۔ تو خذیفہ نے فرمایا کہ اے شبت نہ اپنے سامنے نہ ہو گا کرو نہ سیدھی جانب کیونکہ سیدھی جانب نیکوئی کا لیکن والا فرشتہ ہوتا ہے بلکہ اپنی بائیں جانب دیا پیچھے نہ ہو کنا چاہئے۔ اس لئے کہ بندہ جبکہ اچھی طرح منہ کر کر نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو اللہ جل شانہ اس کے طرف اپنے وجہ کریم سے مقابل ہوتا ہے اور اس مناجات کرتا ہے پس رُخ نہیں پیرتا ہے یہاں تک کہ بندہ فارغ ہو جاوے یا کوئی بُرا کام کرے۔

الغرض ان احادیث کے معنی یہ ہیں کہ بندہ جبکہ نماز پڑھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے اوجہ قبلہ کے درمیان متوجہ برحمت ہوتا ہے (نہ بغضت چونکہ) اس کو فنا نہیں کرتا ہے بلکہ باقی رکھتا ہے اور نجات دیتا ہے رعایت و حمایت کرتا ہے کیونکہ بندہ (اس وقت) مناجات کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اپنی وجہ کریم سے اس کے طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اس لئے اس وقت خاص میں روبرو ہرگز نہیں ہو کنا چاہئے اگرچہ جناب باری تعالیٰ باطناً ہر طرف اور ہر مکان میں ہے جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ مثل نور آفتاب کے بہ تنزیہ بلا تشبیہ سچا نہ ما عظم شانہ و احسانہ۔ اور فرمایا خدا تعالیٰ نے اللہ نور السموات والارض الایہ۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ نور ہی میں اس کو کھڑے دیکھوں اور اسما حسنہ میں انور بھی ہے۔

أيضا اقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد فاكثروا له عارواه احمد ومسلم
 ابوداؤد والنسائي وابو يعلى عن ابي هريرة وورد اقرب ما يكون الرب من العبد في جوف
 الليل الاخر فان استطعت ان تكون ممن يذكر الله في تلك الساعة فكن اخرجته الترمذي
 والنسائي والحاكم عن عمرو بن عبسة و لابن مردويه والبيهقي في الشعب عن عباد بن
 الصامت رفعه ان من افضل ايمان المرء ان يعلم ان الله معه حيث كان والطبراني في الكبير
 والاوسط عنه رفعه ان افضل الايمان ان تعلم ان الله معك حيث ما كنت وهذا
 ذكرنا بحجة وسط لم يسه حجة غلط فانه اعمال لدلائل الطرفين واشغال بمسائل الشرف
 والخير كله في الاعمال والاشغال دون الاهمال والاعغال والتاويل لاحد النصين في
 الطرفين من غير دليل عليل ليس عليه تعويل فانه تحليل وتعطيل للظاهر كما هو ظاهر
 لا تعميل وليس احدهما في هذا با ولى من الاخر قد بر وتبصر (فائق) الى الجمع بين النصوص
 على الخلوص عائدة قال ابن القيم تامل خطاب القران تجد ملكا له الملك كله وله الحكيم
 كله ازمة الامور كلها بيده ومصلها رها منه وموردها اليه مستويا على العرش لا يحيط
 عليه خافية من اقطار مملكة عالمها بما في نفوس عبده مطلعا على اسرارهم وعلايتهم
 منفرد ابتداء السلكة لسمع ويرى ويعطى ويمنع ويشيب ويعاقب ويكرم ويهين و
 يخلق ويرزق ويميت ويحيى ويقدر ويقضه ويدبر الامور نازلة من عند دقيقتها

وجليها صاعلة اليه لا تتحرك ذرة الا باذنه ولا تسقط من ورقة الا بعلمه
 فتأمل كيف تجلثيثة على نفسه ويحمد نفسه ويحمد نفسه وينصحه عبادة ويذلهم
 على ما فيه سعادتهم وفلاحهم ويرغبهم فيه ويحذرهم ما فيه هلاكهم ويتعرف اليهم
 باسمائه وصفاته ويحبب اليهم بنعمه والاله يدكرهم بنعمه عليهم ويامرهم بالاستوجابون
 به تمامها ويحذرهم من نقمه ويدكرهم بما اعد لهم من الكرامة ان اطاعوه وبما اعد لهم من العقوبة
 ان عصوه ويخبرهم بصنعه في اوليائه واعلائه وكيف كانت عاقبة هؤلاء وهؤلاء ويتشبه على
 اوليائه بصالح اعمالهم واحسن اوصافهم ويدكرهم بآلاءه بسبب اعمالهم فيصنعهم ويضرب
 الامثال وينوع الادلة والبراهين ويحبب عن شبه اعدائه احسن الاجوبة ويصدق الصادق
 ويكذب الكاذب ويقول الحق ويهدي السبيل ويدعو الى دار السلام ويدكر اوصافها وحسنها
 ونعيمها ويحذر من دار البوار ويدكر عذابها وقبحها والامها ويدكر عبادة فقرهم اليه وشدة
 حاجتهم اليه من كل وجه وانهم لا غنى لهم عنه طرفة عين ويدكر غناه عنهم وعن جميع الموجودات
 وانه الغنى بنفسه عن كل ما سواه وكل ما سواه فقير اليه بنفسه وانه لا ينال احد ذرة من الخير
 فما فوقها الا بفضلها ورحمته ولا ذرة من الشرف ما فوقها الا بعلمه وحكمته وتشهد من خطاب
 عتابه لاحبابه اللطف عتاب وانه مع ذلك مقيم عثراتهم وغافل عنهم ومقيم اعداءهم
 ومصلح فسادهم والدافع عنهم والحامي عنهم والناصر لهم والكفيل بمصالحهم والمنجي عنهم

اور اوس کی طرف چڑھتے ہیں۔ ایک ذرہ بغیر اوس کے اذن کے نہیں جتا ہے اور ایک پتا بغیر اوس کے علم کے نہیں گرتا ہے تو تامل کر تو اوس کو یاد دیکھا کہ کس طرح اپنے ذات پاک کی ثنا اور تجید اور مدح کرتا اور اپنے بندوں کے خیر خواہی کرتا ہے کہ حسین اوس کی سعادت اور فلاح ہے وہ اوس کو بتلاتا ہے اور اوس کی طرف اوس کو رغبت دلاتا ہے اور جس میں اوس کی ہلاکی اور خرابی ہے اوس سے اوس کو ڈراتا ہے اور اپنے اسماء و صفات کو بتلا کر اپنی ذات سے اوس کو شناسا کرتا ہے اپنے نعمتوں کے اظہار سے اور اپنے انعامات یاد دلانے اور اوس کو ایسے کاموں کا حکم کرتا ہے جنکے وجہ سے کامل النعم پانے کے مستحق ہو جائیں۔ اور اپنے عذابوں اور اوس کو ڈراتا ہے اور جو درجات عالیہ اپنی اطاعت پر اوس کے لئے مقرر کئے ہیں اوس کو بیان کرتا ہے اور جو عذاب و تکالیف اپنی معصیت اور نافرمانی پر اوس کے لئے ہمارے ہیں اوس کی خبر دیتا ہے اور اپنی اولیا اور اعدائے ساتھ جو برتاؤ کیا ہے اور جو کچھ اوس کا مال کار ہوا ہے اوس سے آگاہ اور خبردار کرتا ہے اور بسبب اعمال صالحہ اور اوصاف حمیدہ کے اپنے اولیا کی ثنا و مدح کرتا ہے اور اعمال قبیحہ اور صفات ذمیمہ کی وجہ سے اعدائے مذمت و براہی کرتا ہے ہر طرح کی مثالیں اور انواع و اقسام کے دلائل اور براہین بیان کرتا ہے اور اپنے اعدائے کے شہادت کا خوب ترین جواب دیتا ہے صادق اور راست باز کی تصدیق اور کاذب اور دروغ گو کی تکذیب کرتا ہے حق کہتا اور راہ راست کی ہدایت کرتا ہے جنت دار السلام کی طرف بلاتا اور اوس کے اوصاف و خوبیوں اور نعمتیں بیان کرتا ہے اور دوزخ سے ڈراتا ہے اور اوس کو عذاب و جزا اور تکالیف بیان کرتا ہے اور اپنی طرف اپنی بند و نکاہر طرح شدت سمجھتا ہے ہونا ظاہر کرتا ہے اور یہ کہ بند و نکاہر اوس کی طرف سے ہے نہیں اور وہ اپنی مخلوقات سے اپنی بے پردائی کو واضح کرتا ہے اور نیز بیان کرتا ہے کہ بذات خود اپنی نواسی بے پرواہی اور اوس کو ماسوا اوس کے فقیر و محتاجین کوئی بد و ن اوس کی فضل و رحمت کے ایک ذرہ بہرہ اور اوس سے زیادہ پہلائی تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی دوسری برائی کو بغیر اوس کے عدل و حکمت کے پہنچ سکتا ہے نیز اوس کے خطاب سے اوس کا عتاب و لطف امیر اجابتی تو مشاہدہ کرتا ہے اور بائیں ہمہ اوس کے لغزشوں سے درگزر کرنا اور خطاؤں کو معاف کرتا ہے اور اوس کی عذرات کو قائم کرتا ہے اور اوس کی خرابی و فساد کی اصلاح کرتا ہے اور اوس کا طرفدار اور حامی ہوتا ہے اور اوس کی فلاح و بہبود کا کفیل اور ضامن ہوتا ہے اور اوس کو ہر تکلیف سے نجات دینے والا ہے۔

فاذا وجدت النفوس من القرآن والتحش ملكا الكليل كبريا جليلا
 شأنه وحسنه هكذا فلا بد تودده وتشتاق وتتقرب اليه وتحب لربه وتعتمد وتوكل
 في جميع اموره عليه بالوجه الخشيت وتميز في كل امر الدنيا والدين والعقبه بين كل طيب
 وخبيث هذا ولما فشت في المتأخرين من المتكلمين والفقهاء التأويل والتعطيل في الاعتقاد
 والاستواء استحسن ان يحكى ما روى او رأى المتقدمون من المتكلمين والفقهاء الذين شاع
 بهم الاقتلاء وذاع منهم الاهتلاء موافقا لما عليه اهل بيت النبوة الكبراء وان طال
 المقال دفعا للبراء والتوفيق من حضرة العظمة والكبرياء قال اعظم الفقهاء الاربعة واقفا
 متكلم صغار التبعة اكتبه ابو خيفة النعمان في باب الايمان
 من كتاب مسند الآثار رواية محمد بن الحسن عنه وهو اشهر مسانيد باظهر لسانه ورواه
 محمد بن ابي سليمان بن جوز جاني وابو حفص الكبير البخاري واسماعيل الرازي قال تمتع بطريق
 عن عبد الله بن رواحة انه سمى شاة من غنمه لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واوصى بها
 جارية له كانت في الغنم فكان يتعاهدها وينظر اليها كلما اتى الغنم حتى سمحت وصلحت
 فجاء يوما ففقدوها من الغنم فسالها عنها فقالت ضاعت فاطم وجهها فلما سرى ذلك عنه
 اتى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فلخبره بالقصة فقال لم املك نفسي ان لطمتها قال فاعظم
 ذلك النبي صلى الله عليه وآله وسلم وقال لعلماء مؤمنة قال يا رسول الله انها سوداء

ابو خيفة ومن تبعه

له
 ما يقول الكلبه قال
 سنان بن مهران وهو جهم
 بنون بن سعيد بن جهم
 بن القاسم بن مالك وقد
 الشافعية قال انما خلق
 في خلقه في اذ خضر
 ابو يعلى

اقوال الفقهاء الاربعة ورواه جهم المتبعة

اور جب لوگوں کے دل قرآن اور حدیث میں ایسا بادشاہ مالک بڑا اختیار والا کرم کرنے والا شان جلال اور جمال والا احسان والا پادشہ بن گئے تو ضرور اس سے محبت رکھیں گے اور اس کے مشتاق ہونگے اور اس کی نزدیکی پہنچیں گے اور اس کی محبت چاہیں گے اور اس پر سب کاموں میں بہت جلد بہرہ و سادہ اعتماد کریں گے اور پوچھنا اور دین اور عقیقہ کے کام میں ہر ایک اور ناپاک میں فرق سمجھیں گے اور چونکہ متاخرین فقہاء و متکلمین میں دربارہ مسئلہ اعتلاء و استواء تاویل و تعطیل شایع ہو گئی ہے ہم نے مستحسن سمجھا کہ روایتیں اور رائے متقدمین فقہاء و متکلمین کی جنکا اقتدار شایع اور کبریا اہل نبوت کے موافق اور ان سے ہدایت یابی ہوئی ہے نقل کریں تا نزاع مرتفع ہو جائے اگرچہ کلام دراز ہو جائے اور توفیق بارگاہ عظمت و کبریا سے ہے۔ اعظم فقہاء اربعہ و اقدم متکلمین ضغارتبعہ متبعہ ابو حنیفہ نعمان نے باب الایمان میں کتاب الاثار کے جو روایت محمد بن الحسن کی آپ سے ہی (اور یہ کتاب ابو حنیفہ کے مشہور ترین مایند سے بظاہر ترین اسایند ہے کہ اسکو ابو سلیمان جوزجانی اور ابو حفص کبیر بخاری اور اسماعیل رازی تینوں نے محمد بن الحسن سے روایت کیا ہے) فرمایا کہ ہم سے بیان کیا عطاء بن ابی رباح نے عبد اللہ بن رواحہ سے کہ انہوں نے اپنی گلدہ میں سے ایک بکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مخصوص کر رکھی تھی اور اپنی باندی کو گلدہ میں رہتی تھی اسکی حفاظت کی تاکید کر دی تھی اور جب گلدہ میں آتے تھے اسکا خیال رکھتے تھے اور دیکھتے رہتے تھے کہ وہ فریاد اور خوشنما ہو گئی ایک روز اگر انہوں نے اسکو نہ پایا تو باندی سے دریافت کیا اس نے کہا کہ گم ہو گئی غصہ ہو کر اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا جب غصہ فرو ہوا تو بنی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سرایا برکت میں حاضر ہو کر تمام قصہ عرض کیا اور کہا میں نے بے اختیار ہو کر طمانچہ مار دیا۔ خاطر یہاں پر یہ امر گران گوارا اور فرمایا کہ شاید وہ مومنہ ہے عبد اللہ نے عرض کیا کہ وہ جشیہ ہے۔

۱۵ یعنی عرش معلیٰ کے اوپر ہونا اور بیٹنا۔

۱۶ تاویل کلام کو طمانچہ سے پہیر دینا اور تعطیل اسکو معطل رکھنا ۱۲

قال فقال انت بها فلما جاء بها قال لها النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان الله قالت في السماء
 قال من انا قالت انت رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هي مؤمنة قال فقال
 عبد الله بن رواحة فهي حرة يا رسول الله وابن ابي رباح عن ابن رواحة منقطع ولكنه
 متصل من وجوه اخرى صحيحة فاخرجه الحافظ ابن خثروني مسند ابي حنيفة عنه عن
 عطاء بن ابي رباح ان رجالا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حدثوه ان
 عبد الله بن رواحة كانت له راعية تتعاهد غنمه فلما كنحوه باسط منه ونحوه هذه القصة
 قصص اخرى تؤدي معناها عن معاوية بن الحكم السلمي اخرجها مالك في الموطأ وابو الشيخ
 ومسلم وابو داود والنسائي وعن محمد بن الشريد اخرجها اصحاب السنن وعن ابي هريرة اخرجها
 احمد والبيهقي والقاضي بواحد الغسال في كتاب المعرفة له وحسنها الذهبي وعن ابن عباس
 اخرجها الغسال بسند صحيح وعنه يحيى بن عبد الرحمن بن حاطب قصة جدنا نحوها اخرجها
 الغسال باسناد صحيح عنه فقوله صلى الله عليه وآله وسلم بعد سواها وجوابها انها مؤمنة
 حكمه بانه من لم يقل مثله ليس بمؤمن ومن هنا ما روى شيخ الاسلام عبد الله الانصاري
 في كتابه الفاروق باسناد عن ابي بكر بن نصير بن يحيى عن الحكم بن عبد الله ابي مطيع البلخي صاحب
 الفقه الاكبر قال سالت ابا حنيفة عن يقول لا اعرف ربي في السماء او في الارض فقال قد كفر
 لان الله تعالى يقول الرحمن على العرش استوى وعرشه فوق سبع سموات فقلت انه يقول قول

له
 قال الحاكم في معرفة الزعم
 على الحديث سمعت محمد
 بن مسلم بن هاني يقول سمعت
 ابا بكر محمد بن الحنفية يقول
 من اقبل الله تعالى على
 عرشه قد استوى فوق سبع
 سموات فهو كافر به يستتاب
 حتى تترك الارض غنقه
 فان تاب اقبل الله عليه
 والحق بغيره انما لا يقبل
 لا ينادي المسلمين ولا العالمين
 بنين ربه يحيى حنيفة كان
 ماله قسرا لا يريته احدا من
 المسلمين اذا مسلم لا يريته
 النافق كما قال صلى الله عليه
 وآله وسلم

فرمایا کہ اوس کو لیکر آؤ۔ حسبِ شاداد کو حاضر کیا تو اوس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہان ہے اوس نے عرض کیا کہ آسمان میں ہے۔ پھر فرمایا کہ میں کون ہوں اوس نے عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اس پر ارشاد ہوا کہ یہ مومنہ ہے۔ عبد اللہ نے عرض کیا کہ اب یہ آزاد ہے۔ ابن ابی رباح کی روایت گو ابن رواحہ سے منقطع ہے لیکن یہ حدیث دوسرے صحیح طرق سے متصل ہے چنانچہ حافظ ابن خسر نے مسند ابی حنیفہ میں عطاء بن ابی رباح سے روایت کی ہے کہ چند اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن رواحہ کی ایک بکریاں چرانے والی تھی۔ اور زیادہ بسط سے اویس کے مانند ذکر کیا۔ اور ایسی ہی اکثر قصص ہیں جن سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ معاویہ بن الحکم سلمیٰ سے مالک نے موطا میں اور ابن ابی شیبہ و مسلم و ابو داؤد و نسائی نے اور مجاہد شریف سے اصحاب سین نے اور ابو ہریرہ سے احمد اور بغوی نے اور قاضی ابوالاحمد غسال نے اپنی کتاب المعرفة میں اسکو روایت کیا ہے اور ذہبی نے اسکی تحمیں کی ہے۔ اور غسال نے بسند صحیح ابن عباس سے اور یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب سے اور کج داد کا قصہ اسی کے مانند باسناد صحیح روایت کیا ہے۔ پس فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بعد سوال و جواب کہ وہ مومنہ ہے۔ اس بارہ میں حکم صحیح ہے کہ جو کوئی ایسا نہ کہے وہ مومن نہیں ہے۔ بہت ہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام عبداللہ انصاری نے اپنی کتاب الفاروق میں باسناد خود ابو بکر بن نصیر بن یحییٰ سے ادھون نے حکم بن عبداللہ ابو مطیع البلیخی صاحب فقہ اکبر سے نقل کی ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے پوچھا جو شخص کہے کہ میں نہیں جانتا میرا رب آسمان میں ہے یا زمین میں وہ کون ہے ابو حنیفہ نے کہا کہ وہ بلا شک کافر ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (الرحمن علی العرش استوی) اور اللہ کا عرش ساتون آسمان کے اوپر ہے۔ میں نے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ میں کہتا ہوں۔

۱۱ یعنی ان دو نوین سے ایک واسطہ کٹ گیا ہے ۱۱

۱۲ رحمن عرش کے اوپر بیٹھا ہے ۱۲

على العرش ستوى ولكن لا ادري العرش في السماء او في الارض فقال اذا انكرانه في السماء فقد
 كفروا في رواية لغيره من قال لا اعرف ربي في السماء او في الارض فقد كفر لان الله تعالى
 على العرش ستوى وعرشه فوق سبع سموات قلت فان قال انه على العرش ولكنه يقول
 لا ادري العرش في السماء ام في الارض قال هو كافران انه انكر ان يكون في السماء ومن انكر ان يكون
 في السماء فقد كفر لان الله تعالى في اعلى عليين وهو يدعى من اعلى لا من اسفل وقال ابو حنيفة
 في الوصية والشهيرة عند الحنفية ثم قربان الله تعالى على العرش استوى من غير ان يكون له حاجة
 اليه واستقرار عليه وهو الحافظ للعرش وغير العرش فلو كان محتاجا لما قدر على ايجاب العالم
 وتديره كالمخلوق ولو صار محتاجا الى الجلوس والقرار فقبل خلق العرش اين كان الله تعالى فهو
 منزله عن ذلك علوا كبيرا نقله الشيخ على القاري في شرح الفقه الاكبر وقال البيهقي في
 كتاب الاسماء والصفات انا ابو زكريا ابن الحارث الفقيه قال انا ابو محمد بن حيان اى ابو الشيخ
 الحافظ انا احمد بن محمد بن نصر ثنائي بن يعلى قال سمعت نعيم بن حماد يقول سمعت نوح بن
 ابي ربيعة ابا عصمة اى المشهور بالجامع لجمعه العلوم يقول كنا عند ابي حنيفة اول ما ظهر
 اذ جاءته امرأة من ترمذ كانت تجالس جهما فدخلت الكوفة فاطننا قل ما رايت عليها
 عشرة الاف من الناس تدعو الى رايها فقليل لها ان ههنا رجلا قد نظر في المعقول يقال
 له ابو حنيفة فانت فقلت انت الذى تعلم الناس المسائل وقد تركت دينك واين

وتعالى

(اَلرَّحْمٰنُ عَلٰی الْعَرْشِ اسْتَوٰی) لیکن یہ کہ عرش آسمان میں ہے یا زمین میں یہ معلوم نہیں۔ ابو حنیفہ نے کہا جب وہ اللہ تعالیٰ کے آسمان پر ہو بیٹھا منکر ہے تو بلاشبہ کافر ہے۔ اور ابو مطیع کے علاوہ اور شخص کے روایت میں ہے کہ جو شخص کہو میں نہیں جانتا میرا رب آسمان میں ہو یا زمین میں ہے۔ بیشک وہ کافر ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے اور اس کا عرش ساتون آسمانوں کے اوپر ہے۔ سایل نے کہا کہ اگر وہ کہے کہ اللہ عرش پر تو ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ عرش آسمان پر ہے یا زمین میں ابو حنیفہ نے کہا کہ وہ کافر ہے اس لئے کہ اللہ کے آسمان میں ہو بیٹھا منکر ہو اور جو اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں ہو۔ اور بلندی کے جانب آدھ کو اُٹھا جاتا ہو نہ پستی کی طرف اور ابو حنیفہ نے وصیت میں (جو حنیفون کے یہاں مشہور ہے) کہا ہے ہم مقبرین کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے بغیر اسکے کہ اللہ کو عرش کی کچھ ضرورت ہو اور اس کو اس پر استقرار ہو اور وہی گنجبان ہو عرش اور غیر عرش کا اگر عرش کا محتاج ہو تا تو مخلوق کی طرح عالم کو بنانے اور اس کی تدبیر کی قدرت نہ کہتا اور اگر اس کو عرش پر جلوں و استقرار کی احتیاج ہوتی تو عرش پیدا کرنے کے قبل کس جگہ تھا۔ لہذا وہ اس سے منزہ اور بلند و برتر ہے۔ اس کو نقل کیا ہے شیخ علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں۔ اور بیہقی نے کہا ہے کتاب الاسماء والصفات میں کہ خبر دی ہو کہ ابو زکریا بن عارث فقیہ نے کہا کہ ہکو خبر دی ابو محمد بن حیان یعنی حافظ ابو الشیخ نے کہا کہ ہکو خبر دی احمد بن جعفر بن نعیر نے کہ ہم سے حدیث کی ہے یحییٰ بن یعلیٰ نے کہا سنا میں نے نعیم بن حماد سے وہ کہتے تھے میں نے سنا ہے اباعصمہ نوح بن ابی مریم سے جو جامع العلوم ہوئے کیوجہ سے لقب بجامع ہو کہ ہم ابو حنیفہ کے پاس تھے اونکی ابتداء شہرت کے ایام میں ایک عورت ترمذی آئی جو ہم کے پاس بیٹھا کرتی تھی وہ کوفہ میں داخل ہوئی اور اقل درجہ دس ہزار آدمی اس کے گرد میں نے دیکھی وہ وہ لوگوں کو اپنی مذہب کی طرف بلاتی تھی کسی نے اس سے کہا کہ یہاں ایک معقولی آدمی ہے جس کو لوگ ابو حنیفہ کہتے ہیں وہ عورت ابو حنیفہ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم ہی لوگوں کو مسائل سکھاتے ہو حالانکہ تم نے اپنا دین ترک کر دیا ہے۔

الهك الذي تعبداً فسكت عنها ثم مكث عنها سبعة أيام لا يحبها ثم خرج اليها وقد وضع كتاباً
 ان الله تبارك وتعالى في السماء دون الارض فقال له رجل ارايت قول الله عز وجل (وهو
 معكم اينما كنتم) قال هو كما تكتب الى الرجل في معك وانت غائب عنه والمعنى بالسماء في
 حديث الجارية السوداء وقول ابي حنيفة بلجة السامية العالية فيشمل العرش والسيادة
 الدنيا اذ ينزل اليها وهو مستوعب العرش بشا وقال اسحق بن ابراهيم قال
 ابو حنيفة اتانا من المشرق رايا ن خبيثان جهم معطل ومقاتل مشبه وقال
 محمد بن سماعه عن ابي يوسف عن ابي حنيفة افرط جهم في النفي حتى قال انه
 ليس بشي وافرط مقاتل في الاثبات حتى جعل الله تعالى مثل خلقه وقال
 الحسين بن اشكاب عن ابي يوسف بخراسان صنفان ما على الارض ابغض لي منهم المقاتلية
 والجهمية اثبتها للحفاظ المزي والذهبي والعسقلاني في التهذيب والتدنيب وتهذيب
 التهذيب وقال الذهبي وغيره قصة ابي يوسف صاحب ابي حنيفة مشهورة في استنابة
 بشر المرسى اما انكران يكون الله تعالى فوق العرش وانكر الصفات واظهر قول جهم رواها
 ابن ابي حاتم وغيره واسند الالكائي في كتاب السنة وغيره عن محمد بن الحسن قال تفق الفقهاء
 كلهم من المشرق الى المغرب على الايمان بالقرآن والاحاديث التي جاء بها الثقات عن
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في صفة الرب عز وجل من غير تشبيه ولا وصف

۱۵ اللہ کی
کو مخلوق کے صفات
مشابہت دینا اور
فصل سے منہ بیاں

اور تم جس خدا کی عبادت کرتے ہو وہ کہاں ہے۔ ابو حنیفہ ساکت رہے اور سات روز تک اوسکو جواب نہ دیا پھر
ایک کتاب لکھ کر ہمارے پاس لائے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان میں ہر زمین میں ہر بہن میں ہر ایک آدمی نے کہا کہ جو
مسلم ہے کہ اللہ سب جانتا ہے (وہو حکم انما کنتم) ابو حنیفہ نے کہا کہ اسکی ایسی مثال ہو کہ تم کسی کو خط میں لکھو
تیرے ساتھ ہوں اور تم اوس سے دور ہو۔ اور مراد آسمان سے جاریہ سودا کی حدیث میں اور ابو حنیفہ کے مقولہ
میں بلندی بلندی جیت ہو جو شامل ہو عرش اور دنیا کے آسمان کو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان پر نازل فرماتا ہے اور عرش پر اپنی شان
رہتا ہے۔ اولیٰ بن ابراہیم نے کہا کہ ابو حنیفہ کہتے تھے ہمارے پاس مشرق سے دو اعتقاد حبشہ آئی ہیں ایک جہم
مطل کا اور دوسرا مغال مشبہ کا۔ اور محمد بن ساعدہ نے بواسطہ ابی یوسف ابی حنیفہ سے روایت کی ہو کہ جہم نے
صفات کے انکار میں بیان تک افزاء کی کہ اللہ تعالیٰ کو کہا کہ وہ شئی نہیں ہے یعنی شئی کا لفظ اوسکو حق میں مت
بولو اور مقاتل نے متھانے بتکریمین اتنا علو کیا کہ اللہ تعالیٰ کو مثل مخلوق کے ٹھہرا دیا۔ اور حسین بن اسکاب نے
ابی یوسف سے روایت کی ہو کہ خراسان میں دو گروہ ہیں جنکو میں سب اہل دنیا سے برا سمجھتا ہوں۔ متھانے
اور جہم۔ اس روایت کو حافظ مزی اور ذہبی اور عقیلی نے تہذیب اور تہذیب اور تہذیب التہذیب میں
کیا ہے اور ذہبی وغیرہ نے کہا کہ ابو حنیفہ کے شاگرد ابو یوسف کا قصہ مشہور ہو بشری سے تو بہ لینے کا جب
اللہ کے عرش پر ہونے کا اور صفات کا شکر اور جہم کے قول کا قایل ہوا تھا ابن ابی حاتم وغیرہ نے اس
کو روایت کیا ہے۔ اور لا لکائی نے کتاب السنۃ وغیرہ میں محمد بن الحسن سے روایت کی ہو کہ مشرق اور مغرب
تمام علما متفق ہیں قرآن اور اودن حدیث پر ایمان لانے میں کہ جنکو معتبر لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے اللہ عزوجل کی صفت میں روایت کیا ہو بدون تشبیہ و توصیف و تفسیر کے۔

۱۵ وہ تھا ہمارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو۔

۱۶ اللہ کی صفات کا شکر۔

۱۷ اللہ کی صفات کو مخلوق کے صفات سے مشابہت کرنا۔

۱۸ کی کرنا۔ ۱۹ بڑھانا۔ ۲۰ مقاتل کے پیرو۔ ۲۱ جہم کے پیرو۔

ولا تفسير فمن فسّر اليوم شيئاً منها وقال بقول جهنم فقد خرج عما كان عليه النبي صلى
الله عليه وآله وسلم وأصحابه وفارق الجماعة فاتهم لم يصنفوا ولم يفسروا لكن اقلوا بما
في الكتاب والسنة ثم سكتوا فمن قال بقول جهنم فقد فارق الجماعة لانه وصف الرب
بصفة الاشئ قال الحافظ ابو عثمان اسمعيل بن عبد الرحمن الصابوني العيسابوري من اعين
اهل الاثر بخراسان واحداً شيخنا البيهقي في جريته في اصول الدين وقرات لابي عبد الله بن
ابي حفص بن بخاري وكان شيخ بخاري في عصره بلاملا فعة وابو حفص كان من كبار اصحابنا ^{محدث}
ابن الحسن الشيباني قال ابو عبد الله اعز ابن ابي حفص هذا سمعت عبد الله بن عثمان وهو
عبدان شيخ مروي يقول سمعت محمد بن الحسن الشيباني يقول قال حماد بن ابي حنيفة قلنا
لهؤلاء ارايت قول الله عز وجل (وجاء ربك والملك صفاً صفاً) قالوا اما الملكة فيحيون
صفاً صفاً واما الرب تعالى فانا لا ندرى ما عني بذلك ولا ندرى كيف جئته فقلنا لم
انا لم نكلفكم ان تعلموا كيف جئته ولكننا نكلفكم ان تؤمنوا بحديثه ارايت من انكر ان الملك
لا يحيي صفاً صفاً قالوا كافر مكذب قلنا فكل ذلك من انكر ان الله لا يحيي فهو كافر مكذب
وعلى هذا كله فما عن بعضهم في ابي حنيفة وابن الحسن انها جهيمان ففي غاية البطلان
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ولعبد الله بن احمد في الرد على الجهمية وغيره
بطرق صحيحة عن عبد الله بن المبارك انه قيل له كيف نعرف ربنا قال بانه تعالى

پس اب جو کوئی کسی صفت کی تفسیر کر کے جہم کا پیرو بنے وہ اس عقائد سے خارج ہے جیسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اور اگر وہ سنت و جماعت سے علیحدہ ہو اس لئے کہ انہوں نے صفات کی توصیف و تفسیر نہیں کی بلکہ کتاب سنت کے مطابق فتویٰ دیا اور سکوت اختیار کیا اس لئے جہم کے مقولہ کا قائل جماعت سے علیحدہ ہے کہ وہ اللہ کی وہ صفت بیان کرتا ہے جو صفت اسی چیز کی ہو جو کچھ چیز نہیں ہو حقا قط ابو عثمان اسمعیل بن عبد الرحمن صابونی نیشاپوری نے (جو خراسان کے بڑے محدث اور بیہقی کے استادون میں ہیں) اپنی جزو اصول الدین میں لکھا ہے کہ میں نے ابی عبد اللہ بن ابی حفص بخاری کا کلام (جو بالاتفاق اپنی زمانہ میں شہر بخارا کے شیخ تھے اور ان کے پورا جو حفص تھے بن الحسن شیبانی کے شاگردوں میں سے تھے) پڑھا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عثمان بن عبدان شیخ مرو سے سنا ہے کہ میں نے محمد بن الحسن شیبانی سے سنا ہے کہ حماد بن ابی حنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ تمہارے نزدیک اللہ عز وجل کے قول (وجاء ربک وال ملک صفا صفا) سے کیا مراد ہے۔ انہوں نے کہا کہ فرشتے صفا صفا آئیں گے لیکن اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے آنے سے کیا مراد لی ہے اور اس کا آنا کیا ہے اس کو ہم نہیں جانتے تو کہتے ہیں۔ ان سے کہا کہ رب کے آنے کی کیفیت کے اظہار کی ہم کو تکلیف نہیں دیتے بلکہ صرف اس کے آنے پر ایمان لانے کو کہتے ہیں یہ بتلاؤ کہ جو کوئی فرشتوں کے صفا صفا آنے کا شکر ہو وہ کون ہے کہا کہ کافر اور قرآن کا جھٹلانے والا ہے۔ ہم نے کہا کہ اسے صلی اللہ کے آنے کا منکر ہے کافر اور جھٹلانے والا ہے۔ ابو حنیفہ اور محمد بن الحسن سے یہ عقائد ثابت ہو لینے کے بعد بعض لوگوں کا یہ قول کہ وہ دونوں جہمی تھے نہایت لغو ہے۔ اصول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور عبد اللہ بن احمد وغیرہ نے جہمیہ کے رد میں صحیح طریقوں سے عبد اللہ بن مبارک سے روایت کی ہے کہ اول سے کسی نے کہا کہ ہم اپنے رب کو کس طرح پہچانیں کہا اس طرح کہ وہ۔

فوق سمواته على عرشه بائن من خلقه ولا نقول كما نقول للجهمية انه ههنا في الارض
 ان رجلا قال لابن المبارك يا ابا عبد الرحمن قد خفت من كثرة ما ادعوا على الجهمية قال
 لا تخف انهم يزعمون ان الهك الذي في السماء ليس بشئ قال الصابوني قال ابو عبد الله
 ابن ابي حفص البخاري ايضا في كتابه ذكر ابراهيم بن الاشعث قال سمعت الفضيل بن
 عياض يقول اذا قال لك الجهمي انا لا اؤمن برب يزول عن مكانه فقل انت انا اؤمن برب
 يفعل ما يشاء انتهم وقول الفضيل ذكره ابو عبد الله ابن اسمعيل البخاري في الرد على الجهمية
 ايضا وكانه عن فضيل اخذ صاحب السحق بن راهويه فقال رد اعلی ابن ابي صالح الجهمي
 قبله رواه البيهقي في الاسماء والصفات بسند صحيح وروي ابن ابي حاتم ثنا علي بن الحسن
 بن يزيد السلمي ان هشام بن عبد الله الرازي صاحب محمد بن الحسن جيس رجلا في التجهر
 قتاب فجيء به الى هشام ليمتحنه فقال له اتشهد ان الله عز وجل على عرشه بائن من خلقه
 فقال اشهد ان الله على عرشه ولكن لا ادرى ما بائن من خلقه فقال ردوه الى الجهمي فانه لم يتب
 وقال عمدة الخنفية الحافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة الطحاوي في بيان عقيدة اهل
 السنة والجماعة على مذهب فقهاء الملة ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد بن الحسن ومن يتوفى
 النفي والتشبيه زل ولم يصب لتنزيهه الى ان قال والعرش والكرسي حق كما بين في كتابه وهو
 مستغن عن العرش وما دونه محيط بكل شئ وفوقه (قلت) هذا كما لا يخفى على

آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے اپنے خلق سے جدا ہو اور جہیوں کے طرح ہم نہیں کہتے کہ وہ یہاں میں
 میں ہے اور وہی یہ یہی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن المبارک سے کہا اے ابو عبد الرحمن مجھ کو جہیہ
 پر زیادہ بد دعا کرنے سے خوف معلوم ہوتا ہو اور ہونے لگا کہ کچھ خوف نہ کرنا سکے کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ تہا لا
 معبود جو آسمان پر ہے وہ شے نہیں ہے یعنی اس کے حق میں شے کا لفظ مت بولو کہ شے کا لفظ مخلوق کے حق میں
 بولا جاتا ہے۔ صاحبونی کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ بن ابی حفص بخاری نے اپنی کتاب میں یہ یہی کہا ہے کہ ابراہیم بن شعیب
 نے ذکر کیا ہے کہ میں نے سنا ہے فضیل بن عیاض سے وہ فرماتے تھے کہ جب جہی تہ سے کہو کہ میں ایسے رب پر
 ایمان نہیں لاتا جو اپنے جگہ سے سرک جاتا ہو تو کہہ کہ میں ایمان لاتا ہوں ایسے رب پر کہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ انتہی
 اور فضیل کا قول ابو عبد اللہ بن اسماعیل بخاری نے بھی جہیہ کے رد میں ذکر کیا ہے اور گویا کہ فضیل سے اونکو شاگرد سنا
 بن راہویہ نے یہ مقولہ لیکر علی بن ابی صالح جہی کی قول کی تردید میں بیان کیا ہے اسکو بیہقی نے بسند صحیح الاسماء والصفات
 میں روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم روایت کرتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے علی بن حسن بن یزید سلمی نے کہ ہشام بن
 عبد اللہ ازہری شاگرد محمد بن حسن شیبانی نے ایک شخص کو جہی ہونے کی وجہ سے قید کیا وہ تائب ہوا اور امتحان کیلئے
 ہشام کے پاس لایا گیا ہشام نے اس سے کہا تو اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اپنی مخلوق سے جدا
 اس نے کہا میں معتقد ہوں کہ اللہ اپنے عرش پر ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ مخلوق سے جدا ہونا کیا ہے
 ہشام نے کہا کہ اسکو پر قید میں لیجاؤ یہ تائب نہیں ہوا ہے۔ اور عمدہ علمائے حنفیہ حافظ ابو جعفر طحاوی
 نے بیان عقیدہ اہل سنت و جماعت موافق مذہب فقہاء ملت ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد بن الحسن میں لکھا
 ہے کہ جو کوئی نفی اور تشبیہ سے نہیں بچا اسکو نفی ہوئی اور تنزیہ کو نہیں پہنچا پر کہا طحاوی نے کہ عرش
 اور کرسی حق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا اور وہ بے پروا ہے عرش اور اس چیز سے
 جو عرش کے نیچے سے اور وہ ہر شے کو محیط ہے اور اس کے اوپر ہے میں کہتا ہوں کہ ہوشیار مسجد اربعہ پر
 مخفی نہیں ہے۔

التبعه مبتدبرناظر ظاهرفيما ذكرنا من المجمع بين الامرين فافهمولا تتوهروا لله اعلم
 ولا في الشيخ الاصبهانى والبيهقى عن يحيى بن يحيى قال كنا عند مالك بن انس ف جاء رجل
 فقال يا ابا عبد الرحمن على العرش استوى كيف استواءه فاطرق مالك راسه حتى علاه الرضا
 ثم قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والايمان به واجب والسؤال عنه بدعة و
 انك الامتد عاتر امر به ان يخرج ولا في القاسم اللالكاثير عن جعفر بن عبد الله قال جاء
 رجل الى مالك فلنحو هذه القصة وللبهقي بسند صحيح عن عبد الله بن وهب قال كنا
 عند مالك بن انس فدخل رجل فقال يا ابا عبد الله الرحمن على العرش استوى كيف استواءه
 فاطرق مالك واخذته الرضاء ثم رفع راسه فقال الرحمن على العرش استوى كذا
 وصف نفسه ولا يقال الكيف وكيف عنه مرفوع وانت رجل سوء صاحب بدعة تلجؤ
 قال فاخرج الرجل وما روى يحيى وجعفر عن مالك كانه اخذاه عن شيخه ربيعة بن
 ابى عبد الرحمن المعروف بالرأى فاخرج للخلال واللالكاثير بسند كله اثمة من طريق سفيان
 بن عيينة والبيهقى في الاسماء والصفات من طريق عبد الله بن صلم بن مسلم قال اسئل
 ربيعة بن ابى عبد الرحمن عن قوله تعالى استوى على العرش كيف استوى قال لا استواء غير
 مجهول والكيف غير معقول ومن الله السالة وعلى الرسول البلاغ وعلينا التصديق
 وكان ربيعة يبلغه نحو ذلك عن المؤمنين ام سلمة فاخرج ابن مندة وابن مردويه

کہ یہ مقولہ دلیل صحیح ہے ہمارے بیان مجمع بینا لامرین پر سچو اور شک مت کرو اللہ اعلم۔ ابو الشیخ اصہبانے
 اور بیہقی نے یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کی ہے کہ ہم مالک بن انس کے پاس تھے کہ ایک شخص نے آکر کہا
 اللہ عرش پر بیٹھا ہے کس طرح بیٹھا ہے۔ مالک نے اپنا سر جھکایا اور اونکو پسینہ آگیا پھر کہا کہ استواء معلوم
 ہے لیکن اسکی کیفیت سمجھ سے باہر ہے اور اس پر ایمان لانا واجب اور اسکا پوچھنا بدعت
 ہے اور میرے نزدیک بلا شک تو بدعتی ہے پیراد کے نکال دینے کا حکم دیا اور ابو القاسم مالک
 نے جعفر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مالک کے پاس آیا اور اسکیے مانند ذکر
 کیا اور بیہقی نے بسند صحیح عبد اللہ بن وہب سے روایت کی ہے کہ ہم مالک کے پاس تھے ایک شخص نے
 آکر کہا اے ابو عبد اللہ اللہ عرش پر بیٹھا ہے۔ کس طرح بیٹھا ہے۔ مالک نے سر جھکایا اور اونکو
 پسینہ آگیا پھر اپنا سر اٹھا کر کہا کہ رحمن عرش پر بیٹھا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لیکن یہ
 نہیں کہہ سکتے کہ کس طرح بیٹھا ہے اسکی شان اس سے ارفع ہے کہ کوئی کہے کیونکر ہے
 اور تو برا آدمی اور بدعتی ہے پیراد کو نکلوا دیا اور یحییٰ اور جعفر نے یہ جو مالک سے روایت کیا ہو
 گویا کہ مالک نے اپنے شیخ ربیعہ بن ابی عبد الرحمن المعروف بالراس سے اسکو سیکھا ہے چنانچہ خلل
 اور لالکائی نے ایسی سند سے کہ حسین بن اسمٰئیل بن سفیان بن عیینہ کے طریق سے اور بیہقی نے
 الاسماء والصفات میں عبد اللہ بن صالح ابن مسلم کے طریق سے روایت کیا ہے کہ
 ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے کسی نے اللہ تعالیٰ کے قول (استوی علی العرش) کا مطلب پوچھا کہ
 کس طرح بیٹھا ہے ربیعہ نے کہا کہ بیٹھنا معلوم ہے لیکن اسکی کیفیت سمجھ سے باہر ہے اور اللہ تعالیٰ
 نے پیغام بھیجا اور رسول کا کام تھا پیغام پہنچا دینا اور ہم پر لازم ہے اسکا تصدیق کرنا ہے
 اور گویا کہ ربیعہ کو اسے کے مانند ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پہنچا ہے ابن مندہ
 اور ابن مردودہ -

واللائكائي باسانيد صحيحة عن محمد بن اشرس الكوفي وابي كنانة الكوفي ثنا ابو المغيرة
 النضر بن اسمعيل الحنفي ثنا قرة بن خالد عن الحسن بن امه عن امرسلة زوج النبي
 صلى الله عليه وآله وسلم انها قالت الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول
 والاقرار بربايمان والمحذور بكنهه وعبد الله بن احمد في الرد على الجهمية عن
 ابيه عن شريح بن النعمان عن عبد الله بن نافع الصائغ صاحب مالك وخصيصه
 قال سمعت مالك بن انس يقول الله في السماء وعلمه في كل مكان قال الذهبي هذا
 ثابت عن مالك وروى المحافظ عبد الغني المقدسي وشيخ الاسلام ابوا الحسن
 علي الهكاري وغيرهما في جمعهم عقيدة الشافعي قال القول في السنة التي انا عليها
 ورأيت اهل الحديث عليها الذين رأيتهم مثل سفيان ومالك وغيرها الاقرار
 بشهادة ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله وذكر اشياء ثم قال وان الله فوق
 عرشه علم سمانه يقرب من خلقه كيف يشاء وينزل الى سماء الدنيا كيف يشاء وذكر
 سائر الاعتقاد وروى المقدسي والهكاري عن الحسن بن هشام البدوي قال هذه
 وصية محمد بن ادريس الشافعي اوصى ان يشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له
 وذكر الوصية الى ان قال فيها والقرآن كلام الله غير مخلوق وان الله تعالى يرى في
 الآخرة عيانا ينظر اليه المؤمنون ويسمعون كلامه وانه تعالى فوق العرش وذكر

منه
 الشافعي

اور لاکائی نے باسانید صحیحہ محمد بن اشرف کو فی و ابو کنانہ کو فی سے روایت کیا ہے کہ ہم سے ابو مغیرہ
 نضر بن اسمعیل حنفی نے بیان کیا کہ ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا وہ حسن بصری سے اونہون نے اپنے
 والدہ سے اونہون نے ام سلمہ زوجہ مطہرہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ استواء معلوم ہے
 اور اسکی کیفیت سمجھ سے باہر ہے اور اسکا اقرار ایمان اور انکار کفر و طغیان ہے اور عبد اللہ بن احمد نے
 جہمیہ کے رد میں اپنے والد سے اونہون نے شریح بن النعمان سے اونہون نے عبد اللہ بن نافع صالح مالک
 مخصوص شاگرد سے روایت کیا ہے کہ میں نے مالک بن انس سے سنا کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے اور
 اسکا علم ہر مکان میں ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ مالک سے یہ ثابت ہے۔ اور حافظ عبد الغنی مقدسی اور شیخ
 الاسلام ابو الحسن علی ہنکاری وغیرہ نے اپنے مولفہ عقیدہ شافعی میں روایت کیا ہے کہ امام شافعی نے
 فرمایا جس طریقہ پر میں ہوں اور وہ اہل حدیث جنکو میں نے دیکھا ہے اونکو اسپر دیکھا ہے مثل سفیان اور
 مالک وغیرہ کے وہ اقرار کرنا اور شہادت دینا ہے اسپر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے
 رسول یعنی پیغام پہونچانے والے ہیں۔ پھر اور باتوں کے ذکر کے بعد یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں اپنے عرش کے
 اوپر ہے جس طرح چاہتا ہے اپنی مخلوق سے قریب ہوتا ہے اور دنیا کے آسمان کے طرف نزول فرماتا ہے
 جس طرح چاہتا ہے۔ پھر تمام عقائد کو ذکر کیا۔ اور مقدسی و ہنکاری نے حسن بن ہشام بدوی سے روایت
 کیا ہے کہ محمد بن ادریس شافعی کی یہ وصیت تھی کہ گواہی دیوے کہ کوئی معبود نہیں ہے اللہ وحدہ لا شریک
 کے سوا اور وصیت کا ذکر کیا یہاں تک کہ کھاقہ آن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ آخرت
 میں خوب ظاہر دکھائی دیگا اہل ایمان اسکو دیکھیں گے اور اسکا کلام پاک سنیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ
 عرش کے اوپر ہے پھر ذکر کیا۔

سائر الوصية وروى الحافظ عبد الرحمن بن أبي حاتم والقاضي الشهيد أبو الحسين محمد بن القاضي أبي يعلى محمد بن الفراء الحنبلي في طبقات الحنابلة والحافظ أبو موسى المديني فالحافظ عبد الغني المقدسي في اعتقاد الشافعي عن يونس بن عبد الأعلى المصري قال سمعت أبا عبد الله محمد بن إدريس الشافعي يقول وقد سئل عن صفات الله عز وجل وما ينبغي أن يؤمن به فقال الله تبارك وتعالى أسماء وصفات جاء بها كتابه وأخبر بها نبيه صلى الله عليه وآله وسلم أمته لا يسمع أحد من خلق الله قامت عليه الحجّة إلا الإيمان بها إذا القرآن نزل به وصح عنه يقول النبي صلى الله عليه وآله وسلم فيما روى عنه العدل فإن خالف ذلك بعد ثبوت الحجّة عليه فهو بالله كافراً ما قيل ثبوت الحجّة عليه من جهة الخبر فعذر رب الجاهل لأن علم ذلك لا يدرك بالعقل ولا بالرواية وبالفكر ونحو ذلك أخبار الله سبحانه أي أنا أنه سميع بصير وإن له يد ين بقوله سبحانه بل يده مبسوطة وإن له يميناً بقوله سبحانه والسموات مطويات بيمينه وإن له وجهاً بقوله تعالى كل شيء هالك إلا وجهه وقوله عز وجل ويبقى وجه ربك ذو الجلال والإكرام وإن له قدماً بقوله صلى الله عليه وآله وسلم حتى يضع الجبار فيها قدمه يعني في جهنم وأنه يضحك من عبد المؤمن بقوله صلى الله عليه وآله وسلم والذي قتل في سبيل الله أنه لقي الله وهو يضحك إليه وأنه يهبط

تمام وصیت کو اور سنا فقط عبدالرحمن بن ابی حاتم پھر قاضی شہید ابو حسین محمد بن قاضی ابو یعلیٰ محمد بن فراحبی نے
طبقات حنا بدین اور سنا فقط ابو موسیٰ مدنی پھر حافظ عبدالغنی مقدسی نے اعتقاد شافعی میں یونس بن عبد
الاعلیٰ مصری سے نقل کیا ہے کہ میں نے سنا ہے ابو عبداللہ محمد بن ادیس شافعی سے وہ کہتے تھے جب کسی نے
اوشے اللہ کی صفات اور اس اعتقاد سے کہ جس پر ایمان لانا ضرور ہے پوچھا تھا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے لئے
ایسے اسماء و صفات ہیں جنکو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ اور جنکی اوسکی نبی محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو خبر دی ہے اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو مجال اور وسعت نہیں کہ اونپر ایمان
نہ لائے۔ جب اوسکے پاس حجۃ پہونچہ چکی ہو قرآن اور حدیث سے اسلئے کہ قرآن اوسل اعتقاد کو لایا ہے
اور اوس آدمی کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہو چکا ہے بسبب روایت کرنے
عادل ضابطہ لوگوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لہذا بعد ثابت ہونے حجۃ کے اگر وہ شخص اس عقیدہ کے
خلاف کرے تو اللہ کا منکر ہے۔ بان حجۃ ثابت ہونے سے پہلے جب تک کہ اس عقیدہ کی اوسکو خبر نہ پہونچی ہو معذور
ہے معلوم نہونے کے وجہ سے اسلئے کہ اس عقیدہ کا علم نظر و فکر و عقل وغیرہ سے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور اسکی
مثال یہی ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ہلکو خبر دی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سنا ہے اور دیکھتا ہے۔ اور اللہ کے لئے
لئے دو ہاتھ ہیں جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔ اور اللہ کے لئے
دہنا ہاتھ بھی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آسمانوں کو اکھٹا کر کے قیامت میں اپنی دہنی ہاتھ میں
لیگا۔ اور اللہ کے لئے چہرہ بھی ہے اسلئے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر شی ہلاک ہوگی بجز اوسکی چہرہ کے
اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اسی محمد تیری رب صاحب عظمت و کرامت کا چہرہ باقی رہیگا۔ اور اللہ کیلئے پاؤں بھی ہے
جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے (کہ جب دو رخ کیلگی میرا پیٹ نہیں بھرا ہے مجھ میں اور
دو رخ ڈالو) اور وقت اللہ سبحانہ تعالیٰ دو رخ نہیں اپنے پیر کو رکھیگا (دو رخ کیلگی بس بس میرا پیٹ بھرچکا)
اور اللہ ہنستا ہے اپنے بندے مومن سے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو
اللہ کے راستہ میں قتل کیا جاتا ہے وہ اللہ سے ملتا ہے اس حال میں کہ اللہ اوسکے طرف ہنستا ہے

كل ليلة الى السماء الدنيا أخبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بذلك وأنه ليس
بأعور لقول النبي صلى الله عليه وآله وسلم اذكر الدجال قال انه أعور وان ربكم
ليس بأعور وان المؤمنين يرون ربهم يوم القيامة بأبصارهم كما يرون القمر ليلة
البدر وان الله تعالى اصعب بقوله صلى الله عليه وآله وسلم ما من قلب الا
وهو بين اصبعين من اصابع الرحمن عز وجل فان هذه المعاني التي وصف الله
تعالى بها نفسه ووصف بها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مما لا يدرك
حقيقة ذلك بالفكر والروية ولا يكفر بالجهل بها احدا الا بانتهاء الخبر اليه
بها فان كان الوارد بذلك يقوم في الفهم مقام المشاهدة في السماع وجب
الدينونة على سامعها بحقيقته والشهادة عليه كما عاين وسمع من
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ونحن نثبت هذه الصفات وننفي
التشبيه كما نفى ذلك عن نفسه تعالى ذكره فقال ليس بمثله شيء وهو السميع
البصير انتهى وروى السلفي فالذهبي عن علي بن عبد الله المحلواني قصة
حاصلها انه واصحابه كتبوا الى المروزي يسألونه ويستعلمون منه فكتب اليهم
الجواب وفيه في حق الله الحق تعالى السميع البصير العليم الخبير المنيع الرفيع
حال على العرش بان من خلقه وروى اللالكائي عن المروزي قال قلت لابي

اور اللہ تعالیٰ دنیا پر اترتا ہے جیسا کہ خبر دی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ اور اللہ کا نام نہیں ہے جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت ذکر کیا تھا دجال کا لکھا نام ہے۔ اور تمہارا رب کا نام نہیں ہے۔ اور مسلمان قیامت میں اپنے رب کو اپنے انکھوں سے دیکھینگے جیسا کہ چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں (کہ کسی قسم کا شک و شبہ اس کے دیکھنے میں نہیں ہوتا ہے اسی طرح خدا کے دیکھنے میں بھی شک و شبہ نہیں ہوگا) اور اللہ کے لئے انکھیں بھی ہیں جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی دل نہیں مگر وہ اللہ عزوجل کے انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے اندر ہے یہ تمام صفات ہیں کہ جنکو اللہ عزوجل نے اپنی ذات پاک کیلئے بیان فرمایا ہے اور اس کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ اسکو موصوف کیا ہے از آن قبیل ہیں کہ انکی حقیقت نظر و فکر سے دریافت نہیں ہو سکتی اور نہ انکے نہ جانتے سے کوئی کا فر بنتا ہے مگر بعد خبردار ہونے کے اگر یہ خبر قائم مقام مشاہدہ اور معائنہ کی ہو تو سننے والے پر ان صفات کو حق جاننا اور اس پر گواہی دینا واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا یا دیکھا۔ اور ہم ان صفات کو ثابت کرتے ہیں اور اللہ کو کسی مخلوق کے مشابہ نہیں کہتے ہیں جس طرح خود اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کیلئے لکھا ہے کہ اسکی مثل کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ سلفی اور پھر ذہبی نے علی بن عبد اللہ حلوانی سے ایک قصہ روایت کیا ہے جسکا ماہصل یہ ہے کہ علی بن عبد اللہ اور انکی ساتھیوں نے مزنی (تلمیذ خاص شافعی) کے پاس پوچھنے اور معلوم کرنے کیلئے لکھا اس کے جواب میں اللہ جل شانہ کی تعریف میں مزنی نے یہ تحریر کیا کہ وہ سننے والا ہے دیکھنے والا ہے جاننے والا ہے خبر رکھنے والا ہے بلند ہے اونچا ہے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے۔ اور لاکھائی نے مروزی سے روایت کیا ہے کہ میں نے۔

عبد الله احمد بن حنبل ما معنى قوله وهو معكم ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو
 رابعهم قال علمه بجميع الكل وربنا على العرش باحد وصفه وروى الخلال عن
 يوسف بن موسى لقطان قبا لا بن عبد الله احمد بن حنبل الله فوق السماء السابعة
 على عرشه بان من خلقه وعلمه وقدرته بكل مكان قال نعم وروى القاضى
 ابوالحسين محمد بن الفراء الحنبلى في طبقات الحنابلة في ترجمة ابى العباس احمد بن
 جعفر الفارسى الاصبهاني بسنده عنه قال قال ابو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل
 هذه مذاهب اهل العلم واصحاب الاثر واهل السنة المتسكين بعروقيها
 المعروفين بها المقتدى بهم فيها من لدن النبى صلى الله عليه وآله وسلم
 الى يومنا هذا اكثر من اذركت من علماء اهل الحجاز والشام وغيرهم عليها فمن
 خالف شيئا من هذه المذاهب او طعن فيها او عاب قائلها فهو مخالف
 مبتدع خارج عن الجماعة زائل عن منهج السنة وسبيل الحق ثم ساقها بطوطا
 وفيها وخلق سبع سموات بعضها فوق بعض وسبع ارضين بعضها فوق
 بعض وبين الارض العليا والسماء الدنيا خمسة امان عامر وبين كل سماء الى
 سماء مسيرة امان عامر والماء فوق السماء العليا السابعة وعرش الرحمن
 عز وجل فوق الماء والله عز وجل على العرش والكرسى موضع قدميه وهو يعلم

ابی عبد اللہ احمد بن حنبل سے اللہ تعالیٰ کے قول (وہو معکم ما یكون من بخوی ثلثۃ الا هو وابعہم) کے معنی دریافت کئے احمد نے کہا کہ اس کا علم سب کو محیط ہے اور ہمارا رب عرش پر ہے بدون کسی حد اور صفت کے۔ اور خلّال نے یوسف بن موسی القطان سے روایت کیا ہے کہ ابی عبد اللہ احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کیا اللہ ساتوین آسمان پر اپنے عرش کے اوپر اپنے مخلوق سے جدا ہے اور اس کا علم و قدرت ہر مکان میں ہے۔ احمد نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ اور قاضی ابوالحسن محمد بن الفراء حنبلی نے حنبلیوں کے طبقات میں ابی العباس احمد بن جعفر فارسی اصطخری کے ترجمہ میں بسند خود اسے روایت کیا ہے کہ کھا ابو عبد اللہ احمد بن حنبل نے یہ مذہب ہیں اون علماء و محدثین متبعین سنت کے کہ جنہوں نے سنت کو مضبوط پکڑا ہے اور اس صفت میں مشہور و پیشوا ہیں عہد مبارک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس وقت تک اس لئے کہ میں نے مکہ اور مدینہ اور شام وغیرہ کے علماء کو اسی طریقہ پر پایا ہے لہذا جو کوئی ان مذہبوں میں سے کسی بات کا مخالف ہو یا اون پر طعن کرے یا اون کی متبع کو عیب لگائے وہ مخالف بدعتی جماعت سے خارج و طریق سنت و راہ حق سے دور ہے۔ پھر اس تمام مطول روایت کو بیان کیا۔ اس میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنائے اس طرح کہ ایک کے اوپر دوسرا ہے اور اس طرح سات زمینوں کو پیدا کیا کہ ایک کے اوپر ایک ہی اور اوپر والے زمین سے دنیا کے آسمان تک پانچ سو سال کی راہ ہے اور ہر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کی راہ ہے اور پانی اوپر والے ساتوین آسمان کے اوپر ہے اور رحمن عزوجل کا عرش پانی کے اچھائی اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور کرسی اس کے دونوں پیروں کے جگہ ہے اور وہ جاتا ہے۔

ما في السموات والارضين السبع وما بينهما وما تحت الثرى وما في قعر
 البحار الى قوله ويعلم كل شيء لا يخفى عليه من ذلك شيء وهو على العرش فوق
 السماء السابعة ودونه حجب من نار ونور وظلمة وما هو اعلم بها الى اخرها ههنا
 واقواله فيه كثيرة جداً وللخلال في السنة عن حرب بن اسمعيل قال قلت
 لاسحق بن راهويه في قول الله تعالى ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم كيف
 تقول فيه قال حيث ما كنت فيه فهو اقرب اليك من جبل الوريد وهو بائن
 من خلقه ثم ذكر عن ابن المبارك هو على عرشه بائن من خلقه ثم قال واعلى شيء
 من ذلك واثبت قوله تعالى الرحمن على العرش استوى والبيهقي بسند صحيح عن
 الاوزاعي امام اهل الشام قال كنا والتابعون متوافرون نقول ان الله فوق عرشه
 ونؤمن بما وردت به السنة من صفاته وقال شيخ الاشاعرة ابو الحسن علي الاشعري
 في كتابه الابانة عن اصول الديانة باب ذكر الاستواء على العرش ان قال قائل
 ما تقولون في الاستواء قيل له نقول ان الله عز وجل مستوي على عرشه كما قال
 الرحمن على العرش استوى وقد قال الله عز وجل اليه يصعد الكلم الطيب وقال
 بل رفعه الله اليه وقد قال عز وجل يدبر الامر من السماء الى الارض ثم يعرج
 اليه وقال حكاية عن فرعون يا هامان ابن لي صرحا لعلي ابلغ الاسباب اسباب

اسحق

الاوزاعي

الاشعري

جو کچھ ساتون آسمان وزمین اور اونکی درمیان میں ہے اور جو کچھ تخت الشریٰ میں اور دریاؤں کے تہ میں ہے۔ (احمد بن حنبل کے) اس مقولہ تک کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور کچھ چہا نہیں رہتا اور وہ عرش پر ساتون آسمان کے اوپر ہے اور اوس سے دری آگ اور نور اور اندھیری کے پردہ ہیں اور وہ کچھ جس کو وہ خوب جانتا ہی اختتام بیان تک۔ اور احمد بن حنبل کے اقوال اس بارہ میں نہایت کثرت سے ہیں اور خلا ل نے حرب بن اسمعیل سے کتاب السنہ میں روایت کیا ہے کہ میں نے اسحق بن راہویہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے قول (مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ اِلَّا هُوَ سَامِعٌ بَيْنَهُمْ) میں کیا کہتے ہو۔ کہا جس جگہ تو ہو وہ تیری شاہ رگ سے قریب تر ہے اور وہ اپنی مخلوق سے جدا ہے۔ پھر اسحق نے ابن المبارک سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے۔ اپنے مخلوق سے جدا ہے۔ پھر کہا کہ اعلیٰ ترین و بہترین ثبوت اسکا اللہ تعالیٰ کا قول (الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی) ہے۔ اور یہی حق نے بسند صحیح افغانی امام اہل شام سے روایت کیا ہے کہ ہم کہتے تھے اسوقت میں کہ تابعین کثرت موجود تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے اور اللہ کے اون صفات پر ہم ایمان رکھتے ہیں کہ جو احادیث نبویہ میں وارد ہیں۔

اور شیخ الاشاعرہ ابو الحسن علی اشعری نے اپنی کتاب الابانہ عن اصول الدیانہ کے (جو عقائد میں ہے) باب الاستواء علی العرش میں لکھا ہے اگر کوئی پوچھے استوار میں تم کیا کہتے ہو۔ اوس سے لکھا جائیگا کہ ہم کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل اپنے عرش پر بیٹھا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے (الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی) اور فرماتا ہے (اَلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ) اور عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا (بَلِّغْهُمْ اِلَیْهِ) اور فرمایا کہ وہ تدبیر سے اوتار تا ہے کام آسمان سے زمین تک۔ پھر وہ اوسیکے طرف چڑھ جاتا ہے اور فرعون کا یہ مقولہ حکایت کیا۔ اسی ہامان میرے لئے ایک ایسا محل بنا کہ آسمانوں کے راستوں پر پہونچ کر۔

تمام زمینوں کے نیچے ۱۲ کوئی سرگوشی میں نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ کا چوتھا ہوتا ہے ۱۲ رحمن عرش پر بیٹھا ۱۲ اللہ کے طرف پڑھتی ہیں پاک کلمے ۱۲ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اونکو اپنے طرف ادٹھا لیا ۱۲

السموات فاطلع الى اله موسى واني لاظنه كاذباً كذب موسى عليه السلام
 في قوله ان الله عز وجل فوق السموات - وقال عز وجل امنتم من في السماء
 ان يخسف بكم الارض فالسموات فوقها العرش فلما كان العرش فوق السموات
 قال عز وجل امنتم من في السماء لانه مستوي على العرش التي فوق السموات وكل
 ما علا فهو سماء فالعرش اعلى السموات وليس اذا قال امنتم من في السماء
 يعني جميع السموات وانما اراد العرش الذي هو اعلى السموات الا ترى ان الله
 عز وجل ذكر السموات فقال وجعل القمر فيهن نورا ولم يرد ان القمر يمداهن
 جميعا وانه فيهن جميعا وراينا المسلمين جميعا يرفعون ايديهم اذا دعوا نحو
 السماء لان الله عز وجل مستوي على العرش الذي هو فوق السموات فلو لا ان الله
 عز وجل على العرش لم يرفعوا ايديهم نحو العرش كما لا يحطونها اذا دعوا الى الارض
 الى اخر ما ذكر في تحقيق الامر والرد على من انكروا قال شيخ الاسلام ابو عبد الله
 محمد بن خفيف الشيرازي المحدث الفقيه الشافعي الصوفي في عقيدة الصوفية و
 يعتقد انه على عرشه استوى وانه ينزل الى السماء الدنيا عند الاسماء بمعنى الصفة
 لا بمعنى الامثال وانه خلق آدم لا بيد قدرته بل بيد صفته وهكذا جميع الابخا
 الصميمة التي رويت في الصفات يعتقد ايماننا وتسليما لا مقايسة ولا مقايسة

ظ
الذي

شيخ الاسلام ابن
خفيف الصوفي

موسىٰ کے معبود کے طرف جھانکنا اور مین او سکومحمان کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ فرعون موسیٰ علیہ السلام کے اس بیان کو جھٹلاتا تھا کہ اللہ عزوجل آسمانوں کے اوپر ہے۔ اور اللہ عزوجل نے فرمایا کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اور ذات پاک سے جو آسمان میں ہے اس سے کہ تمکو زمین میں دھنسا دیوے۔ کیونکہ وہ عرش پر بیٹھا ہے اور عرش آسمانوں کے اوپر ہے جب عرش آسمانوں کے اوپر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے۔ اور (محاورہ عرب میں) ہر بلند چیز آسمان ہے اس لئے عرش اعلیٰ ترین سموات ہے اور (امنتم من فی السماء) کے کھنے سے تمام آسمان مراد نہیں ہیں بلکہ عرش جو سب آسمانوں سے بلند ہے وہ مراد ہے۔ دیکھو اللہ عزوجل نے آسمانوں کے ذکر میں فرمایا اور چاند کو اور مین نور بنایا۔ اس سے یہ مقصود نہیں کہ چاند نے تمام آسمانوں کو بہر کہا ہے اور وہ اون سب میں ہے۔ اور ہم کل مسلمانوں کو دعا کے وقت آسمان کے طرف ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتے ہیں اسی لئے کہ اللہ عزوجل عرش پر بیٹھا ہے جو آسمانوں کے اوپر ہے اگر وہ عرش پر نہ ہوتا تو عرش کی طرف مسلمان اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے جس طرح کہ زمین کے جانب دعا کے وقت ہاتھ نہیں جھکاتے اس امر کی تحقیق اور اس کے منکرین کی تردید کے آخر بیان تک۔

اور کھا شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن حنفیہ شیرازی محدث فقیہ شافعی صوفی نے صوفیہ کے عقیدہ میں اور یہ اعتقاد رکھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر بیٹھا ہے اور وہ دنیا کے آسمان کی طرف سحر کے اوقات میں تزلزل فرماتا ہے باعتبار صفت کی نہ باعتبار جسم کے اور اس نے آدم کو اپنے صفت کے ہاتھ سے بنایا ہے یہ معنی نہیں کہ قدرت سے بنایا اور اس طرح تمام روایات صحیحہ پر جو اللہ تعالیٰ کے صفات کے بیان میں وارد ہیں اعتقاد کر کے ایمان لائے اور تسلیم کرے قیاس و عقل کو دخل نہ دے۔

هَذَا وَقَدْ اُفْرِدَ جَمْعٌ مِنْ حِفَاطِ الْحَدِيثِ وَابْقَاظِ الْمُحَقِّقِينَ تَوَالِيفٌ لِهَذَا فَلَا حَاجَةَ
بِنَا إِلَى الْإِطَالَةِ هُنَا (قَتْلِيهِ) فِي فَتْحِ الْبَارِي عَنْ أَبِي طَاهِرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الْمُخَاصِرِ الذَّهَبِيِّ صَاحِبِ كِتَابِ الْعِلْمِ مِنْ طَرِيقِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَرِيكَ الْعَامِرِيِّ عَنْ أَبِيهِ
قَالَ قِيلَ لَعَلِّي إِنْ هُنَا قَوْمًا عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَدْعُونَ أَنْكَرَ بِهِمْ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ لَهُمْ
وَيْلَكُمْ مَا تَقُولُونَ قَالُوا أَنْتَ رَبُّنَا وَخَالِقُنَا وَرَازِقُنَا فَقَالَ وَيْلَكُمْ إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ
مِثْلُكُمْ أَكُلُ الطَّعَامَ كَمَا تَأْكُلُونَ وَاشْرَبُ كَمَا تَشْرَبُونَ إِنْ أَطَعْتَ اللَّهَ أَتَانِي نِشَاءٌ
وَإِنْ عَصَيْتَ خَشِيتُ أَنْ يُعَذِّبَنِي فَاتَّقُوا اللَّهَ وَارْجِعُوا فَاذْهَبُوا فَلَمَّا كَانَ الْعَدُ غَدَا
حَلِيهِ فُجَاءَ قَبْرِهُ فَقَالَ قَدْ وَانْتَدَى رَجَعُوا يَقُولُونَ ذَلِكَ الْكَلَامُ فَقَالَ ادْخُلُوا فَمَا لَوْ
كَذَلِكَ فَلَمَّا كَانَ الثَّلَاثُ قَالَ لَتُنْقِضَنَّ ذَلِكَ لَا قِتْلَتَكُمْ بِأَخْبَثَ قِتْلَةٍ فَاذْهَبُوا لِذَلِكَ
فَقَالَ يَا قَبْرُ اسْتَنْتِ يَفْعَلُهُ مَعَهُمْ مَرُورُهُمْ فَخَذَّ لَهُمُ اخْدُودًا بَيْنَ بَابِ الْمَسْجِدِ وَالْقَصْرِ
وَقَالَ احْفَرُوا فَاذْهَبُوا فِي الْأَرْضِ وَجَاءَ بِالْحَطْبِ فَطَرَحَهُ بِالنَّارِ فِي الْأَخْدُودِ وَقَالَ لِي
طَارَ حَكْمُ فِيهَا أَوْ تَرْجِعُوا فَاذْهَبُوا إِنْ يَرْجِعُوا فَتُحْدَفُ بِهِمْ فِيهَا حَتَّى إِذَا احْتَرَقُوا قَالَ
إِنِّي إِذَا رَأَيْتُ أَمْرًا مِنْكُمْ أَوْ قَدِيتُ نَارِي وَدَعَوْتُ قَبْرًا وَهَذَا سُنْدٌ حَسَنٌ أَنْتُمْ وَقَدْ
حَدَّثَ فِي هَذَا الرِّمَانِ أَحَادِيثَ عَلَى آثَارِهِمْ يَهْرَعُونَ فَاثْنَانِ اللَّهُ وَآنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ يَجِبُ
أَشَدُّ الْجُوبِ عَلَى أَوَّلِي الْأَمْرِ وَيَتَحَمَّرُ أَوْ كَدَّ الْحَتَمِ عَلَى أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْقَدَرِ أَنْ يَعْتَنُوا وَيَحْتَمُوا

یہ یاد رکھو۔ اور اس بارہ میں بہت سے حفاظ محدثین اور باخبر محققین نے مستقل تصانیف کی ہیں۔ اسلئے ہرگز نہ بیان کرنے کے یہاں ضرورت نہیں ہے۔ (تذیب) فتح الباری میں ابی طاہر محمد بن عبد الرحمن المخلص نے مصنف کتاب العلم سے بطریق عبد اللہ بن شریک عامری اونکی باپ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہاں مسجد کے دروازہ پر چند ایسے لوگ ہیں جو آپ کو اپنا رب کہتے ہیں۔ حضرت نے اونکو طلب فرما کر پوچھا تمہاری خرابی ہو تم کیا کہتے ہو اونہوں نے کہا کہ آپ ہمارے رب ہیں اور خالق۔ رزاق ہیں۔ فرمایا تمہاری خرابی ہو میں بھی تم جیسا بندہ ہوں جس طرح تم کھانا کھاتے پانی پیتے ہو میں بھی کہتا پیتا ہوں۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں تو وہ چاہے تو مجھکو ثواب عطا کرے اور اگر نافرمانی کروں تو ڈرتا ہوں کہ مجھکو عذاب دیوے۔ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اس بد عقیدہ سے باز آؤ اونہوں نے انکار کیا اور دوسرے دن پھر آئے قبر (مولا حضرت کے مولیٰ) نے اگر قسمیہ عرض کیا کہ وہ لوگ پھر وہی کلام کہتے ہیں فرمایا کہ اونکو لاؤ اونہوں نے اگر ویسا ہی کھا۔ تیسرے روز فرمایا اگر تم ایسا کہو گے تو تمکو میں بہت بری طرح قتل کروں گا وہ لوگ اپنی بات پر اڑی ہوئی رہے حضرت نے فرمایا ای قبر مزدور اونکو مع اونکی آلات کے لے آؤ۔ پھر مسجد اور محل کے درمیان اونکے لئے ایک خندق بنوائی اور فرمایا کہ دو اور زمین میں دو رنگ کہو دو اور اس کھائی میں لکڑیاں آگ کے ساتھ ڈلو امین اور فرمایا کہ میں تمکو اس میں ڈالوں گا تم توبہ کرو۔ اون لوگوں نے تائب ہونے اور اپنے عقیدہ سے رجوع کرنے سے انکار کیا اپنے اونکو اس خندق میں گروا دیا جب وہ لوگ جل گئے تو فرمایا جب میں کوئی بری بات دیکھوں گا آگ جلوا کر قبر کو بلاؤں گا۔ اور یہ سند حسن ہے۔ اب اس زمانہ میں بھی کچھ مبتدع لوگ اونہیں سوختہ کردہ گمان حضرت ولایت مآب کے پیرو پیدا ہوئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حکام و علماء و ذی قدرت لوگوں پر نہایت ضروری اور اشد واجبات سے ہے کہ اس طرف متوجہ رہیں اور باہتمام تمام۔

بازالة هذا الامر وعطا وبياناً ويعزروهم غاية التعزير حبساً وضرباً وقتلاً اعلاناً
والتوفيق من الله رب كل شيء فسيحان الذي بيد ملكوت كل شيء وفي خطبة للول
على المرتضى يوشك ان لا يبقى من الاسلام الا اسمه ومن القرآن لا رسم وفيها
مساجدكم يومئذ عامرة وقلوبكم وابداً نكم خربة من الهدى شر من تحت ظل
السماء فقهاء كم منهم تبدوا الفتنه وفيهم تعود اخرج البيهقي في شعب
الايمان واشار اليه البخاري في الرد على الجهمية لا يستطيع احد من
الانام ان يرى الله تعالى في دار الدنيا الا في المنام وفي
القلب بحقيقة الايمان بالرب قال ذوالجلال المتعال ولما جاء
موسى لميقاتنا وكلمه ربه قال رب ارنى انظر اليك قال لن تراني الآية قال
ابن ابى شيبه في مصنفه ثنا وكيع عن حسن بن صالح عن منصور عن شيخ يكنى ابا
محمد ان الحسين بن علي كان يقول في قوت الوتر اللهم انك ترى ولا ترى وانت
بالنظر الاعلى الحديث وقال ابو يعلى في مسنده نا ابراهيم بن محمد عن عروة نا محمد بن
عباد الهنائي نا البراء بن ابى فضالة نا المحضرى عن ابى مريم رضيع الحارود قال
كنت بالكوفة فقام الحسن بن علي خطيباً فقال ايها الناس رايت البارحة في منامى
عجبا رايت الرب تعالى فوق عرشه فجاء رسول الله صلى الله عليه واله وسلم حتى قام

اس عقیدہ فاسدہ کو پند و نصیحت و قید و قتل اور ضرب و تشہیر کی سخت سزائیں دیکر دفع کریں اور توفیق اللہ
 ہر شے کے مالک کی طرف سے ہو اور پاک ہر وہ ذات ستودہ صفات کہ جسکے ہاتھ میں ہر شے کی ملکیت ہے۔
 اور حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ایک خطبہ میں ہر قریب ہو کہ اسلام کا صرف نام اور
 قرآن شریف کے فقط حرف باقی رہ جائیں گی۔ تنہا ری مسجدیں اوس زمانہ میں آباد اور دل و بدن
 ویران ہا ایت سے خالی ہونگے آسمان کے نیچے سب سے بدتر تنہا رہے علماء ہونگے اور انہیں
 سے فساد شروع ہوگا اور انہیں کی جانب عود کرے گا اسکو بیہقی نے شب الایمان میں روایت کیا
 ہے اور جہیہ کے رو میں بخاری نے ہی اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس وارد دنیا میں
 کوئی نہیں دیکھ سکتا مگر خواب میں یا بختگی ایمان کے باعث دل سے رب کے اوپر ایمان لائیںکی حقیقت
 میں فرمایا ذوالجلال متعال نے جبکہ اے موسیٰ ہمارے وقت موعود پر اور انکے رب نے اونسے کلام
 کیا موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے رب دکھلا مجھکو اپنی ذات پاک کہ دیکھوں میں تجھکو فرمایا اللہ تعالیٰ
 نے کہ تو تجھکو نہیں دیکھ سکیگا۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں کہا کہ ہم سے وکیع نے حدیث کی جن
 بن صالح سے حسن بن صالح نے منصور سے منصور نے ایک شیخ سے کہ جبکی کنیت ابو محمد ہے ابو محمد نے
 کہا کہ حسین ابن علی غنوت و ترمین پڑھا کرتے تھے کہ ابے بار خدا تو دیکھتا ہے اور تجھے کوئی نہیں
 دیکھتا اور تو دیکھنے کے اوس مقام پر ہے جو بہت اونچا ہے تمام حدیث دیکھو۔ اور ابو یعلیٰ نے
 اپنی سند میں کہا کہ ہسوی بیان کیا ابراہیم بن محمد بن عرعہ نے کہ ابراہیم نے کہا کہ ہم سے محمد بن عباد ہنائی نے بیان کیا اور محمد نے
 کہا کہ ہم سے براہ بن ابی فضالہ نے بیان کیا براہ نے کہا کہ ہم سے حضرمی نے بیان کیا ابی مریم
 سے روایت کر کے جو چارود کا دودہ پلایا ہوا ہے ابو مریم نے کہا کہ میں کو نے میں تھا حسن
 بن علی نے خطبہ پڑھا فرمایا کہ اے لوگو آج کی رات میں نے اپنی خواب میں ایک تعجب کی
 چیز دیکھی میں نے رب کو اوسکے عرش کے اوپر دیکھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم آئے یہاں تک کہ۔

عند قائمة من قوائم العرش فجاء أبو بكر فوضع يده على منكب رسول الله صلى
 الله عليه وآله وسلم ثم جاء عمر فوضع يده على منكب أبي بكر ثم جاء عثمان فكان
 بيد رأسه فقال رب سل عبادك فيم قتلوني قال فانبعث من السماء منزلة^{التي}
 من دم في الأرض قال فقيل لعلي لا ترى ما يحدث به الحسن قال يحدث بما
 رأى ناسفیان بن وكيع ناجميع بن عمير بن عبد الرحمن العجلي عن مجاهد ومجالد
 عن طهر بن العجلي عن الحسن بن علي قال لا أقاتل بعد رؤيا رأيته رأيت رسول الله
 صلى الله عليه وآله وسلم واضع يده على العرش ورأيت أبا بكر واضع يده على
 النبي صلى الله عليه وآله وسلم ورأيت عمر واضع يده على أبي بكر ورأيت عثمان واضع
 يده على عمر ورأيت دعاء دوهم فقلت ما هذه الدعاء فقيل دعاء عثمان يطلب الله
 تعالى به وقد وردت الروايات شجاعة شديدة الدليلى في المتقى أيضا وفي هذا صيغة
 رؤية الله تعالى في المنام بخواص الأنام تبعاً للمصطفى كما مضى برواية تسعة من الصحابة
 عنه عليه وآله السلام وقد روي أن أول الفقهاء الأربعة قد رأى الله تعالى في المنام
 تسعاً وتسعين مرة فقال في نفسه لن رأيت تمام المائة لا سئلته بموتنجوا الخلائق
 من عذابه فراه تبارك وتعالى فسأله وأجابه رواه مؤلفو مناقبه وحكاها ابن حجر
 الطيتمى في الخيرات الحسان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان وكذا أخر الفقهاء الأربعة

عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ کے پاس کھڑی ہو۔ اور ابو بکر نے اگر اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاندھے پر رکھا پھر عمر آئے انہوں نے اپنا ہاتھ ابو بکر کے موند ہی پر رکھا پھر عثمان اپنے سر کو اپنے ہاتھ میں لیکر آئے اور عرض کیا کہ اے رب اپنے بند و نسلے پوچھ کہ انہوں نے مجھ کو کیوں قتل کیا۔ فرمایا حضرت حسنؑ کہ آسمان سے دو پرنا لے خون کے زمین پر بہنے لگے۔ کسی نے حضرت علیؑ سے کہا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ حسن کیا بیان کرتے ہیں۔ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ انہوں نے جو دیکھا ہے اسکو بیان کرتے ہیں۔ دوسری سند ابو یعلیٰ کے اسی حدیث میں کہا کہ ہم سے سفیان بن وکیع نے حدیث کی کہا سفیان بن وکیع نے کہ ہم سے جمیع بن عمیر بن عبد الرحمن عجلیؑ حجاز ہذا مجالہ سے روایت کی مجاہد یا مجالہ نے طرب عجلیؑ سے طرب عجلیؑ نے حسن بن علیؑ سے کہ حسن بن علیؑ نے فرمایا کہ میں نہیں تھا کہ بعد اس خواب کے کہ میں دیکھ چکا ہوں فرمایا کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ اپنے ہاتھ کو عرش پر رکھے ہوئے تھے اور ابو بکر اپنا ہاتھ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر رکھے ہوئے تھے اور عمر اپنا ہاتھ ابو بکر کے اوپر رکھے ہوئے تھے اور عثمان اپنا ہاتھ عمر کے اوپر رکھے ہوئے تھے اور ان سے وری میں نے بہت سے خون دیکھے میں نے پوچھا کہ یہ خون کیسے ہیں جواب ملا کہ عثمان کے خون ہیں کہ وہ اسکا اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کرتے ہیں اور شقی بن ابوشجبل شیرویہ دیلمی نے بھی اس خواب کو نقل کیا ہے اس حدیث سے خاص لوگوں کے لئے خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیکھنا صحیح ثابت ہوتا ہے۔ اللہ کو خواب میں دیکھنا اتباع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جیسا کہ گذر چکا ہے نوصحابہ کے روایت سے کہ ناقلین ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور روایت کیا گیا ہے کہ اول فقہاء اربعہ ابو حنیفہ نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کو ننانویں مرتبہ خواب میں دیکھا پھر اپنے دلیں کہا کہ اگر میں اسکو ستویں مرتبہ دیکھوں گا تو اس سے پوچھوں گا کہ اس کے عذاب سے خلقت کس عمل سے ناجی ہوگی پھر انہوں نے اللہ تبارک تعالیٰ کو دیکھا تو پوچھا اور جواب پایا۔ اس قصہ کو ابو حنیفہ کے مناقب کے مولفون نے روایت کیا اور ابن حجر ہیتمی نے خیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفہ النعمان میں نقل کیا ہے۔ اور اسے سطر ح آخر فقہاء اربعہ سے۔

قال رأيت رب العزة في المنام فقلت يارب ما افضل ما يتقرب به المتقربون اليك
 فقال بكلامي يا احمد قلت يارب بفهم او بغير فهم قال بفهم وبغير فهم اخرج جماعه
 من الحفاظ اخرهم ابن الجوزي في النشر في القراءات العشر قال صاحب الخلاصة من
 الحنفية وفي الفتاوى رؤية الله تعالى وتقدس في المنام تكلموا فيها قال بعض
 المشايخ تجوز منهم الامام الزاهد دكن الاسلام الصغار الانصاري قال المصنف
 وافقه جدي شيخ الاسلام عبد الرشيد بن الحسين واكثر مشايخ سمرقند لا يجوزون
 ذلك حتى قال الشيخ الامام ابو منصور الماتريدي من قال هكذا فهو شر من عبد الوثن
 وعليه المحققون من مشايخ بخاري منهم جدي ابواتي الامام ظهير الدين الكبير وابنه
 خالي انتهم وفيما مضى عن الامام علي المرتضى تحقيقا لما رأى اهلهم الحسن المجتبه وما عن ابي
 حنيفة واحمد رده على كل من خالفه وقال المولى علي المرتضى لم تره العيون بمشاهدة
 العيان ولكن رآته القلوب بحقائق الايقان وفي رواية لم تره العيون بمشاهدة الابصار
 ولكن رآته القلوب بحقائق الايمان رواه فئه من اهل السنة والشيعة وله شواهد
 في كتاب الاحسان هو بها متعا ضد لا يستطيع احد ثناء على الله
 انما الله تعالى كما اثني على نفسه روى ابن ابى شيبه واحمد وابن منيع
 والاربعة وابو يعلى ويوسف القاضى في سننه والطبراني في الاوسط والحاكم

(یعنی احمد بن حنبل نے) کہا کہ میں نے رب العزۃ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ امی رب کون سا افضل کام ہے جس سے مقرب لوگ تجھ سے نزدیک ہوتے ہیں فرمایا کہ امی احمد میرے کلام سے۔ میں نے عرض کیا کہ سمجھ کر یا بدون سمجھے۔ فرمایا سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اوسکو حفاظ کی ایک جماعت نے روایت کیا اور انکے آخرا بن جرزی نے نشرفی قراءات العشر میں لکھا ہے حنفیوں میں سے صاحب خلاصہ نے کہا قاضی میں ہی کہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنے کے مسند میں علماء نے گفتگو کی ہے بعض مشایخ اسکے جواز کے قائل ہیں کہ اللہ کو خواب میں آدمی دیکھ سکتا ہے۔ انہیں امام زادہ رکن الاسلام صفار انصاری ہیں صاحب خلاصہ نے کہا کہ میرے دادا شیخ الاسلام عبدالرشید بن حسین نے صفار سے اتفاق کیا ہے اور اکثر مشایخ سمرقند کے اسکو جائز نہیں رکھتے یہاں تک کہ ابو منصور ماتریدی نے کھا جو اللہ کی رویت کا خواب میں قائل ہو وہ بت پرست سے بدتر ہے اور اسی پر محققین مشایخ بخارا ہیں اور میرے سنانا ظہیر الدین کبیر اور میرے مامون ادنہین میں ہیں انتہی۔ اور حضرت علی کا حضرت امام حسن مجتبیٰ کے خواب کو تصدیق فرمانا اور ابو حنیفہ اور احمد کا اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا جو سابق میں منقول ہوا ہے ہر ایک مخالف کی تردید کرتا ہے۔ اور مولیٰ علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ اللہ کو انکھوں نے نہیں دیکھا لیکن دلون نے پختہ یقینوں سے دیکھا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ انکھوں نے اوسکو نظروں سے نہیں دیکھا لیکن دلون نے ایمان کی حقیقت سے دیکھا ہے۔ اسکو حضرت علی سے ایک جماعت اہل سنت و شیعہ نے نقل کیا ہے اور اسکی بہت سی شہادتیں کتاب الاحسان میں ہیں جس سے یہ حدیث قوت پاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کی گئی کہ قدرت نہیں ہے اوسکی ذات پاک ویسی ہی ہے کہ جس طرح اوس نے خود اپنی ذات پاک کی تعریف فرمائی ہے ابن ابی شیبہ اور احمد و ابن منیع اور اصحاب سنن اربعہ اور ابو یعلیٰ اور یوسف قاضی نے اپنی سنن میں اور طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے۔

والمستدرك والبيهقي في السنن والضياء في المختارة عن عبد الرحمن بن الحارث بن
 هشام عن علي بن النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يقول في آخر وتره اللهم اني اعوذ
 برضائك من سيخطئك واعوذ بمعافائك من عقوبتك واعوذ بك منك لا احصي ثناء
 عليك انت كما اثبتت على نفسك ورواه الطيالسي بلفظ لا احصي نعمتك ولا ثناء
 عليك ورواه النسائي في الكبرى وابن السني في عمل اليوم والليلة عن ابراهيم بن عبد الله
 بن عبد القاري عن علي بن ابي طالب قال ثبت عند رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 ذات ليلة فكنت اسمع اذا فرغ من صلواته وتبوءاً مضجعه يقول اللهم اني اعوذ بك من
 عقوبتك واعوذ برضائك من سيخطئك واعوذ بك منك لا استطيع ثناء عليك ولو حرت
 ولكن انت كما اثبتت على نفسك الايمان بملائكة الرحمن تعالى كما ذكر في
القرآن والاحبار والاثار عن اهل بيت النبوة والعرفان قال الله المتعال كل امن بالله
 وملائكته الاية وقال الله المتعال الحمد لله فاطر السموات والارض جاعل الملائكة
 رسلا اولي اجنحة مثنى وثلاث ورباع يزيد في الخلق ما يشاء الاية وقال الله المتعال
 ينزل الملائكة بالروح من امره على من يشاء من عباده ان انذروا انه لا اله الا انا
 فاتقون وقال تنزل الملائكة والروح فيها باذن ربهم وذكر الله تعالى الملائكة في
 القرآن لا يحصى واخرج ابن جريروا بن المنذر و ابن ابي حاتم وابن الانباري في كتاب ^{الاضد}

متدرک میں اور یہی سنی نے سنن میں اور ضیاء نے مختارہ میں عبدالرحمن ابن حارث بن ہشام سے اور انہوں نے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وتر کی آخر میں پڑھتے تھے اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیرے رضا کی ساتھ تیری غصہ سے اور تیرے دی ہوئی راحت کے ساتھ تیری عذاب سے اور تیری ذات کے ساتھ تجھ سے مجھ کو تیری تعریف کی طاقت نہیں تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے خود اپنی ذات کی تعریف فرمائی ہے۔ اور طیالسی کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ میں تیری نعمت اور ثنا کو گہیر نہیں سکتا اور نسائی نے کبریٰ میں اور ابن سنی نے عمل الیوم واللیلہ میں ابراہیم بن عبد اللہ ابن عبد قاری سے ابراہیم نے علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے کہ میں ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہا میں نے سنا کہ آپ نماز سے فارغ ہو کر بستر پر لیٹ کر فرماتے تھے کہ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری عذاب سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری رضا کی ساتھ تیرے غصہ سے اور تیری ذات کے ساتھ تجھ سے مجھ میں طاقت نہیں تیری ثنا کی اگرچہ میں حرص کروں۔ لیکن تو ویسا ہی جس طرح تو نے اپنی ثنا کی ہے۔ ایمان لانا رحمن کے فرشتوں پر جس طرح کہ قرآن و احادیث و اقوال اہل بیت النبوة و اعرافان میں مذکور ہیں فرمایا اللہ متعال نے کہ سب یعنی نبی اور مؤمن ایمان لائے اللہ پر اور اس کی فرشتہ کو فرمایا اللہ متعال نے کہ سب تعریفیں اوس اللہ کیلئے ہیں جو آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا اور فرشتوں کو رسول بنانے والا ہے جن کے دود و اور تین تین اور چار چار پر ہیں۔ زیادہ کرتا ہے اپنی خلقت میں جو چاہتا ہے۔ اور فرمایا اللہ متعال نے کہ او تار تلبے فرشتوں کو روح کے ساتھ اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے کہ لوگوں کو ڈر سناؤ کہ نہیں کوئی معبود سوائے میرے سو مجھ سے ڈرو۔ اور فرمایا فرشتے اور روح اپنے رب کے اذن سے شب قدر میں اترتے ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ذکر بہت جگہ کیا ہے۔ ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اور ابن انباری نے کتاب الاضداد میں۔

وأبو الشيخ في العظمة والبيهقي في الاسماء والصفات عن علي بن أبي طالب في قوله
 تعالى ويسألونك عن الروح قال هو ملك من الملائكة له سبعون ألف وجه لكل وجه
 منها سبعون ألف لسان لكل لسان منها سبعون ألف لغة يستبح الله تعالى بتلك
 اللغات كلها يخلق الله من كل تسبيحة ملكا يطير مع الملائكة الى يوم القيمة وقال تعالى
 والطور وكتاب مسطور في رقي منشور والبيت المعمور الآية وروى اسحق بن اهوويه
 والحارث بن ابي اسامة في مسندهما وابن جوير وابن المنذر وابن ابي حاتم في تفاسيرهم
 والصابوني في المأستين والبيهقي في شعب اليمان عن خالد بن عرفة قال قال علي سلوني
 عما شئتم ولا تسئلوني الا عما ينفع او يضر فقال رجل يا امير المؤمنين ما الذاريات
 زدوا قال ويحك الم اقل لك لا تسأل الا عما ينفع او يضر تلك الرياح قال فما المقسمات
 امر اقال تلك الملائكة قال فما البيت المعمور قال بيت في السماء يقال له الضراح وهو
 بحيال الكعبة من فوقها حرمة في السماء كحرمة البيت في الارض يصلي فيه كل يوم
 سبعون الفا من الملائكة فلا يعودون اليه ابد الى قوله في بناء البيت هبط جبريل
 على ابراهيم بالبحر الاسود الحديث وروى عنه بعضه الا ذرق في تاريخ مكة ولعبد
 الرزاق وابن جوير وابن المنذر وابن الاثير في المصاحف عن ابي الطفيل ان ابن الكواء
 سأل عليا عن البيت المعمور ما هو قال ذلك الضراح بيت فوق سبع سموات تحت العرش

اور ابوالشیح نے غلطہ بین اور بیہقی نے اسما والصفات میں علی بن ابیطالب رضی سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے اور پوچھتے ہیں تجھسی حال روح کا فرمایا کہ وہ ایک فرشتہ ہے فرشتوں میں سے اوسکے ستر ہزار منہ ہیں ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں ہر زبان میں ستر ہزار بولیاں ہیں وہ ان سب بولیوں میں اللہ کی پاکی بولتا ہے اللہ تعالیٰ اوسکے ہر ایک پاکی کے کلمہ سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ وہ فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے قیامت کے دن تک۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے قسم ہے طور کی اور اوس کتاب کی کہ لکھے گئی ہے کشادہ ورق میں اور قسم ہے بیت معمور کی۔ اسحاق بن راہویہ اور حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں۔ اور صابونی نے مائتین میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں خالد بن عرعرة سے روایت کیا کہ فرمایا حضرت علی نے مجھ سے سوال کرو جو چاہو مگر وہ باتیں پوچھو کہ مفید یا مضربون۔ ایک آدمی نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین (الذاریات ذروا) سے کیا مراد ہے فرمایا افسوس ہے تجھ پر میں کہ چکا ہوں کہ مت سوال کرو مجھ سے مگر مفید یا مضربا تو نہ نکا۔ ذاریات ہوائیں ہیں۔ اوس نے عرض کیا کہ (المقسمات امرا) سے کیا مراد ہے۔ فرمایا کہ فرشتے ہیں۔ عرض کیا کہ بیت المعمور کیا ہے۔ فرمایا ایک مکان ہے آسمان میں اوسکو ضراح کہتے ہیں اور وہ کعبہ کے اوپر اوسکے مقابل میں ہے اوسکی حرمت آسمان میں ایسی ہے جیسی کعبہ کی حرمت زمین میں ہے اوسمیں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں پھر وہ کبھی اوسکے طرف نہیں آتے۔ اوسکے بعد ذکر تعمیر کعبہ میں منہ بایا اور جبریل حجر اسود کو لیکر حضرت ابراہیم کے پاس وتریے آخر حدیث تک دیکھا اور ازرقی نے اس حدیث کا بعض حصہ حضرت علی سے تاریخ مکہ میں نقل کیا اور عبدالرزاق اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن انباری نے مصاحف میں ابی الطفیل سے روایت کیا کہ ابن گواء نے حضرت علی سے پوچھا کہ بیت المعمور کیا چیز ہے فرمایا کہ وہ ایک مکان موسوم بضراح ہے ساتویں آسمان کی اوپر عرش کے نیچے۔

يدخله كل يوم سبعون ألف ملك ثم لا يعودون اليه الى يوم القيامة ونخشيش بن
اصرم في الاستقامة عن علي قال اول ما خلق الله تعالى القلم ثم خلق النون وهي
الدواة ثم خلق اللوح فكتب الدنيا وما يكون فيها حتى تفتنى من خلق مخلوق او عمل معمول
بر او فجور او ما كان من رزق حلال وحرام او رطب ويابس ثم وكل بذلك الكتاب
ملئكة و وكل بالخلق ملائكة وقال المتعال له معقبات من بين يديه ومن خلفه
يحفظونه من امر الله وقال وان عليكم حافظين كراما كاتبين يعلمون ما تفعلون
ولا بن المنذر و ابى الشيخ عن علي في قوله تعالى معقبات من بين يديه ومن خلفه
يحفظونه من امر الله قال ليس من عبد الا معه ملائكة يحفظونه من ان يقع عليه
حائط او يتردى في بئر او يأكله سبع او غرق ^{بحرق} فاذا جاء القدر دخلوا بينه وبين
القدر و لا ابى داود في القدر و ابن ابى الدنيا في مكان الشيطان و ابن عساكر في
تاريخ دمشق عن علي قال لكل عبد حفظة يحفظونه لا يخر عليه حائط او يتردى
في بئر او تصيبه دابة حتى اذا جاء القدر الذي قدر له خلت عنه الحفظة فاصابه
ما شاء الله ان يصيبه وفي لفظ ابى داود انه ليس من الناس احدا الا وقد وكل به
ملك فلا تريد دابة ولا شئ الا قال اتقه اتقه فاذا جاء القدر خلا عنه ولا بن
سعد و ابن جرير و ابن عساكر عن ابى مجلز قال جاء رجل من مراد الى علي وهو يعلى في المسجد

اوسمیں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر قیامت تک اوسکے طرف پلٹ کر نہیں آتے۔ اور خنیش بن صرم نے استقامت میں حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ فرمایا کہ اول اللہ نے قلم کو پیدا کیا پھر نون کو اور وہ دوات ہے۔ پھر لوح محفوظ کو اور اوسمیں دنیا اور دنیا کی سب اشیا کا حال فنا ہونے تک لکھا مخلوق کی پیدائش اور اعمال بدو نیک اور رزق حلال و حرام یا ترا و خشک جو کچھ ہوا۔ پھر اوس کتاب پر فرشتوں کو مقرر کیا اور خلقت پر فرشتوں کو مقرر کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بندہ کے لئے ایک کے بعد ایک آئیوالے ہیں اوسکے آگے سے اور اوسکے پیچھے سے کہ حفاظت کرتے ہیں اوسکی اللہ کے حکم سے۔ اور فرمایا تمہارے اوپر نگہبان ہیں عزت والے لکھنے والے جانتے ہیں جو تم کرتے ہیں اور ابن منذر اور ابوالشیخ نے اللہ تعالیٰ کے قول (لَمَعَقَبَاتٍ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَ مَنَ امْرَاةً) کی تفسیر میں حضرت علی سے روایت کیا کہ ہر بندہ کے ساتھ فرشتے ہیں جو اوسکو بچاتے ہیں دیوار کے نیچے دب جانے یا کنوین میں گرنے یا درندہ کے پہاڑ کھانے یا ڈوب جانے یا جل جانے سے پھر جب وقت مقدر آتا ہے وہ فرشتے اوس سے اور مقدر چیز سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اور ابو داؤد نے کتاب القدر میں اور ابن ابی الدنیا نے مکا مد الشیطان میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ ہر بندہ کے لئے نگہبان ہیں جو اوسکی نگہبانی کرتے ہیں کہ اوسپر کوئی دیوار نہ کر پڑے یا کنوین میں نہ گرے یا جانور یا زندہ دیوی بہانگ کہ جب وقت مقدر آتا ہے جو اوسکے لئے ٹھہرایا ہوا ہے۔ حفاظت کرنے والے فرشتے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ پہنچانا چاہتا ہے پہنچتا ہے۔ اور ابو داؤد کے الفاظ یہ ہیں ہر آدمی پر ایک فرشتہ مقرر ہے جب کوئی جانور یا کوئی چیز اوسکو اذیت رسانی کا قصد کرتا ہے تو فرشتہ کھتا ہے علیحدہ رہ علیحدہ رہ جب تقدیری امر پیش آتا ہے تو اوسکو چھوڑ دیتا ہے اور ابن سعد اور ابن جریر اور ابن عساکر نے ابی مجلز سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ مراد کا ایک آدمی حشر علی کے خدمت میں آیا اور آپ مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔

اوسکے لئے یعنی بندے کیلئے ایک کے بعد ایک آئیوالے ہیں اوسکے آگے سے اور اوسکے پیچھے سے کہ اوسکی نگہبانی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے

قول الله ان الله وملائكته يصلون على النبي قال ان هذا من المكتوم ولولا انكم سألتموني
 عنه ما اخبركم عنه ان الله عز وجل وكل بي ملكين لا اذكر عند عبد مسلم فيصلي علي الا
 قال ذاك الملكان غفر الله لك وقال الله وملائكته جوابا لذيнок الملكين امين ولا
 اذكر عند عبد مسلم فلا يصلي علي الا قال ذاك الملكان لا غفر الله لك وقال الله و
 ملائكته لذيнок الملكين امين وعن ابي عبد الرحمن السلمي عن علي انه امر بالسؤال وقال
 قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان العبد اذا تسوك ثم قام يصلي قام الملك خلفه
 فيسمع لقراءته فيدنو منه او كلمة نحوها حتى يضع فاه على فيه فما يخرج من فيه شيء
 من القرآن الا صار في جوف الملك فظهر واافواهكم للقرآن رواه البرازي في مسنده وقال
 لا نعلمه عن علي باحسن من هذا الاسناد وقد رواه بعضهم عن ابي عبد الرحمن عن علي
 موقوفا (قلت) أخرجه ابن المبارك في الزهد والآجزي في اخلاق جملة القرآن
 والبيهقي في السنن وقال السيوطي في الاتقان في سند البرازي جيد ولبعضه شاهد عن
 عمر عند ابن زنجويه في فضائل الاعمال وعن علي قال اذا توضا المسافر فان اقام قام
 عن يمينه ملك وعن شماله ملك فان اذن واقام صلى خلفه صفوف من الملائكة
 أخرجه عبيد الله بن محمد بن حفص العيشي في جزئه وعن عطاء الخراساني عن مولى
 امرأته امر عثمان عن علي قال اذا كان يوم الجمعة خرج الشياطين يريثون الناس الى اسواقهم

اللہ تعالیٰ کے قول (اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ) کی مطلب سے فرمایا کہ یہ منجملہ اسرار کے ہے اگر تم مجھ سے نہ پوچھتے تو تمکو میں نہ بتلاتا اللہ عزوجل نے میرے لئے دو فرشتے معین فرمائے ہیں جب کوئی بندہ مسلمان میرے ذکر کے وقت مجھ پر درود بھیجتا ہے یہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تیری مغفرت کرے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ اُن دونوں فرشتوں کی جواب میں آمین کہتے ہیں اور جب کسی بندہ مسلمان کے قریب یاد کر ہو تو ہے اور وہ مجھ پر درود نہیں بھیجتا تو یہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تیری مغفرت کرے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اُن دونوں فرشتوں کی جواب میں آمین کہتے ہیں۔ اور ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے ہے وہ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ اپنے مسواک کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب مسواک کر کے نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوتا ہے فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہو کر اس کی قرات سنتا اور اس کے قریب ہوتا ہے (یا کوئی اور کلمہ اس کا ہم معنی فرمایا) یہاں تک کہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے اور جب قدر قرآن اس کے منہ سے نکلتا ہے فرشتہ کے پیٹ میں داخل ہوتا ہے اس لئے تم اپنے مونہوں کو قرآن پڑھنے کیلئے پاک رکھو۔ بزار نے اسکو اپنے مسند میں روایت کیا اور کہا کہ ہمکو اس حدیث کی سند حضرت علی سے اس سند سے بہتر معلوم نہیں ہوئے۔ اور بعضوں نے اس روایت کو ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے حضرت علی سے موقوف روایت کیا ہے۔ (میں کہتا ہوں) اسکو روایت کیا ہے ابن المبارک نے زہد میں اور آجری نے اخلاق حملہ القرآن میں اور بیہقی نے سنن میں اور سیوطی نے اتقان میں کہا ہے بزار کی سند جدید ہے اور ابن زنجویہ کے فضائل الاعمال میں عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے بعض حصہ کی شہادت منقول ہے۔ اور حضرت علی سے روایت بھی فرمایا کہ جب مسافر وضو کرتا ہے پھر اگر اقامت پڑھتا ہے تو اس کے دہنے طرف ایک فرشتہ اور اس کے بائیں طرف ایک فرشتہ کھڑا ہوتا ہے پھر اگر اطمینان کے بعد اقامت پڑھتا ہے تو فرشتوں کی صفیں اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں عبید اللہ بن محمد بن حفص عبشی نے اسکو اپنے جزو میں روایت کیا ہے اور عطیہ خراسانی نے اپنی زوجہ أم عثمان کے مولیٰ سے اونہوں نے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ جمعہ کے روز شیا طین اپنے جھنڈے لیکر بچلتے ہیں لوگوں کو بازاروں میں روک لینی کیلئے۔

صلى الله عليه وسلم
وعا والفين
السابق

ومعهم الروايات وتقع الملائكة على ابواب المساجد يكتبون الناس على قدر منازلهم
السابق والمصلى والذي يليه الى ان قال هكذا سمعت من نبيكم صلى الله عليه وآله
وسلم اخرجه ابن ابي شيبه واحمد وعنه علي قال لما كان اول ليلة من رمضان قام
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واشى على الله وقال ايها الناس قد كفاكم الله
عدوكم من الجن ووعدكم الاجابة وقال ادعوني واستجب لكم الا اوقدوكل الله عز وجل
بكل شيطان مرید سبعة من الملائكة فليس بحلول حتى ينقضى شهر رمضان الحديث
اخرجه الاصبهاني في الترغيب واللبيه في السنن والشعب بسند متعاضد بالشواهد
عن علي قال انا والله حرضت عمر على القيام في شهر رمضان قيل وكيف ذلك يا امير المؤمنين
قال اخبرته ان في السماء السابعة حظيرة يقال لها حظيرة القدس فيها ملائكة يقال
لهم الروح وفي لفظ الروحانيون فاذا كان ليلة القدر استاذنوا ربهم في النزول الى الدنيا
فياذن لهم فلا يمرون بمسجد يصلي فيه ولا يستقبلون احدا في طريق الادعواله فاصابه
منهم بركة فقال له عمر يا ابا الحسن فخرض الناس على الصلوة حتى تصيبهم البركة
فامر الناس بالقيام ولا بن مردويه عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
هل تدرون ما تفسير هذه الآية كلا اذا دكت الارض دكا وجاء ربك والملك

اور فرشتے مسجد و مکے دروازہ پر بیٹھتے ہیں لوگوں کے مراتب لکھنے کے لئے اول وقت آنے والے کے اور اسکے بعد آنے والے کے اور اسکے بعد آنے والے کے یہاں تک کہ فرمایا ایسا ہی سنا ہے میں نے تمہاری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابن ابی شیبہ اور احمد نے اسکو روایت کیا ہے اور حضرت علی سے روایت بھی فرمایا کہ رمضان کی پہلی شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے تعریف کی اور فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن شیطان سے تمکو بے خوف کر دیا اور تمہاری دعا قبول کرنے کا وعدہ فرمایا اور رکھا کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ خبردار رہو اللہ تعالیٰ نے ہر سرکش شیطان پر سات فرشتے معین فرمادئے ہیں ماہ رمضان گزر لینے تک اسکو قید رکھتے ہیں اسکو اصبہانی نے ترغیب میں روایت کیا ہے اور بیہقی نے سنن اور شعب میں ایسی سند سے کہ دوسرے شہادتوں سے قوت پاتی ہے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ قسم اللہ کی میں نے ہی عمر کو ماہ رمضان کے قیام (جماعت تراویح) پر برا بیگنہ کیا ہے کسی نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین یہ کس طرح ہوا فرمایا کہ میں نے اونکو خبر دی کہ ساتویں آسمان میں ایک مکان ہے جسکو حظیرۃ القدس کہتے ہیں اوسمیں بہت سے فرشتے ہیں جنکو روح کہا جاتا ہے (اور ایک روایت میں روحانین ہیں) وہ شب قدر میں اپنے رب سے دنیا کی طرف اترنے کی اجازت چاہتے ہیں اونکو اللہ اجازت دیتا ہے وہ جب کسی سجد پر گزرتے ہیں کہ جس میں نماز ہو رہی ہے یا

عن أبي
صلى الله عليه
وعلى آله
والصالحين
السابقين

ومعهم الروايات وتقع الملائكة على أبواب المساجد يكتبون الناس على قدر منازلهم
السابق والمصلي والذي يليه الى ان قال هكذا سمعت من نبيكم صلى الله عليه وآله
وسلم أخرجه ابن أبي شيبه واحمد وعنه على قال لما كان اول ليلة من رمضان قام
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واتى على الله وقال ايها الناس قد كفاكم الله
عدوكم من الجن ووعدكم الاجابة وقال ادعوني واستجب لكم الا وقد وكل الله عز وجل
بكل شيطان مر يد سبعه من الملائكة فليس يحول حتى ينقضى شهر رمضان الحديث
أخرجه الاصبهاني في الترغيب واللبه في السنن والشعب بسند متعاضد بالشواهد
عن علي قال انا والله حوضت عمر على القيام في شهر رمضان قيل وكيف ذاك يا امير المؤمنين
قال اخبرته ان في السماء السابعة حظيرة يقال لها حظيرة القدس فيها ملائكة يقال
لهم الروح وفي لفظ الروحانيون فاذا كان ليلة القدر استاذنوا رجوعهم في النزول الى الدنيا
فياذن لهم فلا يمرون بمسجد يصلي فيه ولا يستقبلون احدا في طريق الادعواله فاصابه
منهم بركة فقال له عمر يا ابا الحسن فخرض الناس على الصلوة حتى تصيبهم البركة
فامر الناس بالقيام ولا بن مردويه عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
هل تدرون ما تفسير هذه الآية كلا اذا دكت الارض دكا وجاء ربك والملك
صفا صفا وجئ يومئذ بهم قال اذا كان يوم القيامة تقادحهم بسبعين ألف زمام

اور فرشتے مسجد و مکے دروازہ پر بیٹھتے ہیں لوگوں کے مراتب لکھنے کے لئے اول وقت آنے والے کے اور اسکے بعد آنے والے کے اور اسکے بعد آنے والے کے یہاں تک کہ فرمایا ایسا ہی سنا ہے میں نے تمہاری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابن ابی شیبہ اور احمد نے اسکو روایت کیا ہے اور حضرت علی سے روایت ہے کہ فرمایا کہ رمضان کی پہلی شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے تعریف کی اور فرمایا ای لوگو اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن شیطان سے تمکو بے خوف کر دیا اور تمہاری دعا قبول کرنے کا وعدہ فرمایا اور کھا کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ خبردار رہو اللہ تعالیٰ نے ہر سرکش شیطان پر سات فرشتے معین فرمادئے ہیں ماہ رمضان گذر لینے تک اسکو قید رکھتے ہیں اسکو اصبہانی نے ترغیب میں روایت کیا ہے اور یہی حق ہے سنن اور شعب میں ایسی سند ہے کہ دوسرے شہادتوں سے قوت پاتی ہے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ قسم اللہ کی میں نے ہی عمر کو ماہ رمضان کے قیام (جماعت تراویح) پر برانگیختہ کیا ہے کسی نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین یہ کس طرح ہوا فرمایا کہ میں نے اونکو خبر دی کہ ساتویں آسمان میں ایک مکان ہے جسکو حظیرۃ القدس کہتے ہیں اوسمیں بہت سے فرشتے ہیں جنکو روح کہا جاتا ہے (اور ایک روایت میں روحانین ہیں) وہ شب قدر میں اپنے رب سے دنیا کی طرف اترنے کی اجازت چاہتے ہیں اونکو اللہ اجازت دیتا ہے وہ جب کسی سجد پر گزرتے ہیں کہ جس میں نماز ہو رہی ہے یا کسی کے سامنے آتے ہیں کسی راہ میں تو اسکے لئے دعا خیر کرتے ہیں اور اونکی خیر و برکت اسکو پہنچتی ہے اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کھا کہ امی ابا الحسن پھر تم لوگوں کو نماز پر یعنی رات کو نفلین پڑھنے پر برانگیختہ کریں کہ اونکو یہ برکت پہنچے پھر لوگوں کو قیام (نماز تراویح) کا حکم دیا اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم اس آیت (کلّا اذا دکت الاضرب دکا دکا وجاء ربک والملك صفا صفا وجئی يومئذ مبھتم) کی تفسیر جانتے ہو فرمایا کہ قیامت کے روز دوزخ کہیں پھر لایا جائیگا ستر ہزار رسوں سے۔

بيد سبعين ألف ملك فتشردت لولا أن الله حبسها لأحرقت السموات
 والارض ولابن مردويه عن أبي سعيد قال لما نزلت هذه الآية تغير رسول الله
 صلى الله عليه وآله وسلم وعرف في وجهه حتى اشتد على أصحابه ما رأوا من حاله
 فسأل علي فقال جاء جبريل فقرأني هذه الآية فقيل وكيف يجاء بها قال فذكر نحوه
 ولابن وهب في كتاب الأهل والأهوال عن زيد بن أسلم نحوه ولأبي حاتم بن محمد كذا رواه
 مسلم والترمذي وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم وابن مردويه عن عبد الله
 رفعا وابن أبي شبة وعبد بن حميد والترمذي وعبد الله بن أحمد في زوائد الزهري
 وابن جرير عنه وقفايعد رفعا وعن علي في قوله تعالى وما أنزل على الملكين ببابل
 هاروت وماروت قال هما ملكان من ملائكة السماء أخرجه ابن أبي حاتم قال السيوطي
 في الاتقان وقد أفردت في قصتهما جزء وعن عمير بن سعيد قال سمعت عليا يخبر
 القوم أن هذه الرهرة تسميها العرب الرهرة وتسميها العجم أناهيد وكان الملكان
 يحكما بين الناس فالتفتها فآرادها كل واحد منهما عن غير علم صاحبه فقال أحدهما
 لصاحبه يا أخى إن في نفسي بعض الأمر أريد أن أذكره لك قال أذكر يا أخى لعل الذي في نفسي
 مثل الذي في نفسك فاتفقا على أمر في ذلك فقال لهما المرأة ألا تخبراني بما تصعدان
 به إلى السماء وبما تهبطان به إلى الارض فقالا باسم الله الأعظم فبطا وبه نصعد

جو ستر ہزار فرشتوں کی ہاتھ میں ہو گئے اور وہ اس طرح کا بھاگنا بھاگیا کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو نہ روکے تو آسمان وزمین کو جلا ڈالے۔ اور ابن مردویہ نے ابی سعید سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ بدل گیا اور آپ کے چہرہ مبارک پر یہ بات پہچانے لگی اور صحابہ نے جو یہ حالت آپ کی دیکھی اونکو شدت کا غم ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو فرمایا کہ جبریل نے اگر یہ آیت مجھ کو پڑھائی کسی نے عرض کیا کہ دوزخ کس طرح لانے جائیگی تو جیسا پہلی روایت میں گذرا ہے اسی کے مانند فرمایا اور ابن وہب نے کتاب الاہوال میں زید بن اسلم سے اسی طرح کا مضمون روایت کیا ہے اور اسیر طرخ دوزخ کے لانے کو مسلم اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عبد اللہ سے مرفوعاً اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ترمذی اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزید میں اور ابن جریر نے اون سے موقوف روایت کیا کہ وہ مرفوع کی شمار میں ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول وَمَا أَنزَلَ عَلَى الْمَلَائِكِ بِبَابِلَ هَارُونَ وماروت۔ کی تفسیر میں مروی ہے کہ وہ دونوں آسمان کے فرشتوں میں سے ہیں ابن ابی حاتم نے اسکو روایت کیا ہے۔ سیوطی نے اتفاقاً لکھا ہے کہ ہاروت اور ماروت کا قصہ میں نے ایک مستقل جزو میں لکھا ہے اور عمیر بن سعید سے منقول ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ زہرہ اسکو عرب زہرہ اور عجم اناہیز کہتے ہیں اور دونو فرشتے لوگوں کے درمیان میں فیصلہ کیا کرتے تھے وہ اون کے پاس آئے اون دونوں میں ہر ایک نے بدو ن علم اپنے ساتھی کے اسکی رغبت کی ہر ایک نے دوسرے سے کھا اسی بھائی حیر و دلمین ایک بات ہے اسکو میں تجھ سے ذکر کرنا چاہتا ہوں اون نے کہا بیان کرا می بہائی شاید جو تیرے دلمین ہے ویسا ہی میرے دلمین ہو پھر دونو اس معاملہ میں ایک بات پر متفق ہوئے اور زہرہ نے اون سے کھا کہ مجھ کو وہ عمل بتلاؤ جسکے ذریعہ سے تم آسمان پر چڑھتے ہو اور جسکے ذریعہ سے زمین میں اترتے ہو۔ اونہوں نے کہا کہ اللہ کے اسم اعظم کی برکت سے اترتے اور چڑھتے ہیں۔

فقالت ما انا بموانيتكما الذي تريدان حتى تعلمانيه فقال احدهما لصاحبه عليها
 اياه قال فكيف لنا بشدة عذاب الله فقال الاخر انا نرجو اسعذ رحمة الله فعلمها
 اياه فتكلمت به فطارت الى السماء ففرع ملك في السماء لصعودها فطأ طأ رأسه فلم
 يجلس بعد ومسحها الله فكانت كوكبا اخرجها اسحق وعبد بن حميد وابن ابى الدنيا
 في العقوبات وابن جرير وابو الشيخ في العظة والحاكم وصححه ولاسحق وابن مردويه
 عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعن الله الزهرة فانها هي التي
 قتلت الملكين هاروت وماروت ولا بن ابى حاتم وابن عساكر عن ابى جعفر الباقر قال
 السجل ملك وكان هاروت وماروت من اعوانه وكان له كل يوم ثلث لمحات ينظرهن
 في امر الكتاب فنظر نظرة لم تكن له فابصر فيها خلقا اذ ومافيه من الامور فاسر ذلك
 الى هاروت وماروت فلما قال تعالى اني جاعل في الارض خليفة قالوا اتجعل فيها من
 يفسد فيها قال اذ لك استطالة على الملكة ولعبد بن حميد عن علي في قوله تعالى
 كطي السجل قال السجل ملك ولا بن ابى الدنيا في كتاب المطر وابن جرير وابن المنذر و
 الخرائطي في مكارم الاخلاق والبيهقي في سننه عن علي قال الرعد ملك والبرق ضربه
 السحاب بحراق من حديد ولعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر والخرائط في مكارم
 الاخلاق وابن ابى حاتم وابو الشيخ وابو نعيم والبيهقي في سننه من طرق عن علي قال

اوس نے کھا کہ میں تمہاری خواہش پوری نہیں کر سکتی جب تک کہ اسم اعظم مجھ کو نہ بتلا دو۔ ایک فرشتہ نے دوسرے سے کہا کہ اسم اعظم اوس کو سکھایا اوس نے کھا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی سختی سے ہمارا کیا حال ہو گا دوسرے نے کھا کہ بکواس اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت کی اسید ہے اوس نے زہرہ کو اسم اعظم سکھادیا وہ اوس کو پڑھ کر آسمان کے طرف اڑ گئی اور ایک فرشتہ جو آسمان میں تھا وہ اوس کے چڑھنے سے گہرا گیا اور پھر نہ بیٹھا اور اللہ نے زہرہ کو مسح کر دیا وہ ایک ستارہ بن گئی۔ اسحق اور عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا نے عقوبات میں اور ابن جریر اور ابوالشیخ نے عظمت میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح کھا ہے اور اسحق اور ابن مردویہ نے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے زہرہ کو یہ وہی ہے جس نے ہاروت و ماروت دو فرشتوں کو فتنہ میں ڈالا اور ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے ابی جعفر باقر سے روایت کیا ہے کہ سجد ایک فرشتہ ہے اور ہاروت و ماروت اوس کے مدد کار تھے۔ ہر روز تین دفعہ نظر کرنا تھا کہ دو تین بار اصل کتاب میں دیکھتا اوس نے ایک بار دیکھا جسکی وکلا جازت نہ تھی تو حضرت آدم کی پیشانی اور اوس کے متعلق باتیں اوس کو معلوم ہوئیں اوس نے یہ قصہ بطور راز کے ہاروت و ماروت سے بیان کر دیا جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کیا کیا ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کریگا یہ بات فرشتوں کے اوپر اپنی بڑائی کی راہ سے ہاروت و ماروت نے کھی تھی۔ اور عبد بن حمید نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول (کَطَى السَّجَل) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ سجد ایک فرشتہ ہی اور ابن ابی الدنیا نے کتاب المطرین اور ابن جریر اور ابن منذر اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ رعد ایک فرشتہ ہے اور برق بادل کو مارنے کا لوہے کا کرز ہے اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور ابو نعیم اور بیہقی نے اپنی سنن میں متعدد طریقوں سے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔

البرق مخاريق من النار بايدي ملائكة السحاب يزجرون به السحاب اى وهو معنى قوله تعالى
هو الذى يريك البرق خوفا وطمعا وهو معنى ما لابن ابي حاتم عن علي بن حسين قال قال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انما الرعد وعيد من الله فاذا سمعتموه فامسكوا
من الحديث ولا بن جبرير وابن عساكر عن علي بن ابي ابي كان اذا سمع صوت الرعد قال سبحان
من سبحت له اى وهو معنى قوله تعالى ويسبح الرعد بحمده والملائكة من خيفته ولا بن
جبرير عن علي بن ابي طالب قال لم تنزل قطرة من ماء الا بمكيال على يدى ملك الا يوم
نوح فانه اذن للماء دون الخزان فطغى الماء على الخزان فخرج فذلك قوله انا لما طغى الماء
ولم ينزل شئ من الريح الا بمكيال على يدى ملك الا يوم عاد فانه اذن لها دون الخزان
فخرجت فذلك قوله برح صرصرة عتت على الخزان ولعبد الله بن احمد وابن ماجه
والنسائى وابن خزيمة والضياء عن علي قال كانت لى من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
منزلة لم تكن لاحد من المخلائق انى كنت اتيه كل سحر فاسلم عليه حتى يتنحى وانى جئت
ذات ليلة فسلمت عليه فقلت السلام عليك يا بنى الله قال على رسلك يا ابا الحسن
حتى اخرج اليد فلما خرج الى قلت يا بنى الله اعصبتك احد قال لا قلت فما لك لم تكلمنى
فيما مضى من الليلة قال انى سمعت فى الحجرة حركة فقلت من هذا قال انا جبريل قلت ادخل
قال لا اخرج فلما خرجت قال ان فى بيتك شيئا لا يدخله ملك ما دام فيه قلت ما اعلمه

کہ برق آگ کے گز میں ابر کے فرشتوں کے ہاتھوں میں اونے ابر کو ڈالتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول (هو الله) یومکم البرق خوفا وطمعا کے معنی ہیں اور یہی معنی ہیں اوس روایت کے جو ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن حسین سے روایت کیا ہے کھا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ رعد اللہ تعالیٰ کا وعید ہے جب تم اوسکو سنو باتیں کرنے سے رک جاؤ اور ابن جریر اور ابن عساکر نے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ جب آپ رعد کی آواز سنتے تھے فرماتے تھے پاک ہے وہ ذات جس کے لئے تو تسبیح کرتا ہے یعنی یہ اللہ تعالیٰ کے قول (و یسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفۃ) کے معنی ہیں اور ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے فرمایا کہ ہر قطرہ پانی کا ایک فرشتہ کے ہاتھ پر ایک پیانہ سے اترتا ہے مگر طوفان فوج کے روز پانی کو بلا توسط محافظین حکم دید یا گیا تھا اسلئے محافظین پر غلبہ کر کے نکل پڑا تو یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے مقولہ (انما طغی الماء) کا اور جو ہوا چلتی ہے وہ فرشتہ کے ہاتھ میں ایک پیانہ ہے اوس سے چلتی ہے مگر عاد کے روز ہوا کو محافظین سے بالا بالا حکم ہو گیا اسلئے وہ چل پڑی یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے قول (بریح صرصر عاتیه) کا وہ ہوا محافظین پر غالب ہو گئی تھی اور عبد اللہ بن احمد اور ابن ماجہ اور نسائی اور ابن خزیمہ و ضیاء نے حضرت علی سے روایت کیا کہا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت میں ایک خصوصیت تھی جو کسی دوسرے کو حاصل نہ تھی میں آپ کی خدمت میں ہمیشہ بوقت تہجد حاضر ہو کر آپ پر سلام عرض کرتا تھا آپ صحیح فرماتے آپ کی حضوری میں حاضر ہوتا۔ ایک رات آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام علیک عرض کیا کہ السلام علیک یا نبی اللہ فرمایا تامل کرا ای ابو الحسن (یعنی ابھی میرے پاس مت آ) میں خود تیرے پاس آؤں گا جب میرے پاس تشریف فرما ہوئے میں نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ کیا آپ کو کسی نے خفا کیا فرمایا کہ نہیں میں نے عرض کیا کہ اس کی وجہ کیا ہے آپ نے فرمایا میں نے حجۃ میں ایک حرکت سنی میں نے کھایا کون شخص ہے عرض کیا کہ میں جبریل ہوں میں نے کہا داخل ہو کہا نہیں آپ بیرون حجرہ تشریف فرما ہو جائے جب میں نکلا عرض کیا کہ آپ کے مکان میں ایسی شے ہے کہ جب تک وہ شئی مکان میں ہے فرشتہ داخل نہیں ہوتا میں نے کہا ای جبریل مجھ کو اوسکا علم نہیں۔

وہ ہے دکھلاتا ہے ٹکوریں ڈالنے اور طبع دلانے کے لئے ۱۱ تسبیح کرتا ہے رعد اللہ کے حمد کی اور فرشتے اوسکے خوف سے ۱۲

يا جبريل قال اذهب فانظر فذهبت ففتحت البيت فلم اجد فيه شيئا غير جرو وكان
 يلعب به الحسن فقلت ما وجدت الاجرو اقال انها ثلث لم يلج ملك ما دام فيها ابدا واحدا منها
 كلب او جنابة او صورة روح واخرجه مسددا في المسند فمخضرا ان جبريل اتى النبي صلى الله عليه
 وآله وسلم فلم يثر رجوع فقال سلمت ثم رجعت فقال اني لا ادخل بيتا في صورة ولا كلب
 ولا بول ذلك ان جروا الحسن والحسين كان في البيت والابن جوير في التفسير والابن الشيخ في العظة
 عن علي بن الحسين قال اسم جبريل عبد الله واسم ميكائيل الله واسم اسرافيل عبد الرحمن وكل شيء يرجع
 الى ايل فهو عبد الله عز وجل ونحوه لابن جوير عن ابن عباس بدون الجملة الثالثة ولا بن ابى حاتم
 عنه الاولى والاخرة وللدبلي عن ابى امامة رفاع دون الجملة الاخيرة ولا بن ابى داود في المصاحف
 وابن عساکر عن ابى جعفر قال كان ابو بكر يجمع مناجاة جبريل للنبي صلى الله عليه وآله وسلم ولا يراه
 ولما اكرم في المستدرک عن علي قال ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لجبريل من يهاجر معي قال
 ابو بكر الصديق وعن ابى صالح الخنفي عن علي قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولا يكر
 يوم يرد مع احدكم جبريل ومع الاخر ميكائيل واسرافيل ملك عظيم يشهد القتال او يقف في
 الصف اخرجه ابن ابى شعبة واحمد وابن منيع وابن ابى عاصم والدورقي وابو يعلى وابن ابى داود
 وابن جوير وصححه ابن عقدة والحاكم وابو نعيم في المحلية والعشادي في فضائل الصديق وخيثمة في
 فضائل الصحابة واللالكائي في السنة والبيهقي في الدلائل وابو عمر في الاستيعاب والضياء في المختار

عرض کیا کہ آپ تشریف فرما کر ملاحظہ فرما دیں میں نے جا کر دروازہ مکان کا کھولا اوس میں بجز پتھر کے
کچھ نہ پایا کہ اوس سے حسنؑ کہہلتے تھے میں نے کہا کہ بجز پتھر کے کچھ نہیں دیکھتا ہوں عرض کیا
کہ تین چیزیں ہیں اونہیں سے گہر میں ایک بھی جب تک رہتی ہے فرشتہ داخل نہیں ہوتا گتایا
جنابت یا جاندار کی تصویر اور مسد دے اسکو مسد میں مختصر روایت کیا کہ جبریلؑ نے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا پھر واپس ہوئے فرمایا سلام عرض کر کر
کیون واپس ہو گئے تھے عرض کیا کہ میں اوس گہر میں نہیں داخل ہوتا ہوں جس میں تصویر لگتا
یا پیشاب ہوتا ہو اسکا سبب یہ ہے کہ ایک پتھر حسنؑ یا حسینؑ کے کہہنے کا گہر میں ہے اور ابن جریر نے
تفسیر میں اور ابوالشیخ نے عظمہ میں علی بن حسین سے روایت کیا فرمایا کہ جبریلؑ کا نام عبد اللہ
اور میکائیلؑ کا عبد اللہ اور اسرافیلؑ کا نام عبد الرحمنؑ ہے اور جو کچھ ایل کی طرف منسوب ہو سکے
میں اللہ کا بندہ اور اسی کے مثل ابن جریر نے ابن عباسؓ سے بدون جملہ ثانیہ کے اور
ابن ابی حاتم نے اونے پہلا اور دو سرا جملہ اور دیلمی نے ابوامامہ سے مرفوعاً بدون
جملہ اخیرہ کے روایت کیا اور ابن ابی داؤد نے مصاحف میں اور ابن عساکر نے ابو جعفر
سے روایت کیا فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جبریلؑ کا باتین کرنا ابو بکرؓ
سنتے تھے مگر جبریلؑ کو دیکھتے نہ تھے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت علیؑ سے روایت
کیا فرمایا جبریلؑ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے ہمراہ کون ہجرت کرے گا عرض کیا
کہ ابو بکر صدیقؓ اور ابوصالح حنفیؓ نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے
اور ابوبکرؓ سے بدر کر دیں فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک کو ساتھ جبریلؑ اور دوسرے کو ساتھ اسرافیلؑ اور اسرافیلؑ بڑا
فرشتہ ہے لڑائی میں حاضر ہوتا ہے یا صف قتال میں قیام کرتا ہے اسکو ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابن مینع اور ابن عاصم و
دورقی و ابویعلیٰ و ابن ابی داؤد و ابن جریر نے روایت کیا اور ابن جریر نے صحیح کہا ہے و نیز ابن عقدہ و حاکم و
ابونعیم نے حلیہ میں اور عثاری نے فضائل صدیقین میں اور خثیمہ نے فضائل صحابہ میں اور لاکائی نے ستمین
اور بیہقی نے دلائل میں اور ابو عمر نے استیعاب میں اور ضیاء نے مختارہ میں روایت کیا۔

وعن علي قال كنت قلب يوم بدرا ميمنه فجاءت ريح شديدة فخرجت ريح شديدة لم أر
 ريحا أشد منها إلا التي كانت قبلها فخرجت ريح شديدة فكانت الأولى ميكائيل في الف
 من الملكة عن يمين النبي صلى الله عليه وآله وسلم والثانية اسرافيل في الف من الملكة عن
 يسار النبي صلى الله عليه وآله وسلم والثالثة جبريل في الف من الملكة وكان أبو بكر عن يمينه وكنت
 عن يساره الحديث أخرجه أبو يعلى وابن جرير والبيهقي في الدلائل وفيه أبو الحويرث عبد الرحمن
 ابن معاوية ضعيف ولكنه متعاذب بالشواهد وعن محمد بن جبير قال حدثني رجل من بني
 أزد أن علي بن أبي طالب خطب الناس بالعراق وهو يومئذ مع فقال بيدينا أنا بقلوب بدرا وجاءت
 ريح لم أر مثلاً قط شديدة ثم ذهب ثم جاءت ريح أخرى لم أر مثلاً إلا التي قبلها ثم ذهب
 ثم جاءت ريح أخرى لم أر مثلاً إلا التي قبلها فكانت الأولى جبريل في الف مع رسول الله صلى الله
 عليه وآله وسلم وكانت الريح الثانية ميكائيل في الف عن يمين النبي صلى الله عليه وآله وسلم و
 أبي بكر وكانت الريح الثالثة اسرافيل في الف عن يسار النبي صلى الله عليه وآله وسلم وأنا في الميسرة أخذت
 أخرجه ابن جرير وأخرج وكيع وابن أبي شبيب في مصنفه وأبو بكر بن راهويه وأحمد والبراء والنسائي
 في خصائص علي والحسن بن سفيان وأبو يعلى وابن حبان في صحيحه والطبراني وأبو نعيم في الحلية بطرق
 جيدة صحيحة وحسنه عن الإمام حسن بن علي أنه خطب حين استشهد علي فقال يا أهل الكوفة لقد

ما شئ هو الذي نزل
 في تركبة إذا قلنا ما
 فعل الله وأبيه وقوله
 بجمع ميمانه

اور حضرت علی سے منقول ہے فرمایا کہ بدر کے دن میں ایک کنوئین میں اوتر کر پانی بھرتا تھا ناگاہ ایک سخت ہوا چلی پھر دوسری اوس سے سخت چلی کہ اوس سے زیادہ تند ہوا بجز پہلی ہوا کے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی پھر اور تیز ہوا چلی پھلی ہوا میکائیل سے تھے مع ایک ہزار فرشتوں کے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داہنی طرف سے اور دوسری ہوا اسرافیل تھے مع ایک ہزار فرشتوں کے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف میں۔ اور تیسری ہوا جبریل تھے مع ہزار ملائکہ کے اور ابو بکر آپ کے داہنی طرف اور میں بائیں جانب تھا۔ آخر حدیث تک اسکو ابو یعلیٰ وابن جبریر نے وہیقی نے دلائل میں روایت کیا اور اسکے سند میں ابو الخویرث عبد الرحمن بن معاویہ ضعیف روای واقع ہے لیکن دوسرے شواہد اسکو قوت دیتے ہیں اور محمد ابن جبیر سے منقول ہے کہ بنی ازد کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ علی ابن ابیطالب نے عراق میں خطبہ پڑھا اور وہ یعنی ازدی سنتا تھا فرمایا کہ میں قلب بدر کے اوپر تھا ایک ہوا آئی کہ اوس کے مثل میں نے کبھی سخت ہوا نہیں دیکھی پھر موقوف ہو گئی اوس کے بعد دوسری ہوا آئی کہ اوس کے مثل بھی کبھی بجز پہلی ہوا کے دیکھنے میں نہیں آئی پھر موقوف ہو گئی۔ پھر تیسری ہوا آئی اوس کے مثل بھی بجز پہلی ہوا کے ٹھین دیکھنے میں آئی۔ پھلی ہوا جبریل کا آنا تھا مع ہزار ملائکہ کے سمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دوسری ہوا میکائیل کا آنا تھا مع ہزار ملائکہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ابو بکر کی داہنی جانب سے۔ اور تیسری ہوا اسرافیل کا آنا تھا مع ہزار ملائکہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں جانب سے اور میں بائیں جانب میں تھا الحدیث۔ اسکو ابن جبریر نے روایت کیا اور وکیع نے اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور اسحاق ابن راہویہ اور احمد اور ہزار نے اور نسائی نے حضاٹص علی میں حسن ابن سفیان و ابو یعلیٰ نے و ابن حبان نے اپنے صحیح میں اور طبرانی نے و ابو نعیم نے حلیہ میں بہت سے صحیح اور حسن طریقوں سے امام حسن بن علی سے روایت کیا ہے کہ آپ نے بعد شہادت حضرت

وعن علي قال كنت قليب يوم بدري أميحه منه فجاءت ريح شديدة فخرجت ريح شديدة لم أر
ريحا أشد منها إلا التي كانت قبلها فخرجت ريح شديدة فكانت الأولى ميكائيل في الف
من الملكة عن يمين النبي صلى الله عليه وآله وسلم والثانية اسرافيل في الف من الملكة عن
يسار النبي صلى الله عليه وآله وسلم والثالث جبريل في الف من الملكة وكان أبو بكر عن يمينه وكن
عن يساره الحديث أخرجه أبو يعلى وابن جرير والبيهقي في الدلائل وفيه أبو الحويرث عبد الرحمن
ابن معاوية ضعيف ولكنه متعاذ بالشواهد وعن محمد بن جبير قال حدثني رجل من بني
أزد أن علي بن أبي طالب خطب الناس بالعراق وهو يسمع فقال بيدينا أنا بقلب بدري جاءت
ريح لم أر مثلاً قط شديدة ثم ذهبت ثم جاءت ريح أخرى لم أر مثلاً إلا التي قبلها ثم ذهبت
ثم جاءت ريح أخرى لم أر مثلاً إلا التي قبلها فكانت الأولى جبريل في الف مع رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم وكانت الريح الثانية ميكائيل في الف عن يمين النبي صلى الله عليه وآله وسلم و
أبي بكر وكانت الريح الثالثة اسرافيل في الف عن يسار النبي صلى الله عليه وآله وسلم وأنا في الميسرة الحديث
أخرجه ابن جرير وأخرج وكيع وابن أبي شيبه في مصنفه وأبو بكر بن راهويه وأحمد والبراء والنسائي
في خصائص علي والحسن بن سفيان وأبو يعلى وابن حبان في صحيحه والطبراني وأبو نعيم في الحلية بطرق
جمعة صحيحة وحسنه عن الإمام حسن بن علي أنه خطب حين استشهد على فقال يا أهل الكوفة لقد
فارقكم بالأمس رجل لم يسبقه الأولون بعلم ولا يدركه الآخرون كان رسول الله عليه وآله وسلم إذا

ما فتح هو الذي ينزل
في تركبة إذا قلنا يا
نبينا لا تدركه ولا يدرك
بشيء مما جاءه منكم

اور حضرت علی سے منقول ہے فرمایا کہ بدر کے دن میں ایک کنوئین میں اوتر کر پانی بھرتا تھا ناگاہ ایک سخت ہوا چلی پھر دوسری اوس سے سخت چلی کہ اوس سے زیادہ تند ہوا بجڑ پھلی ہوا کے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی پھر اور تیز ہوا چلی پھلی ہوا میکائیل سے تھے مع ایک ہزار فرشتوں کے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داہنی طرف تھے اور دوسری ہوا اسرافیل تھے مع ایک ہزار فرشتوں کے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف میں۔ اور تیسری ہوا جبریل تھے مع ہزار ملائکہ کے اور ابو بکر آپ کے داہنی طرف اور میں بائیں جانب تھا۔ آخر حدیث تک اسکو ابو یعلیٰ وابن جریر نے وسیہقی نے دلائل میں روایت کیا اور اسکے سند میں ابو الخویرث عبد الرحمن بن معاویہ ضعیف و اسی واقع ہے لیکن دوسرے شواہد اسکو قوت دیتے ہیں اور محمد ابن جبیر سے منقول ہے کہ بنی ازو کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ علی ابن ابیطالب نے عراق میں خطبہ پڑھا اور وہ یعنی ازوئی سنتا تھا فرمایا کہ میں قلب بدر کے اوپر تھا ایک ہوا آئی کہ اوس کے مثل میں نے کبھی سخت ہوا نہیں دیکھی پھر موقوف ہو گئی اوس کے بعد دوسری ہوا آئی کہ اوس کے مثل بھی کبھی بجڑ پھلی ہوا کے دیکھنے میں نہیں آئی پھر موقوف ہو گئی۔ پھر تیسری ہوا آئی اوس کے مثل بھی بجڑ پھلی ہوا کے ٹھین دیکھنے میں آئی۔ پھلی ہوا جبریل کا آنا تھا مع ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دوسری ہوا میکائیل کا آنا تھا مع ہزار ملائکہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ابو بکر کی داہنی جانب سے۔ اور تیسری ہوا اسرافیل کا آنا تھا مع ہزار ملائکہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں جانب سے اور میں بائیں جانب میں تھا الحدیث۔ اسکو ابن جریر نے روایت کیا اور وکیع نے اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور اسحاق ابن راہویہ اور احمد اور ہزار نے اور نسائی نے خصائص علی میں حسن ابن سفیان و ابو یعلیٰ نے و ابن حبان نے اپنے صحیح میں اور طبرانی نے و ابو نعیم نے حلیہ میں بہت سے صحیح اور حسن طریقوں سے امام حسن بن علی سے روایت کیا ہے کہ آپ نے بعد شہادت حضرت علی خطبہ میں فرمایا کہ ای اہل کوفہ رحمت ہوا کل تم سے ایک مرد کہ پہلے لوگ اوس پر علم میں سبقت نہیں لیگے اور پچھلے اوس کے برابر نہیں ہو سکتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بعشر في سرية بالرواية كان جبريل عن يمينه وميكائيل عن يساره فلا يرجع حتى يفتح الله عليه قال
 البرار لا تعلم احدا يروى هذا الا الحسن واسناده صالح **(قلت)** لبعضه بعض شاهد في
 ما مضى عن المولى المرتضى وبالنجدة فالنجدة مما خص به الامام الحسن من العلم المكنون واللمصون
 ولا بني نعيم في الحلية عن علي قال كنا نتحدث ان ملكا ينطق على لسان عمرو عن سويد بن غفلة من جملة
 خطبة بليغة لعلي ثم ضرب الله بالحق على لسانه اي عمر حتى رأينا ان ملكا ينطق على لسانه اخرج خيتم
 والدلائل الكافي وابو الحسن علي بن احمد البغدادي في فضائل ابي بكر رضي الله عنهما والشيرواني في الالقاء
 وابن مندرة في تاريخ اصبهان وابن عساكر **وعن** علي في قصة بدر فجاء رجل من الانصار بالعباس
 ابن عبد المطلب اسير فقال العباس يا رسول الله هذا والله ما اسر في لقد اسر في رجل اجلح من
 احسن الناس وجها على فرس ابلق ما اراه في القوم فقال الانصاري انا اسرته يا رسول الله
 فقال اسكت فقد ايدك الله بملك كريم اخوجه ابن ابي شذبة واحمد وابن جبر وحمه والبيهقي
 في الدلائل وروى ابن ابي عاصم في الجهاد بعضه ولا بن المنذر وابن ابي حاتم عن علي قال كانت سيما
 الملائكة يوم بدر والصوف الابيض في نواصي الخيل واذنابها واخرج ابن ابي حاتم وابو الشيخ عن
 ابي جعفر محمد بن علي بن حسين بن علي قال كان لذي القرنين صديق من الملائكة يقال له زرافيل
 وكان لا يؤايل يتعاهد بالسلام فقال ذو القرنين يا زرافيل هل تعلم شيئا يزيد في طول العمر لنزداد
 شكرا وعبادة قال ما لي بذلك من علم ولكن ساسئل عن ذلك في السماء فعرج زرافيل الى السماء فلبث

جسوقت آپ کو کسی لشکر میں نشان دیکر پہنچے جب تک آپ کے جانب میں اور میکائیل آپ کے جانب یسا رہتے اور بغیر فتح کے اوس جگہ سے مراجعت نہیں فرماتے تھے۔ بزار نے کہا کہ ہمارے علم میں بجز حضرت حسنؑ کو کوئی نقل نہیں کرتا ہر اور اسناد اسکی صلیح ہی میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو بعض روایات جو مولیٰ مرتضیٰؑ سے پہلے روایت ہوئیں شاہرہ میں اور بالجملہ یہ امام حسنؑ کو علوم مکتونہ واسرار مخصوصہ سے ہے اور ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت علیؑ سے روایت کیا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ایک فرشتہ حضرت عمرؓ کی زبان کے اوپر بولتا ہے اور سوید بن غفلہؓ کی منجملہ خطبہ بلقیہ حضرت علیؑ کے منقول ہے ہر پیر اللہ نے حق کو حضرت عمرؓ کی زبان پر بیان کیا جسے ہم سمجھتے ہیں کہ ایک فرشتہ حضرت عمرؓ کی زبان پر بولتا ہے اسکو خیمہ و لالکانی و ابوالحسن علی بن احمد بغدادی نے فضائل ابوبکرؓ و عمرؓ میں اور شیرازی نے القاب میں اور ابن مندہ نے تاریخ اصحابان میں اور ابن عساکر نے روایت کیا اور حضرت علیؑ سے حصہ بدر میں منقول ہے کہ ایک انصاری عباس بن عبد المطلب کو قید کر کے لایا عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہر اللہ کی اسز مجھکو قید نہیں کیا مجھکو ایک ابلق گھوڑے کے سوا جسکے سر کی دونوں طرف بال نہ تھے اور وہ اون لوگوں میں سے تھا جو سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہیں میں اوس کو اس قوم میں نہیں دیکھتا ہوں انصاری نے کہا یا رسول اللہ میں نے قید کیا اسکو فرمایا سکوت کر مدد کی تیری اسنے ایک بزرگ فرشتہ سے اسکو ابن ابی شیبہ و احمد و ابن جریر نے روایت کیا اور ابن جریر نے اس کی تصحیح کی اور بیہقی نے دلائل میں روایت کیا اور ابن ابی حاتم نے جہاد میں کچھ حصہ اسکا روایت کیا۔ اور ابن منذر و ابن ابی حاتم نے حضرت علیؑ سے روایت کیا فرمایا کہ بدر کے روز فرشتوں کی علامت اونکے گھوڑوں کے پیشانیوں اور دُمون میں سفید اون تھے اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی سے یعنی امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ذوالقرنین کا فرشتوں میں سے ایک دوست تھا جو زرافیل کہلاتا تھا اور ہمیشہ وقت وقت پر سلام کے لئے آیا کرتا تھا تب ذوالقرنین نے کہا اے زرافیل تمکو معلوم ہے کوئی ایسی چیز جس سے عمر کی لمبائی زیادہ ہونا کہ ہم شکر اور عبادت زیادہ کریں کہا مجھکو اس کا کچھ علم نہیں ہے لیکن میں آسمان میں اسکا حال پوچھوں گا پھر زرافیل آسمان کی طرف چڑھ گئے۔

ما شاء الله ان يلبث ثم هبط فقال اني قد سالت عما سالتني عنه فاخبرت ان الله عينا في ظلمة
 هي استبد بها من اللبث واحلى من الشهد من شرب منها شربة لم يميت حتى يكون هو الذي يسأل الله
 الموت الحديث والآخبار والآثار في الملكة عن اهل بيت النبوة في غاية من الكثرة مبسوطة في
 كتبنا من علومهم مفرقة وانما مقصودنا ههنا الا انما يثني عن ذكرهم عنهم للمعرفة فليقتصر
 على هذا المقدور لعمري حدثت في هذه الايام فرقة فرق الله جمعهم وشئت شملهم يكفرون
 بالملكاة يتكبرون وجودهم وقد اخبر الله تعالى ورسله عنهم باشكالهم واعضائهم وانفعاظهم
 واقوالهم وتسبيحهم وتقديسهم وقربهم من الله تعالى ونزولهم الى الارض وصعودهم الى السماء
 وانهم مدبروا العالم بامر الله تعالى وهو لا اذل الاشقياء بزعمون على خلاف الله ورسله
 ان الملكاة عبادة عن القوى البشرية والنحوال الحسنة قاتلهم الله ما اجراهم على الكفر من ملائكة
 الزبور من ذكرهم نعوذ بالله من شرهم يجمعهم على العلماء تكفيرهم وعلى الامراء تحذيرهم واستتابتهم فان
 تابوا والا يجب على اولى الامر قتلهم اخرا لامر التوفيق من الله (الايمان بكتب الرحمن
 عز وجل) قال تعالى امن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل امن بالله وملكاته
 وكتبه وقال المتعال ان هذا الف الحف الاوى صحف ابراهيم وموسى وقال ذوالجلال انا انزلنا
 التوراة فيها هدى ونور وقال ذوالافضل واينبدا واذبور اوقال المتعال في عيسى وابنيه
 الانجيل فيه هدى ونور ومصدق لما بين يديه من التوراة وهدى وموعظة للمتقين

حين
 انزل
 كتاب
 الرحمن
 عز وجل

اور جب تک اللہ نے چاہا تب تک وہاں ٹھہرے پھر اترے پھر فرمایا کہ جو کچھ آپ نے مجھ سے پوچھا تھا میں نے اس کا حال پوچھا تو مجھ کو خبر دی گئی کہ اللہ کا ایک چشمہ ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہید سے زیادہ میٹھا ہے جو کوئی اس میں سے ایک بار پی لیگا وہ نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہی اللہ سے موت مانگے آخر حد تک دیکھو۔ اور ملائکہ کے ذکر کے اخبار و آثار اہل بیت نبوت سے نہایت کثرت سے ہیں چارے کتب علوم متفرقہ اہل بیت میں مبسوط ہیں ہمارا مقصود اس جگہ اس کا تذکرہ کرنا ہے اہل بیت کی روایت سے اس کے پہچاننے کے لئے لہذا اسی قدر پر اکتفا بہتر ہے۔ اور اس زمانہ میں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اور انکی جماعت کو پرانگندہ و پریشان کرے کہ فرشتوں کے وجود سے انکار کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں نے فرشتوں کے اشکال و اعضاء و افعال و اقوال و تسبیح و تقدیس اور اللہ سے قریب ہونے اور زمین پر اترنے اور آسمان پر چڑھنے اور اللہ کے حکم سے عالم کی تدبیر کرنے کی خبر دی ہے اور وہ بد بخت ذلیل فسق اللہ اور اس کے رسولوں کے خلاف گمان کرتا ہے کہ قوای بشریہ و نیک عادتوں کو فرشتوں سے تعبیر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس شقی فرقہ کو تباہ کرے کس قدر دلیر ہیں ایسی چیز کے انکار و کفر پر کہ جس کے ذکر سے اللہ کی کتابیں لبریز ہیں علماء پر اوٹکا کا فر کہنا اور امر پر دھمکانا اور توبہ لینا واجب ہی اگر توبہ کریں فبہا ورنہ آخر الامر حکام پر اوٹکا قتل کرنا واجب ہے اور توفیق اللہ کی جانب سے ہے (ایمان لانا رحمن بزرگ و برتر کی کتابوں کے اوپر) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایمان لایا رسول اس چیز پر جو نازل ہوئی ہے اس پر اس کے رب کی طرف سے اور سب اہل ایمان ہر ایک ایمان لایا اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کے کتابوں کے اوپر۔ اور فرمایا خدا متعال نے کہ یہ کتب سابقہ میں سے جو ابراہیم و موسیٰ کی کتابیں ہیں اور فرمایا ذوالجلال نے ہم نے نازل کیا تورات کو اوسمین ہدایت و نور ہے اور فرمایا ذوالافضال نے دی ہم نے داؤد کو زبور اور فرمایا خدا ہی متعال نے عیسیٰ کے قصہ میں دی ہم نے اس کو انجیل اوسمین ہدایت اور نور ہے اور اپنی سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والی ہے اور ہدایت اور نصیحت ہے متقیوں کے لئے۔

في آيات كثيرة تنرى واخرج عبد بن حميد وابن جرير وابو الشيخ عن علي قال كتب الله الا لوح
 لموسى وهريص مع صريف الاقلام في الا لوح عن علي قال ان الله تعالى خلق ثلثة اشياء بيده فقال كتب
 التوراة بيده اخرج الدارقطني في الصفات وحكمه الرفع وقد رفعه عبد الله بن الحارث عند ابن ابي الدنيا
 في صفة الجنة وابي الشيخ في العظمة والبيهقي في الاسماء والصفات وكذا قال هذه الجملة كعب دواه
 عبد بن حميد وقاله ميسرة وابراهيم وفيه اربعة اوجه هناد واخرج ابن ابي حاتم وابو الشيخ وابن مردويه
 عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جده عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال الا لوح التي انزلت على موسى
 كانت من مسداة ^{وانه} كان طول اللوح اثني عشر ذراعا وعن اصبع بن نبانة قال كنا جلوسا عند علي بن
 ابي طالب فأتاه يوهدي فقال يا امير المؤمنين متى كان الله فقمنا اليه فلم نراه حتى كدنا ناتي على
 نفسه قال على خالوا عنه ثم قال سمع يا اخا اليهود ما اقول لك باذنك واحفظه بقلبك فانما احذثك
 عن كتابك الذي جاء به موسى بن عمران فان كنت قد قرأت كتابك وحفظته فانك ستجد كما اقول
 انما يقال متى كان لمن لم يكن ثم كان فاما من لم يزل بلا كيف يكون كان بلا كيف ^{جوابه} يكون كان لم يزل قبل
 القبل وبعد البعد لا يزال بلا كيف ولا غاية ولا يندقه اليه غاية انقطعت دون الغايات فهو
 غاية كل غاية فبلى اليهودي وقال والله يا امير المؤمنين انها في التوراة هكذا حروفها وانى شهد ان
 اله الا الله وات محددا عبده ورسوله اخرج الاصبهاني في الجملة (قلت) هذه الرواية
 بما فيها من معالم الدين وعزائم اليقين هي نفسها دليل جليل متين على ثبوتها وصحتها وحسن حفظ

اي والحالة هذه قبل ان تقطع
 دون جميع الغايات

علاوہ ان کے ذکر کتب میں بہت آیتیں پروردہ پر موجود ہیں اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرموسیٰ علیہ السلام کہ واسطے تختوں کو لکھا اور آپ تختوں پر قلموں کی آواز سنتی تھی حضرت علیؑ سے منقول ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں اپنے ہاتھ سے بنائیں اور فرمایا کہ تورات کو اپنے ہاتھ سے لکھا اسکو دارقطنی نے صفات میں روایت کیا اور یہ روایت حکما مرفوع ہے اور مرفوع روایت کیا اسکو عبد اللہ بن حارث سے ابن ابی الدنیا نے صفت جنت میں اور ابوالشیخ نے عظمت میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور یہ جملہ کتب نے ہی اسطرح کہا ہے روایت کیا اسکو عبد بن حمید نے اور سیسرا اور براہیم نے بھی کہا ہے اور اسمین چار چیزوں کا ذکر ہے کہ جنکو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اسکو مہناذ نے روایت کیا۔ اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے جعفر بن محمد سے یعنی امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے جد سے وہ حضرت جبا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا وہ تختے جو موسیٰؑ پر اتارے گئے جنت کو برسی کو درختوں میں سے تھے اور لمبائی تختے کی بارہ گز تھی اور اصبع ابن نہات سے منقول ہے کہ ہم حضرت علیؑ بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک یہودی نے اگر عرض کیا یا امیر المؤمنین اللہ کب ہوا ہم نے اس پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ اسکو مار ڈالیں۔ فرمایا حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ جو جاؤ اس سے پہلے فرمایا اے یہودی اپنے کان سے سن جو میں کہتا ہوں اور اپنے دل سے یاد رکھ میں اس کتاب کا مضمون تجکو سناتا ہوں جسکو موسیٰ بن عمران لیکر آئے ہیں اگر تو نے اپنی کتاب پڑھی اور یاد کی ہے تو اس مضمون کو جیسا میں کہتا ہوں نوپائیگا۔

کب ہوا اس شخص کی نسبت بولتے ہیں کہ نہ ہو پہر ہو جائے جو کہ ہمیشہ سے بلا کیف ہے وہ تھا اور یوں نہ کہو کہ ہو گیا وہ ہمیشہ سے پہلے پہلے اور بعد کے بعد ہمیشہ سے بلا کیف اور بے غایت ہے نہیں تھی ہوتی ہے اسکی طرف کوئی غایت غایات اس سے منقطع ہو جاتی ہیں و دغایت ہر غایت کی ہے۔ پس سکر ہوئی رویا اور عرض کی قسم ہے اللہ کی اسے امیر المؤمنین یہ مضمون اسطرح حرف بحرف تورات میں ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے اور پھل بندے اور رسول ہیں اسکو اصہبانی نے

تجہ میں روایت کیا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ روایت اور جو کچھ اسمین دین کی نشانہاں اور یقین کی باتیں ہیں یہ خود بڑی پکی دلیل ہے اس کے ثبوت اور صحت پر۔

ابن نبأته وضبط لها وان له من ذمتها وعهدتها من البراءة غاية فانها مما لا قدرة على وضعها
 له ولا للاف الاف مثله معه فانها من كلام الله عز وجل في كتابه تعالى والمحمد لله على الهداية
 الى الدابة لمجد الله **وعن** الوليد بن عبد الله عن ابيه قال بلغ عليا ان الاشترا قال ما بال ما في
 العسكر يقسم ولا يقسم ما في البيوت فادسل اليه فقال انت القائل كذا قال نعم قال اما والله ما قدمت
 عليكم الا سلاحا من مال الله كان في خزائنه المسلمين جلبوا به عليكم ففعلتموه ولو كان لهم
 ما اعطيتكموه لردته على من اعطاه الله اياه في كتابه ان المحلال حلال ابدان المحرام حرام ابدان
 والله لن نذيتكم الى الوسادة وبايعتموني لاسيرن فيكم سيرة تشهد لي بها التوراة والانجيل و
 التوراة في قضيت بما في القرآن واحسن ادبه بالدرة اخرج ابن عساكر **وعن** علي قال بعثني رسول
 صلى الله عليه وآله وسلم الى اليمن فاني لا اخطب يوما على الناس وحبر من احبار اليهود واقف في يده
 سفر ينظر فيه فناداني فقال صف لنا ابا القاسم فقال علي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ليس
 بالقصير ولا بالطويل البائن وليس بالجعد القلط ولا بالسبط هو رجل الشعر اسود ضخم الراس مشرب
 لونه حمرة عظيم الكراديس شثن الكفين والقدمين طويل المسربة وهو الشعر الذي يكون في النحر
 الى السرة اهدب الاشعار مقرن الحاجبين صلت الجبين بعيد ما بين المنكبين اذا مشى يتكفا
 كأنما ينزل من صيب لم اقبله مثله ولم ابعده مثله قال علي ثم سكت فقال لي الحبر وماذا قال علي
 هذا ما يحضرني قال الحبر في عينيه حمرة حسن اللحية حسن الفم تام الاذنين يقبل جميعا ويد بر جميعا

اور ابن نباتہ کے خوب اچھی طرح یاد رکھنے پر اور اس کی ذمہ داری سے نہایت درجہ میں بری ہے کیونکہ یہ کلام اس طرح حکم ہے کہ اس کے بنالینے پر اس کو اور اس کے مانند ہزاروں ہزار کو قدرت نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ کے کلام میں سے ہی جو اس کی کتاب میں ہے اور اللہ کا شکر ہے جس نے اپنی عظمت کے سمجھنے کی راہ بتائی۔ اور ولید بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے اور انہوں نے کہا کہ حضرت علیؓ کو خبر پہونچی کہ مالک اشتر نے کھا کہ کیا باپ کا جو کچھ شکر میں ہے وہ تقسیم کیا جاتا ہے اور جو کچھ گھروں میں ہے وہ نہیں تقسیم کیا جاتا آپ نے اس کو بلا بھیجا اور فرمایا تو ہی نے ایسی بات کھی کھا ہاں آپ نے فرمایا قسم اللہ کی میں نے تم پر تقسیم نہیں کیا مگر کچھ ہتیار جو اللہ کے مال میں سے تھے جو سدا نو کے خزانہ میں تھے۔ وہ گہرائے اونکو تمہا سے اوپر کہیں لائے تھے سو وہ میں نے انکو انعام میں دیا اور اگر وہ اونکا مال ہوتا تو میں انکو نہ دیتا البتہ میں وہ اوسے کو پہیر دیتا جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں دیلے حلال حلال ہے اور حرام حرام ہے ہمیشہ تک قسم اللہ کی اگر تم میرے لئے مسند کو دو کر دو اور مجھے بیعت کر دو تو البتہ میں تم میں اوسے چاہی پر چلوں گا کہ میرے لئے توراۃ اور انجیل اور زبور کو اپنی دینکے کہ میں نے اس کے موافق حکم کیا جو قرآن میں ہے اور آپ نے اس شخص کو دہرہ سے اچھی طرح ادب دیا اس کو روایت کیا ابن عساکر نے۔ اور منقول ہے حضرت علیؓ سے فرمایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن میں بھیجا میں ایک روز لوگوں کو خطبہ سناتا تھا اور ایک عالم علمایہو د سے وہاں کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اس کو دیکھتا تھا مجھ کو آواز دیا رکھا کہ ہم سے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت بیان کرو فرمایا حضرت علیؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پست قد اور نہ بہت دراز قامت ہیں۔ آپ کے سر کے بال نہ بہت پیچدار اور نہ بالکل سیخے ہیں بلکہ وہ بال سیاہ رنگ متوسطہ الحالت ہیں۔ سر مبارک بڑا۔ رنگ مائل سرخی۔ اعضا کے جوڑ بیماری۔ کف دست و پا پر گوشت۔ سر بہ دراز سینہ سے ناف تک۔ کے بال چمکین لانی بہو میں ملے ہوئے۔ پیشانی کشادہ۔ سینہ چوڑا۔ رفتار کی ایسی حالت ہے کہ گویا نیچے زمین سے اترتے ہیں میں نے آپ کا مثل آپ سے پہلے دیکھا اور آپ کے بعد دیکھا۔ فرمایا حضرت علیؓ نے ہر میں نے سکوت کیا جبر (یہودی عالم) نے کھا اور کچھ بیان فرمائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اس وقت مجھے اس قدر یاد تھا۔ جبر نے کہا دو نو چشم مبارک میں سرخی اور دائرہ خوبصورت دہن خوش وضع۔ کان چوکے ہیں۔ جب کسی جانب متوجہ ہوتے ہیں تمام جسم متوجہ ہوتے ہیں اور جب پشت پھرتے ہیں تمام جسم پشت پھرتے ہیں۔

فقال على هذه والله صفة قال الحبر وشي آخر قال على وما هو قال الحبر وفيه حياء قال على هو الذي
قلت لك كما ينزل من صلب قال الحبر فاني احب هذه الصفة في سفر ابائي ونجد بيعت من حرم الله
وامنه وموضع بيته ثم نفيها الى حرم محرمه هو ويكون حرمته كحرمه المحرم الذي حرم الله ونجد انصاره
الذين هاجروا اليهم قومًا من ولد عمرو بن عامر اهل نخل واهل الارض قبلهم يهود قال على هو هو قال
الحبر فاني اشهد انه نبي وانه رسول الله الى الناس كافة فعلى ذلك احيا وعليه اموت وعليه ابعث
ان شاء الله اخبره ابن سعد وابن عساکر **وعن** علي ان يهوديا كان يقال له جريجة وكان له على النسيج
صلى الله عليه وآله وسلم دنانير فتقاضى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال له يا يهودي ما عندي ما
اعطيك قال فاني لا افارقك يا محمد حتى تعطيني فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذ اجلس
معك فجلس معه فصلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في ذلك الموضع الظهر والعصر والمغرب
والعشاء الاخرة والغداة وكان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يتهددون ويتوعدون
فنظن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال ما الذي تصنعون به فقالوا يا رسول الله يهودي
يمسكك فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم منعني وبني ان اظلم معاهدا ولا غيره فلما ترجل اليها
قال لليهودي اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله وشطر مالي في سبيل الله
اما والله ما فعلت الذي فعلت بك الا لانظر الى نعمتك في التوراة محمد بن عبد الله مولده
بمكة ومهاجرة بطيبة ومملكه بالشام ليس بفظ ولا غليظ ولا شخاب في الاسواق ولا هاترين

حضرت علیؑ نے فرمایا قسم ہر اللہ کی آپؐ ہی کی صفت ہے۔ جبر نے کہا کہ اور یہی صفت ہے حضرت علیؑ نے فرمایا وہ کیا ہے۔ جبر نے عرض کیا کہ آپؐ میں جیسا ہے حضرت علیؑ نے فرمایا میں تجھے یہ بیان کر چکا کہ گویا نزول فرماتے تھے نیچی جگہ سے عرض کیا جبر نے میں اس صفت کو اپنی باپ دادوں کے کتاب میں پاتا ہوں اور ہم پاتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے حرم و جائز اور اوسکر گہر کی جگہ سے مبعوث ہو کر ایسے حرم کی طرف ہجرت فرمائیں گے جسکو خود حرم بنائیں گے اور اوسکی حرمت اللہ کے حرم کی مثل ہوگی اور ہم پاتے ہیں آپؐ کو انصار کو جنکی طرف آپؐ ہجرت فرمائیں گے ایک قوم عمرو بن عامر کی اولاد سی کجوردن والی اور اوس پاک زمین پر انسی پہلے یہود قابض تھے۔ فرمایا حضرت علیؑ نے آپؐ وہی شخص ہیں عرض کیا جبر نے کہ میں گواہی دیتا ہوں آپؐ نبی ہیں اور تمام لوگوں کی طرف اللہ کر رسول ہیں اسی عقیدہ پر زندہ رہو گا اور اسی پر مرو گا اور اسی پر قبر سے اٹھو گا اگر اللہ نے چاہا اسکو ابن سعد و ابن عساکر نے روایت کیا ہے اور حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ ایک یہودی جسکو جبر مجبورہ کہا جاتا تھا اوسکو چڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ قرض تھے اوسنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر تقاضا کیا آپؐ نے فرمایا اے یہودی تجھکو دینے کے لئے میری پاس کچھ نہیں ہے اوسنے عرض کیا کہ جب تک آپؐ میرا حق ادا نہ فرمادینگے میں آپؐ سے علحدہ نہ ہوں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیرے پاس بیٹھا رہوں گا اور اوس کے پاس جلوس فرما کر اوس جگہ آپؐ نے ظہر و عصر و مغرب و عشاء و صبح کی نماز پڑھی اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو زجر و توبیخ کرتے تھے اور اوسکو ڈرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زجر و توبیخ کو معلوم فرما کر فرمایا تم اوس کے ساتھ کیا کرتے ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپؐ کو ایک یہودی قید کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو میرے رب نے معاہد پر اور اوسکے سوا اور دن پر بھی ظلم کرنے سے منع کیا ہے جب دن چڑھا کہا یہودی نے میں گواہی دیتا ہوں نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے اور محمدؐ رسول اللہ کے ہیں اور نصف مال میرا فی سبیل اللہ ہے خبردار رسول اللہ کی قسم ہے یہ کام میں نے اسی لئے کیا کہ آپؐ کی صفت جو تورات میں مذکور ہے مجھکو معلوم ہو جائے کہ محمدؐ بن عبد اللہ جائے پیدائش آپؐ کی کہ اور جاعی ہجرۃ طیبہ یعنی مدینہ۔ اور ملک آپکا شام نہ کچ خلق اور نہ سخت دل اور نہ بازار دن میں شور کرنے والے اور نہ فحش پسند

المسربة مبلج الشياكث اللحية كان عنقه ابريق فضة كان الذهب يجري في تراقيه
 عرقه في وجهه كاللؤلؤ شثن الكفين والقدمين له شعرات ما بين لبته الى صدره تجري
 كالقضيب لم يكن على بطنه ولا على ظهره شعرات غير هايفوح منه ريح المسك اذا قام غمر الناس
 واذا مشى فكانما يتقلع من صخرة اذا التفت التفت جميعا واذا انحدر فكانما ينحدر في صلب
 اظهر الناس خلقا واشجع الناس قلبا واسخى الناس كفرا لم يكن قبله مثله ولا يكون بعده
 مثله ابدأ قال الحبر يا علي اني اصيت في التوراة هذه الصفة ايقنت ان لا اله الا الله وان
 محمدا رسول الله اخوجه ابن عساكر (قلوبه) قال ابن كثير في اوائل التفسير في ذكر
 جمع القرآن وقول حذيفة ابن اليمان لعثمان رضي الله تعالى عنهما ادرك هذه الامة قبل ان
 يختلفوا في الكتاب اختلاف اليهود والنصارى وذلك ان اليهود والنصارى مختلفون فيما
 بايد يمام من الكتب فاليهود بايد يمام نسخة من التوراة والسامرة يمام الفونام في الفاظ كثيرة
 ومعاني ايضا وليس في توراة السامرة حروف الطمة ولا حروف العلاء ولا حروف اليا و الله ايضا بايد يمام
 توراة يمامونها العتيقة وهي مخالفة للنسخة اليهود والسامرة واما الاناجيل التي بايد ي
 النصارى فاربعة انجيل مرقس وانجيل لوقا وانجيل متى وانجيل يحيى وهي مختلفة ايضا اختلا
 كثيرا وهذه الاناجيل الاربعة كل منها لطيف الحجم منها ما هو قريب من اربع عشرة ورقة
 بخط متوسط ومنها ما هو اكثر من ذلك اما بالنصف والضعف ومضمونها سيرة عليه

الملبى الخصة الغنى
 الصدر وبها تخرج
 والخصة التقوى في الصدر
 وفي القفاضة اذا غمرتها
 بيدك وهفت البئر
 اذا حفرتها ارجانية

مسیحی (بالو کا خط) چمکدار دندان - گہری داڑھی - گردن آپ کی گویا آفتاب میں تھی - خلق میں گویا سونا جاری ہے چہرہ مبارک پر پسینہ مثل موتیوں کے - قدم اور ہتھیلیوں پر گوشت - گلے و سینہ گردن میں مثل کچور کے شاخ کے کچہ بال تھے - کہ ان کے علاوہ شکم و پشت پر اڑل نہ تھے - مشک کی خوشبو آپ سے بہکتی تھی - جب قیام فرماتے سب لوگوں سے بلند معلوم ہوتے - اور جب چلتے گویا کہ بلند پتھر پر سے اترتے ہیں جب متوجہ ہونے پر طے طور پر متوجہ ہوتے اور جب اترتے گویا شیب میں اترتے ہیں - سب لوگوں سے اخلاق میں بہتر اور بہادر دل - سب سے زیادہ ماتہ کی سنی آپ کے مثل نہ پہلے آپ سے ہوا ہے نہ بعد آپ کے کہ نبی کا مہر نے عرض کیا کہ اے علیؑ میں نے یہی صفت تورات میں پائی ہے - میں یقین کرتا ہوں نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے اور محمدؐ رسول اللہ کے ہیں - اسکو ابن عساکر نے روایت کیا - تنبیہ ابن کثیر نے تفسیر کے شروع میں قرآن شریف کو جمع کرنے کے ذکر میں کہا کہ حذیفہ بن الیمان نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہا کہ اصلاح فرمائیے اس امت کی اس سے پہلے کہ اختلاف کریں قرآن میں مانند اختلاف یہود اور نصاریٰ اسکا باعث یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کے پاس جو کتابیں ہیں اُن میں باہم مختلف ہیں یہود کے پاس ایک نسخہ تورات کا ہے - اور سامرہ بہت سے الفاظ اور معانی میں ان کے مخالف ہیں اور سامرہ کی تورات میں حرف ہمزہ دیا گیا نہیں ہے اور نصاریٰ کے پاس ایک تورات ہے جسکو عتیقہ کہتے ہیں وہ یہود و سامرہ دونوں کے نسخوں سے مخالف ہے - اور نصاریٰ کے پاس چار انجیلین ہیں - انجیل مرقس - انجیل لوقا - انجیل متی - انجیل یحییٰ - اُن میں بھی باہم اختلاف کثیر ہے - اور یہ چاروں انجیلین مختصر حجم کی ہیں - اُن میں سے بعض بخط متوسط قریب چودہ ورق کے ہیں - بعض اس سے بڑی ہیں دوئی یا ڈیوڑھی مقدار میں - اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عادات و واقعات +

واحكامه وكلامه وفيه شئ قليل مما يدعون انه كلام الله وهي مع هذا مختلفة كما قلنا وكذلك
التوراة مع ما فيها من التبديل والتحريف ثم هما منسوخان بعد ذلك بهذه الشريعة المحمدية
المطهرة انتهى وليعلم ان العبارات التي ينقلها رواة الاحاديث من التوراة والانجيل يوجد بعضها
الى الان في التوراة والزبور والانجيل وصحائف انبياء بني اسرائيل ويوجد بعض الفاظها
متفرقة في مواضع شتى وكثير منها لا يوجد الآن في هذه الكتب الموجودة فيحتمل ان اليهود
والنصارى اسقطوها على وفوق عاداتهم المعروفة التي اقربها المفسرون من النصارى ويحتمل
ان تكون تلك العبارات منقولة من كتب احاديث موسى على نبينا وعليه السلام واحاديث
انبياء بني اسرائيل فان اهل الكتاب يطلقون لفظ التوراة على تلك الكتب ايضا وهم لان يطلقون
لفظ التوراة على مجموعة فيها توراة موسى وزبور داود وصحائف اشعيا وارميا وغيرهم من
الانبياء عليهم السلام وفيها عادة من كتب تواريح الانبياء فهم يطلقون لفظ التوراة على هذه
المجموعة وكذلك كانوا يطلقون في زمان سيدنا محمد صلى الله عليه وآله وسلم واصحابه لفظ
التوراة على كتب احاديثهم ايضا كما لموسى بن عقبة فالنسائي عن ابي مروان ان كعبا حلف بالذي
قال البرلموسي انما نجد في التوراة ان داود نبى الله عليه السلام كان اذا انصرف من صلوة قال
اللهم صلح لى دينى الذى جعلته لى عصمة الحديث والتوراة تزلت قبل داود عليه الصلوة
وكذلك النصارى يطلقون لفظ الانجيل على الانجيل الاربعة التي جمعها متى ويوحنا

اور احکام کا اون میں ذکر ہے اور کیقدر وہ یہی ہے کہ جس کے کلام اللہ ہونے کے وہ مدعی ہیں اور اس پر بھی باہم مختلف ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور ایسا ہی حال تورات کا ہے باوجود تبدل اور تحریف کے پر یہ دونوں کتابیں شریعت محمدیہ مطہرہ سے نسخ ہیں انتہی۔ جتنا چاہیے کہ جن عبارات کو رواۃ احادیث تورات و انجیل سے نقل کرتے ہیں از آنجلہ بعض عبارات ہنوز تورات و زبور و انجیل و صحائف انبیاء بنی اسرائیل میں موجود ہیں اور بعض عبارات بالفاظ متفرقہ مواضع مختلفہ پائے جاتے ہیں اور بہت سی وہ عبارتیں اب ان موجودہ کتب میں مفقود ہیں احتمال ہے کہ یہود و نصاریٰ نے حسبِ عادتِ معروفہ خود ان کو ساقط کر دیا ہو چنانچہ مفسرین نصاریٰ نے اسکا اقرار کیا ہے اور احتمال ہے کہ عبارات مذکورہ کتب احادیث موسیٰ و انبیاء بنی اسرائیل علیٰ نبینا و علیہ السلام سے منقول ہوں اس لئے کہ اہل کتاب لفظ تورات ان کتابوں پر بھی اطلاق کرتے ہیں اور اب اس مجموعہ پر کہ جس میں تورات موسیٰ اور زبور داؤد اور صحائف اشعیا و ارمیا وغیرہم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہیں لفظ تورات کا اطلاق کرتے ہیں اور اس مجموعہ میں اور چند انبیاء کی تاریخ کی کتابیں بھی شامل ہیں اور اسی طرح سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے زمانہ میں تورات کا لفظ کتب احادیث انبیاء پر اطلاق کرتے تھے جیسا کہ موسیٰ بن عقبہ نے پر نسائی نے ابو مروان سے روایت کیا ہے کہ کعب کہتے تھے قسم ہے اس ذات پاک کی کہ راستہ دیا دریا میں موسیٰ علیہ السلام کو ہم پاتے ہیں تورات میں کہ داؤد نبی اللہ علیہ السلام جو وقت اپنی نماز سے فارغ ہوتے پڑھتے اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيْ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ لِيْ عِصْمَةً یعنی اے اللہ درست کر میرے لئے میری دین کو کہ جسکو تو نے میرے لئے عصمت بنایا ہے الحدیث اور نزول تورات کا قبل داؤد علیہ الصلوٰۃ کے ہے اور سیطرہ نصاریٰ انجیل اربعہ پر جسکو تے و یوحنا

ولو قام مرقس فيها كلام الله الذي قرأ عليهم عيسى عليه السلام وفيها سيرة عيسى ومعجزاته
 من كلام الجامعين وايضا يطلعون لفظ الانجيل على رسائل الخواريين وعلى كل كتاب فيه
 سيرة عيسى وسيرة مريم عليهما السلام وقد وقع التحريف واغلاط الكاتبين في هذه الكتب
 وتراجيحها كثيرا واختلقت نسخها اختلافا شديدا قبل زمان نبينا محمد صلى الله عليه وآله وسلم
 كما اقر به المفسرون من النصارى ولكنها مع ذلك مملوءة من توحيد الله تعالى واخبار خاتم الانبياء
 صلى الله عليه وآله وسلم وان بدلت بعض كلماتها او زيدت او نقصت فاصل مضامينها
 ظاهر على اولى الالباب وهي موافقة للقرآن العظيم الذي انزله الله على نبينا الامي الذي لم يقرأ
 كتابا ولا كتبه قط فاي كلام في هذه الكتب خالف القرآن ولم يمكن التطبيق فخالفة القرآن
 دليل قطعي على غلط الكاتبين فيها اعمدا او سهوا فالقرآن جامع لهذه الكتب ومبين ما هو صحيح
 منها وموضح لما اخلق منها ومبين لا غلاط الكاتبين فيها قال الله تبارك وتعالى وانزلنا
 اليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب ومهيمناعليه وقال الله تعالى ولكن
 تصديق الذي بين يديه وتفصيل الكتاب لا يرب فيه من ربه العالمين هذا وقد حدثت
 في زماننا فرقة يسبون سيدنا عيسى بن مريم عليهما السلام واتباعه السابقين بالسنتهم
 واقلامهم ويعتدرون بان النصارى يسبون نبينا فتنسب نبيهم لاجواب طم عندنا غير ذلك
 فهو لا خارجون عن دين الاسلام بلا شك ويجب قتلمهم قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

دلو تا و مرقس نے جمع کیا انجیل کا لفظ اطلاق کرتے ہیں اوسمیں اس کا وہ کلام ہی جس کو حضرت عیسیٰ فرماؤ گویا کہ
سنایا اور حضرت عیسیٰ کے عادات و معجزات کا ذکر کلام جامعین سے ہے و نیز رسائل حواریین اور ایسی کتاب
کہ جہین سیرت عیسیٰ یا مریم علیہما السلام کی ہے لفظ انجیل اطلاق کرتے ہیں اور ان کتب مذکورہ اور انکو
تراجم میں تخریص و اغلاط کا تبیین بکثرت واقع ہوئے ہیں اور ان کے نسخ میں اور نسخ کتب مذکورہ قبل
نبینا ^{صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم} شہور اختلاف پڑ چکا ہے چنانچہ مفسرین نصاریٰ اس کے مقررین لیکن باوجود
اس کے اللہ کی توحید و اخبار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملو و پر ہیں اگرچہ کتب مذکورہ میں
بعض کلمات بدلے ہوئے یا بڑے یا گھٹائے ہوئے ہیں تاہم ان کے اصل مضامین اہل فہم پر ظاہر ہیں
اور موافق ہیں اس قرآن عظیم کے جس کو اللہ نے ہمارے اوس نبی اُمّی پر نازل فرمایا ہے کہ جس کی کہی
کسی کتاب کو نہ پڑا تھا نہ لکھا تھا لہذا جو کلام کتب مذکورہ میں مخالف قرآن و غیر ممکن التطبيق ہو وہ کاتبین کی
غلطی پر دلیل قطعی ہے خواہ عمداً یا سہواً اور قرآن جامع کتب مذکورہ اور جو کچھ کہ انہیں صحیح ہر اوس کا بیان
کرنے والا اور ان کے مشکل مضامین کو واضح کرنے والا اور کاتبین کی غلطیوں کو ظاہر کر دینے والا
ہے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم نے نازل کی اسے ^{صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم} تم پر سچی کتاب جو تصدیق
کرتی ہے اپنے سے پہلی کتاب کی اور شاہد ہے اوس پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے
لیکن یہ قرآن نقدیق ہے اپنے سے اگلی کتاب کی اور تفصیل اگلی کتابوں کی ہے
کچھ شک نہیں ہے اس میں نزول اس کا رب العالمین کی طرف سے ہے ہمارے
زمانے میں ایک فرقہ حادث ہوا ہے کہ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور
اون کے اتباع مابعتین کو اپنی زبان و قلم سے سب شتم کرتے ہیں اور
یہ حذر کرتے ہیں کہ نصاریٰ ہمارے نبی کو بُرا کہتے ہیں اس لئے ہم اُن کے نبی
کو بُرا کہتے ہیں اس کے سوا ہمارے پاس اور کچھ کوئی جواب نہیں ہے۔ یہ
لوگ بلا شک دین اسلام سے خارج اور واجب القتل ہیں فرمایا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بُرا کہے

من سب الانبياء قتل وفرقة اخرى يدعون ان التوراة والزبور والانجيل وغيرها
 فقدت من الدنيا وليس في هذه الكتب منها حرف واحد فهم يشنعون في رسائهم
 تشنعا عظيما على ايات هذه الكتب الموجودة لانها في زعمهم من تصنيفات اليهود
 والنصارى فتارة يعدون الى الايات المتشابهات ويبتغون منها الفتنة ويقولون
 يلزم منه كذا وكذا ولا يطلبون طائفا ولا يصححوا مع علمهم بان امثال هذه المتشابهات
 موجودة في القرآن العظيم وتارة يعدون الى الايات المحكمات ويحرفون معانيها الى غير
 مقاصدها مع وضوح معانيها ثم يشنعون عليها تشنعا عظيما وتارة يدعون للتناقض
 في ايات ليس فيها مظنة للتناقض فهم يدعون للتناقض جهلا او عنادا وتارة يشنعون على
 امثال ضربها الله تعالى لتفهيم عباده ويقولون الركن عند الله مثال غير هذا وقد قال ^{الله}
 تعالى ان الله لا يستحي ان يضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها والاشياء التي هي محرمة في شريعتنا
 اذا وجدوها غير محرمة في شريعة سابقة يشنعون تشنعا عظيما على هذه الكتب الالهية
 مع علمهم بان كثير من الاشياء التي هي محرمة في شريعتنا الركن محرمة في الشرائع السابقة
 فهو لا يخالفون القواعد الشرعية ويتكلمون في شان الكتب المنزلة بكلمات تقشع منها
 جلود المؤمنين فان احتاط احد في تكفيرهم لا قرارهم باصل هذه الكتب وزعمهم فقد انهم
 فلا شك انهم مبتدعون بدعة عظيمة قاربوا بها الكفر اعادنا الله من شرورهم وعن

انبیاء کو وہ قتل کیا جاوے دوسرا فرقہ مدعی ہے کہ قورات وزبور و انجیل وغیرہ دنیا سے مفقود
ہیں کتب موجودہ میں بجز ان کے ایک حرف بھی نہیں ہے اور اپنے رسالوں میں کتب موجود
کے آیات پر تشنیع عظیم کرتے ہیں اس لئے کہ ان کے گمان میں وہ یہود و نصاریٰ کے
تصانیف ہیں کہیں آیات مشابہات کی طرف متوجہ ہو کر فساد کی باتیں نکالتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ اس سے ایسا اور ایسا لازم آتا ہے اور باوجود یہ جاننے کے کہ ان آیات مشابہات
کے امثال قرآن عظیم میں موجود ہیں اور انکی تائید صحیح کے متلاشی و طالب نہیں ہوتے اور
کہیں آیات حکمت کے معانی کو تحریف کر کے وضاحت مقاصد کو بدل دیتے ہیں
پہر او سپر سخت طعنہ زنی کرتے ہیں اور کہیں ایسے آیات میں تناقض کا دعوے کرتے
ہیں کہ جسمیں تناقض کا مظنہ نہیں ہے اور اس دعوے کی بنیاد محض جہل و غنا و ہوتی
ہیں اور کہیں ان امثال پر کہ جنکو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تعہیم عباد کے لئے بیان
فرمایا ہے تشنیع کرتے اور کہتے ہیں کیا اللہ کے پاس سوائے اس کے کوئی مثال نہیں
حال آنکہ فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٰ اَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا
بَعُوْضًا فَاَوْقَعَهَا يٰعْنٰی اللّٰہ کو پھر اور اس کے مافوق کی مثال بیان کرنے
سے کچھ شرم نہیں ہے اور جو چیزیں ہماری شریعت میں حرام ہیں اور انکو
شریعت سابقہ میں حلال پاتے ہیں باوجود یہ جاننے کے کہ بہت سی اشیا جو
ہماری شریعت میں محرم و مکہلہ سابقہ میں غیر محرم تھیں سحت برائی کرتے ہیں
یہ لوگ قواعد شرعیہ کا خلاف کرتے ہیں اور کتب منزلہ کی شان میں ایسے
کلمات کہتے ہیں کہ اہل ایمان کا پ جاتے ہیں یہ فرقہ چونکہ اصل کتب منزلہ کا
مقرر اور اذن کے گم ہو جانے کا گمان کرتا ہے اس لئے اگر کسی کو ادنیٰ تکفیر
میں احتیاط ہو تو ان کے اشد بدعتی ہونے میں کچھ شک نہیں ہے جس کے وجہ
سے وہ کفر کے قریب پہنچ گئے ہیں اللہ تعالیٰ اور انکی برائیوں سے ہمکو محفوظ رہے کہ

ابى الفضل بن عبيد بن بزيع البراد المقرئ قال قرأت على سليمان بن موسى المحرري فاخذ على خمسا
 فعقد هابيد ثم قال لي حسبك فقلت زدني فقال قرأت على سليم بن عيسى فاخذ على خمسا
 ثم قال لي حسبك فقلت زدني فقال قرأت على حمزة بن حبيب الزيات فاخذ على خمسا
 فقال لي حسبك فقلت زدني فقال قرأت على سليمان الاعمش فاخذ على خمسا ثم قال لي حسبك
 فقلت زدني فقال لي قرأت على يحيى بن وثاب فاخذ على خمسا فقال لي حسبك فقلت زدني
 فقال قرأت على ابى عبد الرحمن السلمي فاخذ على خمسا ثم قال لي حسبك فقلت زدني
 فقال لي قرأت على ابى بن ابى طالب فاخذ على خمسا ثم قال لي حسبك فقلت يا امير المؤمنين
 زدني فقال لي حسبك هكذا انزل القرآن خمسا خمسا ومن حفظه خمسا خمسا لم ينس الا سورة
 الانعام فانها تزلت جملة في الف يشيعها من كل سماء سبعون ملكا حتى ادوها الى النبي صلى الله
 عليه وآله وسلم ما قرئت على عليل قط الا شفاه الله اخرج به اليه في شعب الايمان وضعفه
 قال في اسناده من لا تعرفه والخطيب في تاريخه وابن النجار في ذيله وابن الجوزي قال صاحب
 الميزان ووافقه صاحب اللسان هذا موضوع على سليم بن عيسى وبزيع لا يعرف (قلت)
 دعوى الوضع قابل الدفع اذ لا بينة عليها ولا بعض الخبر شواهد هو بها متعاضد منها ما قال
 ابن ابي شيبة ثنا وكيع عن خالد بن دينار عن ابى العالية قال تعلموا القرآن خمس آيات خمس آيات
 فان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان ياخذ خمسا خمسا والسند معتمد وقدم في الباب

اور ابو الفضل بزیغ بن عبید بن بزیغ البراز المقمری سے منقول ہے کہا میں نے کچھ آیات سلیم بن موسیٰ
 الحری کو پڑھ کر سنائی اوہوں نے میری پانچ انگلیں پکڑ کر اپنے ہاتھ سے شمار کر کے مجھ سے فرمایا
 کہ تجھ کو کافی ہیں یعنی پانچ آیات میں نے عرض کیا کہ زیادہ کی اجازت دیجی فرمایا کہ میں نے سلیم بن عیسیٰ کو چند آیات
 پڑھ کر سنائی اوہوں نے میرے امانل خمسہ کو پکڑا پھر مجھ سے فرمایا کہ تجھ کو کافی ہیں میں نے عرض کیا کہ زیادہ کی
 اجازت دیجئے فرمایا کہ میں نے حمزہ بن حبیب الزیات کو چند آیات پڑھ کر سنائی اوہوں نے میری اصابع
 خمسہ کو اپنی ہاتھ میں لیا اور فرمایا کہ تجھ کو یہ مقدار کافی ہے میں نے عرض کیا کہ زیادہ فرمائیے فرمایا کہ میں
 نے سلیمان اعمش کو چند آیات پڑھ کر سنائی اوہوں نے میری انگشت ہائے خمسہ کو پکڑا پھر فرمایا کہ یہ
 مقدار تجھ کو کافی ہے میں نے عرض کیا کہ اس سے زیادتی فرمائی فرمایا کہ میں نے چند آیات یحییٰ بن وثاب کو
 پڑھ کر سنائی اوہوں نے میری پانچ انگلیوں کو پکڑ کر فرمایا کہ یہ مقدار تجھ کو کافی ہے میں نے عرض کیا کہ زیادہ
 فرمائیے میں نے ابو عبد الرحمن سلمیٰ کو چند آیات پڑھ کر سنائی اوہوں نے میری پانچ انگلیں پکڑ کر مجھ سے
 فرمایا کہ تجھ کو یہ مقدار کافی ہے میں نے عرض کیا کہ زیادہ فرمائی فرمایا کہ میں نے چند آیات حضرت
 علی بن ابی طالب کو پڑھ کر سنائی اوہوں نے میری امانل خمسہ کو پکڑ کر فرمایا کہ یہ مقدار بس ہے میں نے
 عرض کیا کہ اے امیر المومنین زیادہ فرمایا کہ اس قدر بس ہے اس لئے کہ قرآن اسی طرح نازل ہوا ہے پانچ پانچ
 آیتیں اور جو کوئی قرآن کو پانچ پانچ آیتیں حفظ کرتا ہے بیوتا نہیں لیکن سورہ النعام کہ وہ پوری ایک ہی تہ
 نازل ہوئی ہے ہزار فرشتوں کے ساتھ ہر آسمان سے ستر فرشتے اس کے ہمراہ ہوتے ہیں ہاتھ کہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا یہ سورہ
 جب کسی مریض پر پڑھی جاتی ہے اللہ اس کو شفا دیتا ہے اس کو بھیقی نے شعب الایمان میں روایت کیا اور ضعیف کر کے کہا کہ
 اسکی ہناد میں ایک شخص غیر معروف واقع ہے اور خطیب نے اپنی تاریخ میں اور ابن النجار نے اپنی ذیل میں اور ابن جوزی نے بھی
 کیا ہے صاحب المیزان نے کہا کہ یہ حدیث سلیم بن عیسیٰ پر وضع کی ہوئی ہے اور بزیغ غیر معروف ہے اور صاحب اللسان نے بھی صاحب المیزان سے
 اتفاق کیا میں کہتا ہوں کہ دعویٰ وضع قابل الدفع ہے اس لئے کہ اس پر کوئی ثبوت نہیں اور اس خبر کے بعض حصوں کیلئے شاید
 میں کہ جس سے اس کو قوت ہوتی ہے از آنجلہ کہ کہا ابن ابی شیبہ نے حدیث کی ہم سے وکیع نے وہ خالد بن دنیا سے وہ ابی العاصم
 کہا ابو العالیہ نے سیکھو قرآن کو پانچ پانچ آیات اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ پانچ آیتیں یاد فرماتے تھے اور یہ سند قابل

موصو لا تابعت عائشة أخرجه أبو نصر البخري في الإبانة وقال هذا من أحسن
 الحديث وأغريه وليس في أسناده إلا مقبول ثقة ولا ابن أبي شيبة وعبد بن حميد
 والداري والترمذي وحيد بن زنجويه في ترغيبه والدورقي وابن جرير وابن أبي حاتم و
 محمد بن نصر في المحجة وابن الأثير في المصاحف والمحاملي في الأمالى ونصر المقدسي في المحجة
 على تارك المحجة وابن الليث وابن مردويه والبيهقي في شعب الإيمان والبغوي في معالم التنزيل
 والمزي في تهذيب الكمال وحديث بعضهم ائتم عن الحارث بن عبد الله الأعور قال دخلت
 المسجد فإذا الناس قد وقعوا في الأحاديث فأتيت عليا فاخبرته فقال أو قد فعلوها سمعت
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول سيكون فتن كقطع الليل المظلم قلت يا رسول الله
 فما أخرج منها قال كتاب الله فيه نبأ من قبلكم وخبر ما بعدكم وحكم ما بينكم وهو الفصل
 ليس بالهزل من تركه من جبار قصمه الله ومن ابتغى الهدى في غيره أضله الله وهو حبل الله
 المتين ونوره المبين وهو الذكر الحكيم وهو الصراط المستقيم وهو الذي لا يزيغ به الأهواء ولا تلتبس
 به الألسنة ولا تشعب به الآراء ولا يشعب منه العلماء ولا يملأه الاقتياء ولا يخلق على كثرة
 الرد ولا تنقضي عجائبه وهو الذي لم تنته الجن إذ سمعته أن قالوا إنا سمعنا قرأنا عجبا يهدى
 إلى الرشاد من علمه سبق ومن قال به صدق ومن حكم به عدل ومن عمل به أجر ومن دعا إليه
 هدى إلى صراط مستقيم خذها إليك يا أعور قال الترمذي هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من

موسولاروایت کیا عایت نے اونکی متابعت کی ابو لفر سجزی نے اوسکو ابانہ میں روایت کر کے کہا کہ یہ تین
ونادر ترین احادیث سے ہر اسکی اسناد میں تمام ثقہ مقبول راوی ہیں اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور
دارمی و ترمذی نے حمید بن زنجیہ نے اپنی تریب میں اور دو رقی و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے اور محمد بن لفر
نے حجتہ میں اور ابن الانباری نے مصاحف میں اور محامی نے (الامالی) میں اور لفر المقدسی نے حجتہ علی تارک
البحر میں اور ابواللیث و ابن مردویہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور لغوی نے معالم التنزیل میں اور
مزنی نے تہذیب الکمال میں اور اوئین سے بعض کی حدیث اتم ہے حارث بن عبد اللہ الاور سے
روایت کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا لوگوں کو دیکھا کہ باتون میں مصروف ہیں حضرت علی کی خدمت میں حاضر
ہو کر اس حال کو عرض کیا فرمایا (تعباً) کیا وہ ایسا کرتے ہیں سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے فرماتے تھے کہ غفرمپ اندھیری راتون کے ٹکڑوں کے مانند فتنے ہونگے۔ میں نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ! ان سے نجات کس طرح ممکن ہوگی فرمایا اتباع کتاب اللہ سے اوسہیں تم سے پہلے لوگوں کے
حالات اور پچھلون کے اخبار اور تمہارے لئے احکام ہیں اور وہ حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے لغو
وہزل نہیں ہے جو سرکش اوسکو چھوڑتا ہے حق تعالیٰ اوسکو منیت و نابود کر دیتا ہے اور جو کوئی قرآن کے
علامہ دوسری چیز میں ہدایت تلاش کرتا ہے اللہ اوسکو گمراہ بناتا ہے وہ اللہ کی مضبوط رسی اور نور واضح اور
ذکر حکیم اور صراط مستقیم ہے اوس کو خواہشات کجی میں نہیں ڈال سکتیں اور زبانیں اوسہیں مشبہ نہیں
ڈال سکتیں اور نہ عقول کو اوسکے تفرقہ پر قدرت ہے اور علما کا اوس سے دل نہیں ہرتا اور اتقیا کو
اوس سے تکان نہیں پہنچتا اور نہ وہ کثرت تکرار سے پرانا ہوتا ہے اور نہ اوسکے عجائبات ختم ہو سکتے ہیں اور جن
سے اوسکو سکر سکوت نہ ہو سکا انہوں نے یہ کہا کہ بلا شک ہم نے سنا ہی ایسی عجیب قرآن کو کہ پہلائی
کی طرف رہنا ہے جو اوسکو جان لیتا ہے سبقت لیجاتا ہے اور جو اوسکے مطابق کہتا ہے وہ سچا ہر
اور اوسکی مطابق حکم کرنے والا ہے وہ عادل اور اوسپر عمل کرنے والا مجرب ہے۔ اور اوسکے طرف بلانے
والے کو راہ راست کی ہدایت ہوتی ہے۔ اے اعرور یہ باتیں یاد رکھ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث
غریب ہے۔

ويأتیان بكل موعود فاعدا والجهاد لبعدها فقال المقداد يا بني الله ما الهدنة قال بلاء
 وانقطاع فاذا التبت الامور عليكم كقطع الليل المظلم فعليكم بالقران فانه شافع مشفع
 وما حل مصدق ومن جعله امامه قاده الى الجنة ومن جعله خلفه قاده الى النار وهو
 الدليل الى خير سبيل وهو الفصل ليس بالهزل له ظهر بطن فظاهره حكم وباطنه علم عميق بحره
 لا تحصى عجائبه ولا يشبع منه علماء وهو حبل الله المتين وهو الصراط المستقيم وهو الحق الذي
 لم يمتدحه الجن اذ سمعته ان قالوا انا سمعنا قرانا عجبا يهدي الى الرشدا فامنا به من قال به صدق
 ومن عمل به اجر ومن حكم به عدل ومن دعى اليه هدى الى صراط مستقيم فيه مصابيح الهدى
 ومنازل الحكمة ودال على الحجة اخبره الحسن العسكري في الامثال والاعبار والآثار في القران
 نزوله امر عند الله تعالى وفضلا عن اهل بيت النبوة لا تعد ولا تحصى مسودة فكتبنا من علومهم
 فلا حاجة بنا الى الاكثار منها هنا (ابطال قول البليد بخلق القران الجيد
 قال الله المتعال ولا يكلمهم الله ولا ينظر اليهم قال سليمان بن حرب وكلام الله ونظر واحد
 يعنى غير مخلوق ذكره الاشعرى في الابانة قال ابو نصر عبيد الله بن سعيد بن حاتم البحرى في
 الابانة انبأنا ابراهيم بن علي بن عبد الله القرشي وكان صدوقا ثنا عثمان بن محمد بن ابراهيم
 الماورائي ثنا احمد بن محمد بن موسى ثنا عبد الكريم بن موسى الهيثم الديري عا قولى ثنا علي بن صالح
 الانما طي ثنا يوسف بن عدي عن محبوب بن محرز عن الاعمش عن ابراهيم بن يزيد عن الحارث بن سويد

ابطال قول البليد
 بخلق القران
 الجيد

اور لاتے ہیں ہر موعود کو سامان تیار کرو مسدفت بعیدہ طے کرنے کیلئے مقدار نے عرض کیا یا نبی اللہ
ہد نہ کیا ہے۔ فرمایا بلا اور انقطاع ہر پر جب تکومثل پارہ ہائے شب تاریک واقعات مشتبہ پیش آئیں
قرآن کو مضبوط پکڑو وہ شافع مشفع ومجادل مصدق ہے جو اسکو مقتدا پیشوا بناتا ہے وہ اسکو جابجاست
رہبر ہوتا ہے اور جو اسکو پس پشت کرتا ہے وہ اسکو دوزخ کی طرف کنج لیجاتا ہے وہ راہ راست کا ہادی
وقول فصل ہونہ ہزل اس کے لئے ظہر و بطن ہیں اور سکا ظاہر حکم اور اسکا باطن علم جسکا بحر حقیق ہر عجب و بدیع
اس کے غیر محدود اور بے شمار ہیں اس کے علما اس سے سیر نہیں ہوتے وہ اللہ کے جل مستحکم و مضبوط
وصراط مستقیم ہے ایسا حق ہر کہ اسکو سنکر جن باز نہ رہ سکے اور یہ کہا کہ ہم نے سنا ایک قرآن عجیب
فلاح یابی کا ہادی ہے ہم اس پر ایمان لائے اسکا قائل صادق اور اسکا عامل ماجور اور اس کے
موافق حکم کرنے والا عادل جسکو اسکی طرف دعوت ہوتی ہے وہ صراط مستقیم کی ہدایت پاتا ہے وہ مصباح
ہدایت و آیات حکمت سے مملو اور رہنمائی تحت ہائے راہ حق سے مشحون ہے اسکو جن عکری نے اشال میں
روایت کیا اور قرآن کے منجانب اللہ نازل ہونے اور اس کے فضائل میں اہل بیت نبوی سے غیر
اخبار و آثار وارد اور ہمارے کتب علوم اہل بیت میں منقول ہیں اسجگہ اون کے اکتار کی ہکون ضرورت
(البطل قول بلیدا متعلق خلق قرآن مجیدا) فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہیں کلام کر گیا اون سے اللہ
اور نہ ان کے طرف نظر فرما و یگا کہا سلیمان بن حرب نے کہ اللہ کا کلام اور اسکی نظر ایک ہے یعنی
غیر مخلوق ہیں اسکو اشعری نے ابانہ میں ذکر کیا ابو نصر عبید اللہ بن سعید بن حاتم السجری نے ابانہ میں
کہا کہ ہکو ابراہیم بن علی بن عبد اللہ القرشی نے خبر دی اور ابراہیم صدوق ہے کہ ہسے عثمان بن محمد بن ابراہیم
ماورائی نے حدیث کی اس نے کہا کہ ہم سے احمد بن محمد بن موسیٰ نے حدیث کی احمد نے کہا ہم سے
عبد الکریم بن موسیٰ بن مہشیم الدیر عاقونی نے حدیث کی عبد الکریم نے کہا کہ ہم سے علی بن صالح انماطی نے حدیث کی علی بن صالح نے
کہا کہ ہم سے یوسف بن عدی نے محبوب بن مخزوم سے اس نے اعمش سے اعمش نے ابراہیم بن یزید
سے ابراہیم نے حارث بن سدید سے حدیث کی کہ۔

ويأتیان بكل موعود فاعدوا للجهاد لبعث المضار فقال المقداد يا بني الله ما الهدنة قال بلاء
 وانقطاع فاذا التبت الامور عليكم كقطع الليل المظلم فعليكم بالقرآن فانه شافع مشفع
 وما حل مصدق ومن جعله امامه قادة الى الجنة ومن جعله خلفه قادة الى النار وهو
 الدليل الى خير سبيل وهو الفصل ليس بالهزل له ظهور وبطن فظاهره حكم وباطنه علم عميق بحره
 لا تحصى عجائبه ولا يشبع منه علماء وهو حبل الله المتين وهو الصراط المستقيم وهو الحق الذي
 لم تنة الجن اذ سمعته ان قالوا انا سمعنا قرآنا عجبا يهدي الى الرشاد فامنا به من قال به صدق
 ومن عمل به اجر ومن حكم به عدل ومن دعى اليه هدى الى صراط مستقيم فيه مصابيح الهدى
 ومنار الحكمة ودال على الحجة اخبره الحسن العسكري في الامثال والآخبار والآثار في القرآن
 نزول امر عند الله تعالى وفضلا عن اهل بيت النبوة لا تعد ولا تحصى مسودة في كتبنا من علومهم
 فلا حاجة بنا الى الاكثار منها هنا **ابطال قول البليد بخلاف القرآن المجيد**
 قال الله المتعال ولا يكلمهم الله ولا ينظر اليهم قال سليمان بن حرب وكلام الله ونظر واحد
 يعنى غير مخلوق ذكره الاشعرى في الابانة قال ابو نصر عبيد الله بن سعيد بن حاتم البهرى في
 الابانة انبأنا ابراهيم بن علي بن عبد الله القرشي وكان صدوقا ثنا عثمان بن محمد بن ابراهيم
 الماوراني ثنا احمد بن محمد بن موسى ثنا عبد الكريم بن موسى الهيثم الديري عا قولى ثنا علي بن صالح
 الانما طي ثنا يوسف بن عدي عن محبوب بن محرز عن الاعمش عن ابراهيم بن يزيد عن الحارث بن سويد

ابطال قول
 البليد
 بخلاف
 القرآن
 المجيد

اور لاتے ہیں ہر موعود کو سامان تیار کر و مسافت بعیدہ طے کرنے کیلئے مقدار نے عرض کیا یا نبی اللہ
 ﷺ نہ کیا ہے۔ فرمایا بلا اور انقطاع ہی پر جب تکومثل پارہ ہائے شب تاریک واقعات مشتبہ پیش آئیں
 قرآن کو مضبوط پکڑو وہ شافع شفع و مجادل مصدق ہے جو اسکو مقتدا پیشوا بناتا ہے وہ اسکو جان بخت
 رہبر ہوتا ہے اور جو اسکو پس پشت کرتا ہے وہ اسکو دوزخ کی طرف کینچ لیجاتا ہے وہ راہ راست کا ہادی
 و قول فصل ہونہ نزل اس کے لئے ظہر و بطن ہیں اور سکا ظاہر حکم اور اسکا باطن علم جسکا بحر حقیق ہی عجائب و بیچ
 اس کے غیر محدود اور بے شمار ہیں اس کے علما اس سے سیر نہیں ہوتے وہ اللہ کے جبل مستحکم و مضبوط
 و صراط مستقیم ہے ایسا حق ہے کہ اسکو مستنکر جن باز نہ رہ سکے اور یہ کہا کہ ہم نے سنا ایک قرآن عجیب
 طالع یابی کا ہادی ہے ہم اس پر ایمان لائے اسکا قائل صادق اور اسکا عامل ماجور اور اس کے
 موافق حکم کرنے والا عادل جسکو اسکی طرف دعوت ہوتی ہے وہ صراط مستقیم کی ہدایت پاتا ہے وہ معراج
 ہدایت و آیات حکمت سے مملو اور رہنمائی تحت ہائے راہ حق سے مشحون ہے اسکو جن عکری نے اشال میں
 روایت کیا اور قرآن کے منجانب اللہ نازل ہونے اور اس کے فضائل میں اہل بیت نبوی سے غیر منجانب
 اخبار و آثار و ہمارے کتب علوم اہل بیت میں منقول ہیں اسبجہ او ان کے انکار کی ہکونورت نہیں
 (البطال قول بلیدا متعلق خلق قرآن مجیدا) فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہیں کلام کر لیا او ان سے اللہ
 اور نہ ان کے طرف نظر فرمایا کجا سلیمان بن حرب نے کہ اللہ کا کلام اور اسکی نظر ایک ہے یعنی
 غیر مخلوق ہیں اسکو اشعری نے ابانہ میں ذکر کیا ابو نصر عبید اللہ بن سعید بن حاتم السجری نے ابانہ میں
 کہا کہ ہکو ابراہیم بن علی بن عبد اللہ القرشی نے خبر دی اور ابراہیم صدوق ہے کہ ہمسے عثمان بن محمد بن ابراہیم
 ماورائی نے حدیث کی اور اس نے کہا کہ ہم سے احمد بن محمد بن موسیٰ نے حدیث کی احمد نے کہا ہم سے
 عبد الکریم بن موسیٰ بن مہشم الدیر عاقولی نے حدیث کی عبد الکریم نے کہا کہ ہم سے علی بن صالح انماطی نے حدیث کی علی بن صالح نے
 کہا کہ ہم سے یوسف بن عدی نے محبوب بن مخزوم سے اس نے اعش سے اعش نے ابراہیم بن یزید
 سے ابراہیم نے حارث بن سوید سے حدیث کی کہ ۔

قال قال علي فذكر الخبر وفيه اشارة الى فئة ذات فتنة تأتي بعد قال يقولون القرآن مخلوق
وليس هو بخالق ولا مخلوق ولكنه كلام الرب عز وجل منبداً واليه يعود وهذا
الاسناد رجاله ثقات قاله السيوطي في اللآلئ واخرجه اللالكائي والاصبهاني وفيه
كلام الله وهو موقوف رواية موقف دراية او هو من تعريف الهى للمولى على كرامته وولاية
وعن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم للمهاجرين والانصار عليكم بالقرآن
فاتخذوه اماماً وقائداً فانه كلام رب العالمين الذي منبداً واليه يعود اخرجه ابن
مردويه بسند معتضد بما اسند وعنه ابن عباس قال لما حكم على الحكمين قالت له الخوارج
حكمت رجلين قال ما حكمت مخلوقاً انما حكمت القرآن اخرجه ابن ابى حاتم في السنة والبيهقي
في الصفات والاصبهاني في النجدة واللالكائي في السنة وعنه الفرغ بن يزيد الكلاعي قال قالوا
لعل حكمت كافراً او منافقاً قال ما حكمت مخلوقاً ما حكمت الا القرآن اخرجه ابن ابى حاتم في السنة
وابو الشيخ والبيهقي قال البيهقي هذه الحكاية عن علي شائعة فيما بين اهل العلم ولا اراها شاعت
الا عن اصل والله اعلم وعنه ابى هريرة قال كنا عند عمر بن الخطاب اذ جاءه رجل يسأله عن القرآن
ام مخلوق هو او غير مخلوق فقام عمر فاخذ بمجامع ثوبه حتى قاده الى علي بن ابي طالب فقال يا ابا الحسن اما
تسمع ما يقول هذا قال وما يقول قال جاء يسألني عن القرآن ام مخلوق هو او غير مخلوق فقال علي
هذه كلمة وستكون لها ثمرة لو وليت من الامر ما وليت لضربت عنقه اخرجه نصر المقدسي

فرمایا حضرت علی نے پہر حارث نے تمام حدیث کو ذکر کیا اور اس میں اشارہ ہے کہ ایک جماعت نے حضرت
 بعد میں پیدا ہوگی جو قرآن کو مخلوق کیسکی حال آئے کہ قرآن نہ خالق ہے نہ مخلوق وہ کلام رب عزوجل ہے
 اوسے اوسکی ہدایت اور اوسیکے طرف اوسکی نہایت ہے جلال الدین سیوطی نے لالی میں کہا کہ
 اس حدیث کی سند کی رجال ثقافت میں اور اسکو لاکائی واصبہانی نے روایت کیا اور انکی روایت
 میں بجائے لفظ کلام الرب کے کلام اللہ ہے یہ حدیث روایتاً موقوف ہے اور درایتاً موقوف ہے یا بطور کرامت و ولایت
 منجانب اللہ حضرت مولیٰ علی کے الہامات سے ہے اور حضرت علی سے منقول ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی
 علیہ وآلہ وسلم نے انصار و مہاجرین کو کہ قرآن کا اتباع کر کے اوسکو اپنا امام و رہبر بناؤ اسلئے کہ وہ رب العالیین
 کا کلام ہے اور اوسے سے شروع ہوا اور اوسیکے طرف عود کرے گا اس کو ابن مردویہ نے ایسی سند
 روایت کیا جو بروایت مسند معتضد ہے اور ابن عباس سے منقول ہے جب حضرت علی نے غزوہ صفین
 میں دو حکم مقرر کئے خواجہ نے کہا آپ نے دو آدمیوں کو حکم بنایا فرمایا میں نے مخلوق کو حکم نہیں بنایا میرا حکم
 قرآن ہے اس کو ابن ابی حاتم نے السنہ میں اور بیہقی نے الصفات میں اور اصبہانی نے الحجۃ
 میں اور لاکائی نے السنہ میں روایت کیا اور فرج بن یزید کلاعی سے منقول ہے لوگوں نے حضرت علی سے
 عرض کیا کہ آپ نے کافرو منافق کو حکم بنایا فرمایا میرا حکم مخلوق نہیں بلکہ میرا حکم قرآن ہے اس کو ابن ابی حاتم
 السنہ میں ابوشیخ و بیہقی نے روایت کیا بیہقی نے کہا یہ حکایت حضرت علی سے اہل علم کے درمیان بکثرت
 شائع ہے اور میرے گمان میں اسکا شیوع بلا اصل نہیں ہے واللہ اعلم۔ ابوہریرہ سے منقول ہے کہ ہم عمر ابن الخطاب
 کے پاس تھے ایک شخص نے اگر سوال کیا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق حضرت عمر اسکو مضبوط پکڑ کر حضرت
 علی کے پاس لے گئے اور کہا کہ اے ابوالحسن آپ جتنی میں یہ شخص کیا کہتا ہے حضرت علی نے فرمایا کیا کہتا ہے کہا جہ سے
 سوال کرتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق حضرت علی نے فرمایا یہ ایسا کلمہ ہے جسکا آئندہ بد اثر ہونیوالا
 اگر میں بجائے آپ کے خلیفہ ہوتا تو اسکو قتل کر دیتا اسکو جعفر مقدسی نے الحجۃ میں روایت کیا۔

في الحجة وفي رواية احمد والعدني وابي يعلى والحاكم والبيهقي وغيرهم في قصه تحكيم الحكيم فلما ان
امتلات الدار من قراء الناس عا بمصنف امام عظيم فوضع بين يديه فجعل يصكه بيده و
يقول ايها المصنف حدث الناس فقالوا يا امير المؤمنين ^{عليه السلام} تسأل عنه فانما هو مداد في ورق و
نحن نتكلم بما روينا منه فارتيد قال اصحابكم هؤلاء الذين خرجوا بيني وبينهم كتاب الله الحديث
وفي هذا دلالة بيده ان قراء العباد للقران وكتاباتهم له مخلوق والذي ليس بمخلوق هو الذي
كلم الله به جبرئيل عليه السلام وعن حيان بن سدير عن ابيه قال لجعفر بن محمد يا ابن
رسول الله ما تقول في القران خالق ام مخلوق قال اقول فيه ما يقول ابى وجدي ليس بمخالق ولا
مخلوق ولكنه كلام الله عز وجل اخوجه البيهقي وعن يونس بن بكير عن جعفر بن محمد عن ابيه
قال سئل علي بن الحسين عن القران فقال ليس بمخالق ولا مخلوق وهو كلام الخالق اخوجه محمد بن
نصر المروزي وعبد الله بن احمد والحاكم وابو نعيم في المحلية والبيهقي بسند صحيح وعن الزهري
قال سألت علي بن الحسين عن القران فقال كتاب الله وكلام اخوجه البيهقي وعن بسام الصيرفي
قال سألت ابا جعفر محمد بن علي بن الحسين عن القران فقال كلام الله غير مخلوق اخوجه ابو نعيم
في المحلية وعن معاوية بن عمار الذهني سألت جعفر بن محمد عن القران فقال ليس بمخالق ولا
مخلوق ولكنه كلام الله عز وجل اخوجه علي بن المديني وابو زرعة الرازي والبخاري في خلق افعال
العباد وعثمان بن سعيد النازمي وابو عوانة والذولابي في الكنى والحاكم والبيهقي من طرق وصححه

اي حاكم في التكميل
اي حاكم في التكميل
اي حاكم في التكميل

قيل ان الله قال

اور احمد وعدنی والو بعلی و حاکم و بیہقی و غیرہم نے قصہ حکیم الحکیمین میں روایت کیا کہ جب قرآن سے مکان پر ہو گیا حضرت علی نے مصحف امام عظیم کو منگا کر اپنے سامنے رکھا اور اپنا ہاتھ اوپر رکھ کر فرماتے لگے اسے مصحف لوگوں سے بیان کر لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اس سے استفسار فرماتے ہو یہ تو لکھے ہوئے اور اوراق میں اعدائین جو کچھ ہے ہم پڑھتے ہیں آپ کا کیا قصہ ہے۔ فرمایا تم میں سے جن لوگوں نے مجھ پر خروج کیا میرے اور امیر کے درمیان کتاب اللہ ہے الحدیث اس میں دلالت واضح ہے کہ بندہ بخاک قرآن کو لکھتا ہے یا مخلوق پر اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جو کلام جبریل علیہ السلام کے ساتھ فرمائی وہ غیر مخلوق ہے اور یحییٰ بن خالد نے اپنے باپ سے روایت کی کہ کسی نے جعفر بن محمد سے پوچھا کہ اے ابن رسول اللہ قرآن خالق ہے یا مخلوق۔ فرمایا اس میں میرا قول مثل میرے باپ دادا کے ارشاد کے ہے قرآن نہ خالق ہے نہ مخلوق بلکہ وہ اللہ عزوجل کا کلام ہے۔ اسکو بیہقی نے روایت کیا اور یونس بن کبیر نے جعفر بن محمد سے اونہوں نے اپنی روایت سے روایت کیا کہ علی بن الحسین سے کسی نے پوچھا کہ قرآن خالق ہے یا مخلوق آپ نے فرمایا نہ خالق ہے نہ مخلوق وہ کلام خالق ہے اسکو محمد بن نصر المروزی و عبد اللہ بن احمد و حاکم ابو نعیم نے علیہ میں اور بیہقی نے بسند صحیح روایت کیا اور زہری سے منقول ہے کہ میں نے قرآن کے بارہ میں علی بن الحسین سے سوال کیا فرمایا کتاب اللہ اس کا کلام ہے۔ اسکو بیہقی نے روایت کیا اور بسام الصیرفی سے منقول ہے کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین سے قرآن کے بارہ میں دریافت کیا فرمایا کلام اللہ غیر مخلوق ہے اسکو ابو نعیم نے علیہ میں روایت کیا۔ معاویہ بن عمار و ہنری سے منقول ہے کہ میں نے جعفر بن محمد سے قرآن کے بارے میں تحقیق کیا فرمایا نہ خالق ہے نہ مخلوق بلکہ کلام اللہ عزوجل ہے اسکو علی بن المدینی و ابو زرہ و یحییٰ بن یحییٰ نے خلق افعال میں اور عثمان بن سعید دارمی و ابو حواریہ و ابو داؤد و ابی نے لکھے میں۔ اور حاکم نے روایت کیا اور بیہقی نے بطریق متعدد روایت کر کے اسکی تصحیح کی۔

هو المزي في التهذيب واخرجه البيهقي عن ابن ابي العوام ثنا موسى بن داود الضبي عن معبد
ابى عبد الرحمن عن معاوية بن عمار قال سألت جعفر بن محمد فقلت انهم يسألوننا عن القرآن
ام مخلوق هو قال ليس بمخالق ولا مخلوق ولكنه كلام الله قال البيهقي تابعه سعدان بن نصر عن ^{موسى}
ابن داود وعن قيس بن الربيع قال سألت جعفر بن محمد عن القرآن فقال كلام الله قلت مخلوق
قال لا قلت فما تقول فيمن زعم انه مخلوق قال يقتل ولا يستتاب اخرجه البيهقي من جهة الاصم
فالسلي والحاكم قال عثمان الدارمي سمعت عليا يعني ابن المديني يقول في حديث جعفر بن محمد
ليس القرآن بمخالق ولا مخلوق ولكنه كلام الله قال علي لا اعلم انه تكلم بهذا الكلام في زمان اقدم
من هذا قال علي وهو كافر قال ابو سعيد يعني من قال القرآن مخلوق فهو كافرا اخرجه الحاكم فالبهقي
قال الاشعري في الابانة وصحت الرواية عن جعفر بن محمد ان القرآن لا خالق ولا مخلوق وروى
ذلك عن عمه زيد بن علي وعن جده علي بن الحسين **قلت** وكذا عن الجبر في قوله تعالى قراننا
عربيا غير ذي عوج قال غير مخلوق اخرجه الأجرى في الشريعة وابن مردويه في التفسير والبيهقي و
رفعه فيه انس اخرجه الديلمي في مسند الفردوس وقاله فيه السدي قال البغوي في معالم ^{بل} التثريل
وروى عن مالك ورفعه ابو الدرداء القرآن كلام الله غير مخلوق اخرجه ابن شاهين في السنة
وقال الجبر لرجل قال اللهم رب القرآن مه لا تقبل مثل هذا منه بدأ واليه يعود اخرجه ابو الشيخ
والبيهقي وفي لفظ ان القرآن منه اخرجه البيهقي من جهة الحاكم ورواه ابو نصر السجزي في الابانة

اور مزی نے اسکو تہذیب میں لفتل کیا اور بیہقی نے اسکو ابن ابی العوام سے روایت کیا کہ حدیث کی جیسے موسیٰ ابن داؤد ضعیفی نے معبد ابی عبد الرحمن سے اسنے معادیہ بن عمار سے کہ میں نے جعفر بن محمد سے سوال کیا کہ لوگ ہم سے استفادہ کرتے ہیں ایا قرآن مخلوق ہے نہ مایا نہ خالق ہے نہ مخلوق بلکہ وہ کلام اللہ کا ہی بیہقی نے کہا کہ اسکی متابعت میں سعدان بن نصر نے موسیٰ بن داؤد سے روایت کیا ہے اور قیس بن ربیع سے روایت ہے کہ میں نے جعفر بن محمد سے قرآن کے متعلق پوچھا فرمایا کلام اللہ کا ہے میں نے عرض کیا کہ وہ مخلوق ہے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا جو شخص اسکے مخلوق ہو سیکا مدعی ہو اسکی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا قتل کیا جاوے اور اس سے توبہ طلب نہ کی جاوے اسکو بیہقی نے اصم کے طریق سے اور نیز سلی و حاکم نے روایت کیا عثمان دارمی نے کہا کہ میثعلی بن المدینی کو سنا جعفر بن محمد کی حدیث میں القرآن بخالق ولا مخلوق دکنہ کلام اللہ میں کہتے تھے کہ میرے علم میں یہ کلام اس سے مقدم زمانہ میں کسی نے نہیں کیا اور وہ کفر ہے ابو سعید نے کہا میں نے جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے اسکو حاکم (دو نیز) بیہقی نے روایت کیا اور ابوالحسن شاعری نے الابانہ میں کہا جعفر بن محمد سے یہ روایت صحیح ہے کہ قرآن نہ خالق ہے نہ مخلوق اور اپنے چچا زید بن علی اور داد اعلیٰ بن الحسین سے اونہوں نے اسکو روایت کیا ہی میں کہتا ہوں ایا ہے جبر (ابن عباس) سے (نیز) اللہ تعالیٰ کے قول (قرآنًا عربیًا غیر ذی عوج) کی تفسیر میں منقول ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اسکو آجری نے الشریعہ میں اور ابن مردویہ نے تفسیر میں اور بیہقی نے انس سے مرفوعاً اور دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا اور کہا ہی اسکو مدعی نے کہا بغوی نے معالم التنزیل میں کہ مالک سے بھی روایت کیا گیا ہے اور مرفوعاً ابو الدرداء سے روایت ہے کہ قرآن کلام اللہ کا غیر مخلوق ہے اسکو ابن شاہین نے مسند میں روایت کیا ایک آدمی کہتا تھا اے اللہ قرآن کے رب جبر (ابن عباس) نے اسکو منع کیا کہ ایا مت کہہ قرآن کا شروع اللہ کی طرف سے ہے اور ادسیکی طرف عود کر لگا اسکو ابوالشیخ و بیہقی نے روایت کیا اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ قرآن اوسی سے ہے بیہقی نے اسکو دوسرے طریق سے روایت کیا اور ابوالفرسجی نے اسکو ابانہ میں روایت کیا۔

وفيه منه القرآن منه ورجاله ثقات وقال انس القرآن كلام الله وليس كلام الله مخلوق
 اخرجه ابن عدي في الكامل والبيهقي قال ابن عدي هذا الحديث وان كان موقوفا على انس
 فهو منكروا لانه لا يعرف الصحابة المتخصص في القرآن قال البيهقي انما اراد به الله يفتح في الصدر
 الاول ولا الثاني من يزعم ان القرآن مخلوق حتى يحتاج الى انكاره فلا يثبت عنهم شي بهذا
 اللفظ الذي روينا عن انس وروى ايضا مثله وابن منه عن عمرو بن عبد الله بن مسعود
 ولكن قد ثبت عنهم اضافة القرآن الى الله تعالى وتحميد بانه كلام الله تعالى كما روينا عن ابي بكر
 وعائشة وخباب بن الازد وابن مسعود والنجاشي وغيرهم والله اعلم **قلت** قد بداهه
 شي في الصدر الاول كما مضى عن الفاروق والمرضى بسند كل الرواة فيه ثقات وقال عثمان
 ابن سعيد الدارمي في كتاب الرد على الجهمية سمعت اسحق بن ابراهيم الحنظلي ابي ابن راهويه يقول
 قال سفيان بن عيينة قال عمرو بن دينار اذ ركت اصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم فن دوحهم
 منذ سبعين سنة يقولون الله الخالق وما سواه المخلوق والقرآن كلام الله منه خرجوا
 يعود واخرجه ابن عدي والحاكم فالبيهقي وابو عمر في التمهيد قال ابن راهويه وقد ادرك ابن دينا
 اجله اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من البدويين والمهاجرين والانصار ومثل
 جابر بن عبد الله وابي سعيد الخدري وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عباس وعبد الله بن الزبير
 واجله التابعين وعلى هذا صدر هذا الكلام لم يختلفوا في ذلك وقال اللالكائي بسند عن

باین الفاظ روایت کیا کہ تہا جہا تہا قرآن اس کا کلام ہو اور اس سند کے لوگ معتبر ہیں اور اس نے کہا قرآن کلام اللہ کا ہے
 اور کلام اللہ کا مخلوق نہیں اسکو ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی نے روایت کیا ابن عدی نے کہا اگرچہ
 یہ حدیث اس پر موقوف ہے لیکن منکر ہے اس لئے کہ خوض صحابہ قرآن میں غیر معروف ہو۔ کہا بیہقی نے مراد ابن
 عدی کی اس سے (یہ ہے) کہ صدر اول و ثانی میں قرآن کے مخلوق ہونیکا کوئی قائل نہیں تھا کہ اسکی تردید
 کی حاجت ہوتی اس لئے یہ الفاظ جو اس سے مروی ہیں صحابہ سے ثابت نہیں ہوئے اور نیز اسکی
 مانند واضح تر اس سے عمرو علی و عبد اللہ بن مسعود رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مروی ہے لیکن قرآن کو اللہ
 کے طرف منسوب کرنا اور اسکی تعظیم کرنا کہ وہ کلام اللہ ہے اونسے ثابت ہے جیسا کہ ہم نے ابوبکر و
 عائشہ و جناب بن اللات و ابن مسعود و بخاشی وغیرہم سے روایت کیا ہے واللہ اعلم میں کہتا ہوں کہ مسئلہ
 خلق قرآن صدر اول (زمانہ صحابہ) میں کچھ ظاہر ہو گیا تھا جیسا کہ فاروق و مرتضیٰ سے سابقا ایسے سند سے
 گزر چکا ہے جسکے تمام دواۃ ثقات ہیں اور عثمان بن سعید دارمی نے کتاب الرد علی الجہیہ میں کہا میں نے
 اسحاق بن ابراہیم خطی یعنی ابن راہویہ سے سنا کہ کہا سفیان بن عیینہ نے کہ کہا عمرو بن دینار نے میں نے
 عرصہ شتر سال سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اتباع کو یہ کہتے ہوئے
 پایا کہ اللہ خالق و ماسوا اس کے مخلوق ہے اور قرآن کلام اللہ ہے اللہ سے اسکا خروج اور اوسی
 کی طرف اسکا عود ہے اسکو ابن عدی و حاکم (دو نیز) بیہقی و ابو عمر نے تمہید میں روایت کیا کہا ابن راہویہ
 نے کہ عمرو بن دینار نے جلیل القدر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہل بدر و مہاجرین و
 انصار میں شل جابر بن عبد اللہ و ابی سعید الخدری و عبد اللہ بن عمرو و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ
 ابن زبیر اور کبار تابعین کو پایا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صدر اول کے لوگوں نے اس
 مسئلہ (خلق قرآن) میں اختلاف نہیں کیا الکاظمی نے بسند خود۔

القاسم بن العباس الشيباني ثنا سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار قال ادركت تسعة من
 اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقولون من قال القرآن مخلوق فهو كافر هذا
 والذي قبله صحيحان قاله السيوطي وقال البخاري في كتاب الرد على المعطلة والجهمية وبيان
 خلق افعال العباد ثنا الحكم بن محمد الطبري كتبت عنه بمكة قال ثنا سفيان بن عيينة قال ادركت
 مشيختنا منذ سبعين سنة منهم عمرو بن دينار يقولون القرآن كلام الله وليس مخلوق واخرجه
 ابن عدي والبيهقي قال البيهقي وقرأت في كتاب ابي عبد الله محمد بن محمد بن يوسف بن ابراهيم
 الدقاق بروايته عن القاسم بن ابي صالح الهمداني عن محمد بن ابي ايوب الرازي قال سمعت محمد بن
 سعيد بن سابق يقول سألت ابا يوسف فقلت اكان ابو حنيفة يقول القرآن مخلوق فقال معاذاً
 ولا انا ا قوله فقلت اكان يرى رأي جهم فقال معاذ الله ولا انا اراه قال البيهقي رواه ثقات
 وروى البيهقي عن الحارث بن ادریس سمعت محمد بن الحسن الفقيه يقول من قال القرآن مخلوق
 فلا فصل خلفه وروى البيهقي من جهة الحاكم عن ابي يوسف كلمت ابا حنيفة سنة جرداء في
 ان القرآن مخلوق امر لا فافتق رايه وراي علي ان من قال القرآن مخلوق فهو كافر قال الحاكم رواه
 هذا كلام ثقات **(قُلْتُ)** انما كان المناظرة الى السنة للتكفير دون التغير وقال
 ابن عبد البر في كتاب الانتقاء في مناقب الثلاثة الفقهاء حدثنا الحكم بن المنذر بن سعد قال
 ثنا ابو يعقوب يوسف بن احمد بن يوسف قال وحدثنا ابو حامد ثنا صالح بن احمد بن يعقوب قال

قاسم بن عباس شیبانی سے روایت کیا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار کی زبانی حدیث کی کہ کہ میں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے نو شخصوں کو یہ کہتے ہوئے پایا کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا کا فرض ہے جلال الدین سیوطی نے کہا یہ اور اسکے ماقبل کی حدیث صحیح ہے اور بخاری نے کتاب اللہ علی المعطلہ والجمیۃ و بیان خلق افعال العباد میں کہا ہے کہ حکم بن محمد الطبری نے حدیث کی میں نے اوشیونکر کہ میں ہکو لکھ لیا اونہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے حدیث کی کہ کہ میں نے ستر سال اپنے شاخ کو کہ مجھ کو اسکے عمرو بن دینار میں یہ کہتے ہوئے پایا کہ قرآن کلام اللہ ہے مخلوق نہیں اسکو ابن عدی و بیہقی نے بھی روایت کیا بیہقی نے کہا میں نے ابو عبد محمد بن محمد بن یوسف بن ابراہیم الدقاق کی کتاب میں پڑھا کہ انہوں نے روایت کی قاسم بن صالح ہمدانی اور ابو محمد بن ابی الیوز رازی سے کہا میں نے محمد بن سعید بن سابق کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابو یوسف سے پوچھا کیا ابو حنیفہ خلق قرآن کے قائل تھے فرمایا معاذ اللہ نہ ابو حنیفہ خلق قرآن کے قائل تھے نہ میں ہوں نہ میرے میں نے کہا کیا ابو حنیفہ جہم کے ہم عقیدہ تھے ابو یوسف نے کہا معاذ اللہ نہ اٹھا یہ عقیدہ تھا نہ میرا ہے بیہقی نے کہا اسکے رواۃ ثقات ہیں اور بیہقی نے حارث ابن ادیس سے روایت کیا کہ میں نے محمد بن الحسن فقیہ کو کہتے ہوئے سنا جو خلق قرآن کا قائل ہو ہم اوسکے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور بیہقی نے بطریق حام ابو یوسف سے روایت کیا کہ میں نے کامل ایک سال تک ابو حنیفہ سے مسئلہ خلق و عدم خلق قرآن میں مناظرہ کیا اسکے بعد میرے اور ابو حنیفہ کی رائے متفق ہوئی ہے کہ قائل خلق قرآن کا کافرت حاکم نے کہا اسکے راوی ثقہ نہیں کہتا ہوں یہ مناظرہ ایک سال تک اثبات تکفیر میں تھا نہ نصرت ولاتے میں اور ابن عبد البر نے کتاب الاختفاء فی مناقب المثلثۃ الفقہاء میں کہا ہم سے حکم بن منذر بن سعید نے حدیث کی کہ کہ ہم سے ابو یعقوب یوسف بن احمد بن یوسف نے حدیث کی (ونیز) ہم سے ابو حامد نے حدیث کی کہ کہ ہم سے صالح بن احمد بن یعقوب نے حدیث کی ۔

سمعت ابي يقول سئل ابو مقاتل حفص بن سلم وانا حاضر عن القرآن فقال القرآن كلام الله غير
مخلوق ومن قال غير هذا فهو كافر فقال له ابنه سلم يا ابيت هل تحب عن ابي حنيفة في هذا بشي فقال
نعم كان ابو حنيفة على هذا عهد ي به ما علمت منه غير هذا ولو علمت منه غير هذا لم اصحبه
(قُلْتُ) في هذا كله ابطال لما عرى بعض المحدثين الى ابي حنيفة ومحمد بن الحسن من
القول بخلق القرآن وكل ما روى عن ابي حنيفة من هذا القبيل فيدبغي ان يحمل على انه كان يقول ان
قرآنا للقرآن وكتابنا لمخلوق كما افاد في الفقه الاكبر ففهم بعض الناس من كلامه ان اصل
القرآن الذي هو صفة الله تعالى مخلوق عند اوشد وعليه المشددون ومنعوا من هذا اللفظ
سد الباب وكذا على محمد كما شد بعضهم على البخاري في قوله لفظي بالقرآن مخلوق قال
الاشعري في الابانة ومن قال ان القرآن غير مخلوق ومن قال بخلقه فهو كافر من العلماء وحملوا الآثار
ونقلوا الاخبار لا يقتصرون كثرة منهم حماد بن زيد والثوري وعبد العزيز بن ابي سلمة ومالك بن
انس والشافعي واصحابه والليث بن سعد وسفيان بن عيينة وهشام بن عيسى بن يونس وحفص بن
غياث وسعد بن عامر وعبد الرحمن بن مهدي وابوبكر ابن عياش ووكيع وابو عاصم النبيل ويعلى بن
عبيد ومحمد بن يوسف وبشر بن المفضل وعبد الله بن داود وسلام بن ابي مطيع وابن المبارك
وعلى بن عاصم واحمد بن يونس وابو نعيم وقيصة بن عقبة وسليمان بن داود وابو عبيد القاسم بن
سلام ويزيد بن هارون وغيرهم انتهى وقد افرد بالتصنيف محمد بن اسمعيل البخاري كتاب الرد على

کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا کہ میرے موجودگی میں ابو مصطفیٰ حفص بن سلم سے قرآن کے متعلق سوال کیا گیا حفص نے کہا قرآن کلام اللہ کا غیر مخلوق ہے اور جبکہ عقیدہ اسکے خلاف ہو وہ کافر ہے اور انکے فرزند سلم نے سوال کیا کہ اس مسئلہ میں ابو حنیفہ کا کیا مسلک ہے کہا ابو حنیفہ کا یہ یہی مسلک تھا میں نے انکو اسی پر پایا اسکے خلاف اونے مجھکو معلوم نہیں ہوا اور اگر معلوم ہوتا تو میں اونکی صحبت کو اختیار نہ کرتا میں کہتا ہوں کہ اس تمام تقریر سے بعض محدثین کا ابو حنیفہ و محمد کی طرف خلق قرآن کے مقولہ کو منسوب کرنا باطل ثابت ہوتا ہے۔ اور جو کچھ کہ ابو حنیفہ و محمد سے ازین قبیل مروی ہے اسکا یہ عمدہ محل ہے کہ وہ قرأت و کتابت قرآن کو مخلوق کہتے تھے جیسا فقہ اکبر سے مستفاد ہے۔ بعض اشخاص نے اونکے کلام سے یہ سمجھ لیا کہ اصل قرآن جو اللہ کے صفت ہے وہ اونکے نزدیک مخلوق ہی بعض مشددین نے اس لفظ سے سبباً کیلئے انہراور امام محمد پر تشدد کیا۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے بخاری پر انکے مقولہ لفظی بالقرآن مخلوق میں تشدد کیا ہے اشعری نے ابانہ میں کہا کہ قرآن کو غیر مخلوق کہنے والے اور متفقہ خلق قرآن کی تکفیر کرنے والے علماء و حفاظ حدیث و ناقلین اخبار زائد از شمار ہیں از تجملہ حادین و سفیان ثوری و عبد العزیز بن ابی سلمہ و مالک بن انس و شافعی و اصحاب شافعی و لیث بن سعد و سفیان بن عیینہ و ہشام عیسیٰ بن یونس و حفص بن غیاث و سعد بن عامر و عبد الرحمن بن مہدی و ابوبکر بن عیاش و دکیع و ابو عاصم النبیل و یعلیٰ بن عبید و محمد بن یوسف و بشر بن حفص و عبد اللہ بن داؤد و سلام بن ابی مطیع و عبد اللہ ابن المبارک و علی بن عاصم و احمد بن یونس و ابو نعیم و قبصیہ بن عقبہ و سلیمان ابن داؤد و ابو عبید القاسم بن سلام و نیرید بن ہارون و غیر ہم میں انتہی اور محمد بن اسماعیل بخاری نے کتاب الرد علی المعطلہ و الجہمیہ۔

المعطلة والجهية وبيان خلق افعال العباد واود فيه ابطال القول بخلق القرآن عن مشيخة
ابن عيينة منذ سبعين سنة منهم عمرو بن دينار وعن جعفر بن محمد وحامد بن زيد وابن المنكدر
وصفصود والاعشى وصعق ومسلم بن احول وحامد بن ابي سليمان والثوري ومالك وابن عيينة
وكيع وخالد بن عبد الله القسري ^{بسم} ذابح بجعد عبد الله بن ادريس الاودي ووهب بن جوير
ومعمر بن سليمان ويزيد بن هارون وابي بكر بن عياش وابن المبارك ويحيى بن سعيد
وعلى بن المدني وابي الوليد وعبد الله بن عائشة وحفص بن غياث وسليمان بن داود الهاشمي
وسهل بن مزاحم وابن مهدي وبشر بن المفضل وابي عبيد ومساكين بن معاذ والحجاج بن
الطاطة وهاشم بن القاسم والربيع بن نافع الحلبى ومحمد بن يوسف وعاصم بن علي بن عاصم و
يحيى بن يحيى واهل العلم قال وقال الحميدى ثنا سفيان ثنا حصين عن مسلم بن صبيح عن شريك
شكل عن عبد الله قال ما خلق الله من ارض ولا سماء ولا الجنة ولا نار اعظم من الله لا اله
الا هو الحق القيوم قال سفيان تفسيرا ان كل شئ مخلوق والقرآن ليس بمخلوق وكلامه اعظم
من خلقه لانه انما يقول كن فيكون يكون شئ اعظم مما يكون به الخلق والقرآن كلام الله انتم وذكروا
الاسم حتى ابطال هذا المقال وتكفير قائلها واحدا لا من باب اسانيد كثيرة وطرق متعددة عن
مالك والليث والفضيل بن عياض وابن عيينة وابي بكر بن عياش وهشيم وعلي بن هاشم
وحفص بن غياث وعبد السلام الملاي وحسين الجعفي ويحيى بن زكريا ابن ابي زائدة وعبد الله

کتاب الرد علی المعتقدات والنجیۃ و بیان خلق افعال العباد میں علمہ کتاب لکھی ہے اس میں ابطال خلق قرآن
ابن عیینہ کے شاخ سے ستر سال سے نقل کیا اور شیوخ میں عمرو بن دنیا رہی ہیں و نیز جعفر بن
محمد و حماد بن زید و ابی المنکدر و منصور و عیش و مسعود و مسلم بن احو و حماد بن ابی سلیمان و سفیان ثوری و
مالک و ابن عیینہ و وکیع و خالد بن عبد اللہ القسری و ابی جعد بن وہب عبد اللہ بن ادریس اللادمی و وہب ابن
جریر و معتمر بن سلیمان و یزید بن ہارون و ابو بکر بن عیاش و عبد اللہ بن المبارک و یحییٰ بن سعید و
علی بن المدینی و ابو الولید و عبید اللہ بن عائشہ و حفص بن غیاث و سلیمان ابن داؤد الہاشمی و سہل
ابن مزاحم و ابن مہدی و بشر بن مفضل و ابو عبیدہ و معاذ بن معاذ و حجاج بن ارطاة و ہاشم ابن القاسم
و ربیع بن نافع الحلبی و محمد بن یوسف و عاصم بن علی بن عاصم و یحییٰ بن یحییٰ و دیگر علماء سے ابطال خلق قرآن
کو روایت کیا بعد ازان کہا کہ کہا حمید بن کے ہم سے سفیان نے حدیث کی اس نے کہا ہم سے
حصین نے حدیث کی مسلم بن صبیح سے سلم نے شتر بن شکل سے شتر نے عبد اللہ سے کہا کہ اللہ نے
آسمان و زمین و دوزخ و جنت کو (اللہ لا الہ الا هو الحی القيوم) سے اعظم نہیں بنایا۔ سفیان
نے کہا اسکی تفسیر یہ ہے کہ ہر شئی مخلوق ہے اور قرآن مخلوق نہیں اور اللہ کا کلام اسکی مخلوق اعظم
ہے۔ اس لئے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ جب کسی شئی کیلئے فرماتا ہے موجود ہو وہ شئی موجود ہو جاتی ہے اور
کوئی شئی اپنے موجب ایجاد و خلق سے اعظم نہیں ہوتی اور قرآن کلام اللہ ہے انہی اور یہی نے
ابطال خلق قرآن اور اسکے قائل کی تکفیر بیان دونوں باتوں سے ایک کو باسائید کثیرہ و طاق متعددہ مالک و یسنا
فضیل بن عیاض و ابن عیینہ و ابو بکر بن عیاش و ہشیم و علی بن ہاشم و حفص بن غیاث عبد اللہ بن اسحاق
حسین الجعفی و یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ و عبد اللہ۔

ابن ادريس وابي اسامه وعبد الله بن سليمان ووكيح وابن المبارك والفراري والوليد بن مسلم
 وابن طيعه وحامد بن زيد وشريك بن عبد الله ويحيى بن سليم ومسلم بن خالد وهشام بن سليمان
 المخزومي وجريز بن عبد الحميد وعلي بن مسمي ومحمد بن فضيل وعبد الرحيم بن سليمان وعبد العزيز
 ابن ابي حازم والداودي واسماعيل بن جعفر وحاتم بن اسمعيل وعبد الله بن يزيد المقرئ و
 النضر بن محمد المروزي وعبد الله ابن ابي داود وابو الوليد والشافعي ونقله عن جميع من لقيه
 وسويد بن سعيد وعكاك عن جميع من حل عنهم العلم وابن مهدي وعمران بن موسى الجرحاني و
 يزيد بن هارون والبويطي والمزني ويحيى بن يحيى وابي عبيد القاسم بن سلام قال البيهقي ونقل
 اليه عن ابي الدرداء مرفوعا القرآن كلام الله غير مخلوق وروى ذلك ايضا عن معاذ بن جبل
 وعبد الله بن مسعود وجابر بن عبد الله مرفوعا ولا يصح شيء من ذلك اسانيد مظلمة لا ينبغي ان يخرج
 بشيء منها ولا ان يستشهد بشيء منها وفيما ذكرناه كفاية وبالله التوفيق انتهى وقد امتحن في
 هذا احمد بن محمد فاستقام تمام مقام امام والقصة مشهورة في الكتب التاريخية وقد روى
 الخطيب في شرف اصحاب الحديث عن ابي بكر ابن ابي داود ثنا احمد بن سنان عن رجل ذكره انه
 رأى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم في المنام وكانه قايم بين حلقين في احدهما
 احمد بن حنبل وفي الاخرى احمد بن ابي داود أي القاضي القائل بخلق القرآن والنبي صلى الله عليه
 واله وسلم يقول فان يكفر بها هؤلاء وأشار النبي صلى الله عليه واله وسلم الى ابن ابي داود واصحابه

ابن ادریس و ابو اسامہ و عبد قہ بن سلیمان و وکیع و عبد اللہ ابن المبارک و قزازی و ولید بن مسلم و ابن لہیعہ و حماد بن زید و شریک بن عبد اللہ و یحییٰ بن سلیم و مسلم بن خالد و ہشام بن سلیمان الخزومی و جریر بن الحمید و علی بن مسدد و محمد بن فضیل و عبد الرحیم بن سلیمان و عبد العزیز بن ابی حازم و درانی و اسمعیل بن جعفر و حاتم بن اسمعیل و عبد اللہ بن یزید مقبری و نضر بن محمد المرزومی و عبد اللہ بن ابی داؤد و ابوالولید و شافعی سے اور تمام ان لوگوں سے جن کو شافعی سے تقابلی ہے اور سوید بن سعید اور اون کے جمیع اساتذہ و ابن مہدی و عمران بن موسیٰ البحرانی اور یزید بن ہارون و یحییٰ بن یحییٰ اور ابو عبیدہ القاسم بن سلام سے ذکر کیا و نیز بہیقی نے کہا کہ بھکوا ابو اللہ را و اسے مرفوعاً روایت پہونچی ہے کہ قرآن کلام اللہ کا غیر مخلوق ہے۔ اور معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن مسعود جابر بن عبد اللہ سے اس کو مرفوعاً روایت ملی لیکن یہ روایات غیر صحیحہ اور اون کے اسانید مظلمہ ہیں قابل احتجاج و استشہاد نہیں ہیں اور جو کچھ ہم ذکر کر چکے ہیں کافی ہے و باللہ التوفیق انتہی۔

اور اس مسئلہ میں احمد بن محمد امتحان کئے گئے لیکن وہ مستقیم رہے اور تائید مذہب حق میں مقام امام دین قیام کیا۔ یہ قصہ کتب تاریخ میں با شہر و جوہ مسطور ہے اور خطیب نے شرف اصحاب الحدیث میں ابو بکر بن ابی داؤد سے روایت کیا کہ ہم سے احمد بن سنان نے ایک شخص سے حدیث کہی کہ اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ دو حلقوں کے درمیان میں کھڑی ہیں ایک حلقہ میں احمد بن حنبل اور دوسرے میں احمد بن ابی داؤد قاضی قائل خلق قرآن ہے۔ اور بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اگر وہ لوگ اوس کے منکر ہیں اور ابن ابی داؤد اور اوس کے اصحاب کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

فقد وكلنا بها قوما ليسوا بها بكافرين وأشار بها إلى أحمد وأصحابه ومن هنا قال المزني صاحب الشافعي أبو بكر يوم الردة وعمر يوم السقيفة وعثمان يوم الدار وعلى يوم صفين وأحمد ابن حنبل يوم المحنة ثم لي علم أن هنا مباحث ثلاثة بل أربعة القول بخلق القرآن والقول بخلق اللفظ بالقرآن والقول بخلق الملفوظ بالقرآن والقول بأحداث القرآن فالأول قدمنا البحث فيه وقد استدلناكار أحمد ومن تبعه على مر قال لفظي بالقرآن مخلوق ويقال أن أول من قاله الحسين بن علي الكرابيسي أحد أصحاب الشافعي الناقلين لكتابه القديم فلما بلغ ذلك أحمد بدعه وهجره ثم قال بذلك داود بن علي الأصبهاني رأس الظاهرية وهو يومئذ بنيسابور فانكر عليه استحق وبلغ ذلك أحمد فلما قدم بغداد لم يأذن له في الدخول عليه قال الذهبي في الميزان في ترجمة الكرابيسي وكان يقول القرآن كلام الله غير مخلوق ولفظي به مخلوق فان عنى التلقظ فهذا جيد فان أفعالنا مخلوقة وأرقصدا الملفوظ بانه مخلوق فهذا الذي أنكره أحمد والسلف وعدوه تجهما وقال العيني في تاريخه في ترجمة الكرابيسي وكان الكرابيسي وعبدا لله بن كلاب وأبو ثور وداود بن علي وطبقاتهم يقولون أن القرآن الذي تكلم الله به صفة من صفاته لا يجوز عليه الخلق وأن تلاوة التالى للقرآن وكلامه كسب له وفعل له وذلك مخلوق وأنه حكيم عن كلام الله وليس هو القرآن الذي تكلم الله به وحكي داود في كتاب الكافي أن هذا كان مذهب الشافعي وانكر ذلك أصحاب الشافعي وقالوا هذا قول فاسد ما قاله

اس کا نام نہیں ہے
جس کا نام نہیں ہے

اور نقد و کلنا بھا قومًا لیسوا بھا بکافرین کہ پڑھ کر احمد اور ان کے اصحاب کی طرف ایما فرمایا
اس لئے کہا مرنے والی صاحب شافعی نے ابو بکر نے ارتداد اعراب کے وقت اور عمر نے سقیفہ کے
روز اور عثمان نے ایام محاصرہ دار میں اور علی نے روز قعہ صفین میں اور احمد بن حنبل نے زمانہ
امتحان میں آیہ مذکورہ کی مطابق استقامت فرمائی۔ اب یہ جاننا چاہیے کہ اس جگہ تین جگہ چار
مباحث ہیں قرآن کو مخلوق کہنا اور قرأت قرآن کو مخلوق کہنا اور قرآن کے الفاظ مقروہ کو مخلوق
کہنا اور قرآن کو محدث کہنا۔ امر اول کی بحث گزر چکی اور احمد اور ان کے اتباع نے قائلین
خلق قرأت قرآن پر اشد انکار کیا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ اصحاب شافعی جو راوی کی کتاب
قدیم کے ناقلین ہیں ان میں جین بن علی الکمرابیسی اول اس کی قائل ہوئی۔ احمد بن حنبل کو جب اس کی
اطلاع ہوئی تو ان کو متبع کہا اور ممتروک کیا پھر داؤد بن علی الصنفانی سرگروہ فرقہ طاہرہ
نیشاپور میں اس کی قائل ہوئی۔ اسحق نے اوپر انکار کیا اور احمد کو یہ خبر پہونچی جب داؤد بن
علی بغداد میں آئے احمد بن حنبل نے او کو اپنی مجلس میں داخل نہ ہونے دیا ذہبی نے میزان میں
کراہی کے ترجمہ میں کہا ان کا یہ مقولہ تھا کہ قرآن کلام اللہ غیر مخلوق اور اس کو پڑھنا مخلوق ہے اگر
اور ان کا مقصد تلفظ ہے تو درست ہے اس لئے کہ افعال عباد مخلوق ہیں اور اگر مراد تلفظ
ہے تو اسی پر احمد بن حنبل و سلف نے انکار کیا اور اس کو جہمیت قرار دیا اور عینی نے
اپنی تاریخ میں کراہی کے ترجمہ میں کہا کمرابیسی و عبد اللہ بن کلاب و ابو ثور و داؤد
بن علی اور ان کے اہل طبقات کہتے ہیں قرآن جو اللہ کا کلام ہے منجملہ اوس کے
صفات کے ایک صفت ہے اوس کو مخلوق کہنا ناجائز ہے اور تالی قرآن کی تلاوت
اور اوس کا کلام اوس کا کسب و فعل ہے اور وہ مخلوق ہے اس لئے کہ وہ کلام اللہ
کی حکایت ہے اور وہ قرآن نہیں ہے کہ جس سے اللہ نے حکم فرمایا ہے اور داؤد
نے کتاب الکافی میں حکایت کیا کہ شافعی کا بھی یہی مذہب تھا لیکن اصحاب شافعی نے
اس کا انکار کیا کہ یہ قول فاسد ہے۔

الشافعي قط وهجرت الحنبلية اصحاب احمد بن حنبل حسينا الكرابيسي وبدعوه و طعنوا
 عليه وعلى كل من قال بقوله في ذلك وقال الحافظ ابن حجر في فتح الباري والذي يتصل
 من كلام المحققين منهم انهم ارادوا حسم المادة صوتا للقران ان يوصف بكونه
 مخلوقا واذا حقق الامر عليهم لم يفتح احد منهم بان حركة لسانه اذا قرأ قديمة وقال البيهقي
 في كتاب الاسماء والصفات مذهب السلف والخلف من اهل الحديث والسنة
 ان القران كلام الله وهو صفة من صفات ذاته واما التلاوة فهم على طريقين منهم من
 فرق بين التلاوة والمتلو ومنهم من احب ترك القول ^{فيه} واما ما نقل عن احمد بن حنبل
 انه سوى بينهما فانما اراد حسم المادة لتلاي تدفع احد الى القول بخلق القران ثم اسند
 من طريقين الى احمد انه انكر على من نقل عنه انه قال لفظي بالقران غير مخلوق وانكر
 على من قال لفظي بالقران مخلوق وقال القران كيف يصرف غير مخلوق فاخذ بظاهر
 هذا الثاني من لريفاهم مراده وهو مبين في الاول وكذا نقل عن محمد بن اسلم الطوسي
 انه قال الصوت من المصوت كلام الله وهي عبارة روية لم يرد ظاهرها وانما
 اراد نفى كون المتلو مخلوقا ووقع نحو ذلك لا ما راكائمه محمد بن اسحق بن خزيمة
 ثم رجع وله في ذلك مع تلامذته قصة مشهورة وقداملا ابوبكر الصبي الفقيه
 احد الائمة من تلامذة ابن خزيمة اعتقاده وفيه لم يرزل الله متكلم

شافعی نے کہی یہ نہیں کہا اور اصحاب احمد بن حنبل نے حنین کراہیسی کو متروک اور متبع کہا اور
اوس پر اور اوس کے اتباع پر طعن و تشنیع کی کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہ محققین کے
کلام کا حاصل یہ ہے کہ اوہون نے قصد استیصال و جسم مادہ و صورت کیا قرآن موصوف
بخلق کیا جاوے اور عند الخفیق کوئی اوہین سے اسکا قابل نہیں کہ قاری قرآن کی زبان کی حرکت قیم
ہے۔ کہا بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں کہ سلف خلف اہل حدیث و سنت کا مذہب یہ ہے
کہ قرآن اللہ کا کلام اور اسکی صفات ذاتیہ میں سے ایک صفت ہے اور تلاوت میں دو قول ہیں
بعض نے تلاوت و متلو کے درمیان فرق کیا اور بعض نے اس سے سکوت مستحسن سمجھا لیکن
احمد بن حنبل سے دونوں میں تساوی منقول ہے اور انکی غرض استیصال مادہ و صیغہ تاکہ لکھو
وسعت قول خلق قرآن کی باقی نہ رہے۔ پھر احمد بن حنبل سے دو طریقوں سے نقل کیا کہ اوہون نے
لفظی بالقرآن غیر مخلوق کے قائل پر انکار کیا۔ اور لفظی بالقرآن مخلوق کے قائل پر بھی انکار
کر کے کہا کہ قرآن ہر طرح غیر مخلوق ہے جو لوگ احمد کی مراد کو نہ سمجھے اوہون سننے ظاہر قول
ثانی پر عمل کیا حالانکہ قول اول میں اسکی صراحت موجود ہے۔ اور محمد بن اسلم طوسی سے بھی ایسا
ہی منقول ہے کہ قاری کی قرأت کلام اللہ ہے۔ لیکن یہ عبارت ردیہ ہے اسکے ظاہر سے مراد
نہیں ہیں بلکہ نفی خلق متلو مراد ہے اور ایسا ہی امام الائمہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے کہا تھا پھر
رجوع کر لیا اور اس مسئلہ میں اپنے تلامذہ کے ساتھ اونکے مناظرہ کا قصہ مشہور ہے اور ابوہریرہ
صنعی فقیہ شہر تلامیذا بن خزیمہ نے اپنے اعتقاد کو بیان کیا ہے اوسین مذکور ہے کہ اللہ
ہمیشہ سے شکم ہے۔

ولا مثل لكلامه لانه نفى المثل عن صفاته كما نفى المثل عن ذاته ونفى النقاد عن كلامه
كما نفى الهلالية عن نفسه فقال لنقد البحر قبل ان تنقد كلمات ربي وقال كل شيء هالك
الا وجهه فاستصوب ذلك ابن خزيمة ورضي به وقال غيره ظن بعضهم ان البخاري
خالف احمد وليس كذلك بل من تدبر كلامه لم يجد فيه خلافا معنويا لكن العالم من
شانه اذا ابتلى برديد عنه يكون اكثر كلامه في رد هادون ما يقابلها فلما ابتلى احمد بمن
يقول القرآن مخلوق كان اكثر كلامه في الرد عليه حتى بالغ فانكر على من يقف ولا
يقول مخلوق وعلى من قال لفظي بالقرآن ان مخلوق لئلا يتذرع بذلك من يقول القرآن بلفظ
مخلوق مع ان الفرق بينهما لا يخفى عليه لكنه قد يخفى على البعض واما البخاري فابتلى
بمن يقول اصوات العباد غير مخلوقة حتى بالغ بعضهم فقال والمداد والورق بعد الكتابة
مكان اكثر كلامه في الرد عليهم وبالغ في الاستدلال لان افعال العباد مخلوقة
بالآيات والاحاديث واظن في ذلك حتى نسب الى انه من اللفظية مع ان قول من قال
ان الذي يسمع من القاري هو الصوت القديم لا يعرف عن السلف ولا قاله احد ولا
ائمة اصحابه وانما سبب نسبة ذلك لاحد قوله من قال لفظي بالقرآن مخلوق فهو جهلي
فظنوا انه سوى بين اللفظ والصوت ولم ينقل عن احمد في الصوت ما نقل عنه في اللفظ
بل صرح في مواضع بان الصوت المسموع من القاري هو صوت القاري ولم ينقل عن احمد

اور اسکا کلام بے مثل ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کے مثل کو نفی کیا ہے جیسا کہ اپنی ذات کو بے مثل و مانند ثابت کیا ہے۔ اور اپنے کلام کے تمام ہونے کی نفی فرمائی جس نے کہ اپنے نفس کے ہلاک کی نفی فرمائی اور فرمایا (لنفذ البحر قبل ان تنفذ كلماتي دبی) یعنی میرے رب کا کلام ختم ہو لینے کے قبل دریا خشک ہو جائیگا۔ اور فرمایا (كل شيء هالک الا وجهي) یعنی ہر شے ہالک ہے بجز اوس کی ذات کے۔ ابن خرمیہ نے اس بیان کو پسند کیا اور منہ سے ہوئے اور کہا اوس کے غیر نے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بخاری نے احمد کا خلاف کیا لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ جو شخص اوس کے کلام میں فکر کرے گا اوس میں معنوی اختلاف نہیں پائیگا مگر عالم کی شان سے ہے کہ جب کسی بدعت کے رد کرنے میں مشغول ہوتا ہے اوس کے رد میں اکثر رد مبالغہ کرتا ہے اور اوس کے مقابل کی طرف توجہ نہیں کرتا اس لئے جب احمد بن حنبل قول خلق قرآن کے تردید میں مشغول ہوئے تو اوس کی تردید میں بکثرت کلام کیا حتیٰ کہ جس شخص نے قرآن کو غیر مخلوق کہنے میں توقف کیا اور مخلوق ہی نہیں کہا اوس پر بھی انکار کیا اور قائل لفظی بالقرآن مخلوق پر بھی انکار کیا تاکہ کسی کو قول القرآن بلفظی مخلوق کی وسعت نہ رہے حال آنکہ ان دونوں مقولوں کے درمیان کا فرق ادنیٰ پر مخفی نہیں تھا لیکن بعض پر مخفی رہتا ہے اور بخاری کو اون لوگوں سے مناظرہ پیش آیا جو اصوات عباد کو غیر مخلوق کہتے تھے حتیٰ کہ بعض نے مبالغہ سیاہی اور اوراق مکتوبہ کو بھی غیر مخلوق کہا اسکی بخاری کا اکثر کلام اوکی تردید میں واقع ہوا اور آیات و احادیث سے اس استدلال پر مبالغہ کیا کہ افعال عباد مخلوق ہیں اور یہاں تک طوالت دی کہ فرق لفظیہ کی طرف منسوب کئے گئے حال آنکہ قاری کے صوت مسموعہ کو صوت قدیم کہنے کا قول سلف سے غیر معروف ہے اور احمد اور ان کے اکابر اصحاب اسکے قائل نہیں ہیں اور اسکے احمد کے طرف منسوب ہونیکا سبب انکا یہ مقولہ ہے کہ جو شخص لفظی بالقرآن مخلوق کہے وہ جہمی ہے لوگوں نے گمان کیا کہ احمد کو نزدیک لفظ اور صوت میں فرق نہیں ہے حال آنکہ احمد لفظ کی نسبت جو کچھ منقول ہے صوت کی نسبت نہیں ہے بلکہ مواضع متعددہ میں احمد نے تصریح کی کہ قاری سے جو صوت مسموع ہوتا ہے وہ قاری کی صوت ہے اور یہ نئے کسی جگہ منقول نہیں ہے

قط ان فعل العبد قديم ولا صوته وانما انكراطلاق اللفظ وصرح البخاري بان
 اصوات العباد مخلوقة وان احد لا يخالف ذلك فقال في كتاب خلق افعال العباد
 ما يدعونه عن احمد ليس الكثير منه بالبين ولكنهم لم يفهموا مراده ومذهبه والمعروف
 عن احمد واهل العلم ان كلام الله غير مخلوق وما سواه مخلوق ولكنهم كرهوا التقيب
 عن الاشياء الغامضة وتجنبوا الخوض فيها والتنازع الا فيما بينه الرسول صلى الله
 عليه وآله وسلم انتهى وذكر ابن حجر في مقدمة الفتح ما وقع بينه وبين محمد بن يحيى ^{هذا} الذي
 في مسألة اللفظ وما حصل له من المحنة بسبب ذلك وبرائة مما نسب اليه من ذلك
 واما القول باحداث القرآن فباطل تحديتهم ان ذلك قول البخاري حاشاه من ذلك
 واما قوله في صحيحه باب قول الله كل يوم هو في شأن وما يأتهم من ذكر من ربهم محدث
 وقول الله لعل الله يحدث بعد ذلك امرا الى اخر ما ذكر فراده احداث انزال لا غير بلا ^{ضير}
 وهو متبع فيه ماضى عن المولى المرتضى ولكنه كلام الرب عز وجل منه بدا واليه يعود
(التصريف للنقص والزيادة والتحريف)
 عن القرآن الشريف على ارجاء انفا القائل به الخريف قال بالتحريف والنقص والعياد بان الله
 منه ابن ابراهيم القمي فصاحبه ابو جعفر الكليني وابو منصور احمد الطبرسي وبعض من تقدم
 منهم وبعض من تاخر تبع الروايات مفتريات لم عن بعض من تقدمهم ورد ذلك عليهم

والتصريف للنقص
 والزيادة والتحريف
 في القرآن الشريف

فعل عبد اور اوس کی صورت قدیم ہے البتہ اطلاق خلق لفظ قرآن سے انہوں نے انکار کیا ہے اور بخاری نے تصریح کہا کہ اصوات عباد مخلوق ہیں۔ اور احمد کو اس سے خلاف نہیں ہے اور پہر کتاب خلق افعال العباد میں کہا کہ جو اقوال احمد کی طرف منسوب ہیں اکثر غیر واضح ہیں اور نسبت کرنے والوں نے انکی مراد مذہب کو سمجھا نہیں ہے اور اہل علم اور احمد سے مشہور یہ ہے کہ کلام اللہ کا غیر مخلوق اور اوس کا ماسوا مخلوق ہے اور اشیا غامضہ کی تعقیب و خوش اونیہ تانیع علمائے مکرمہ صحابہ سے مگر جس اعتقاد کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف بیان فرمایا انہوں نے اس کے اثبات میں جدوجہد فرمایا استہے۔ اور ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں اور بخاری اور محمد بن یحییٰ ذہلی کے درمیان مسئلہ لفظ قرآن میں جو مناظرہ ہوا اور بخاری کو اس کی وجہ سے جو تکلیف پہنچی اوس کو ذکر کیا ہے اور بخاری کی طرف اس بارے میں جو کچھ منسوب ہے اوس سے انکی برائت ثابت کی ہے اور احداث قرآن کا قول باطل ہے بخاری کی طرف اس کی نسبت غیر صحیح بلکہ قبیح ہے اغا ذامہ من ذلک۔ اور بخاری نے اپنی صحیح میں باب قول اللہ کل یوم ہونی شان و ما یا تیمم من ذکر من ربہم محدث و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ وغیرہ آیات میں جو ذکر کیا ہے النہ سے مراد احداث انزال ہے نہ احداث قرآن اور انکو اتباع ہے حضرت مولیٰ مرتضیٰ کے ارشاد نقل شدہ ماسبق کا کہ قرآن کلام رب عزوجل ہے اوس سے اوسکی ہدایت اور اوس کی طرف نہایت ہے ترویج و دعویٰ نقص و زیادت و تحریف از قرآن شریف علیٰ رحمہ الف قائل خریف۔ ابن ابراہیم قمی اور اوس کا شاگرد ابو جعفر کلینی و ابو منصور احمد طبرسی و بعض اوان کے متقدمین و بعض متاخرین روایات کا ذہب بعض متقدمین کے تابع ہو کر قائل تحریف و نقص قرآن ہوئے ہیں العیاذ باللہ من ذلک

صاحب الكليني ابن بابويه القمي فصاحبه المفيد فصاحبا الشريف المرتضى وابو
 جعفر الطوسي فابو علي الطبرسي صاحب مجمع البيان وكفى الله المؤمنين القتال قال
 ابن بابويه في كتاب الاعتقاد اعتقادنا ان القرآن الذي نزل الله عز وجل على نبيه
 محمد صلى الله عليه وآله وسلم هو ما بين الدفتين وهو في ايدي الناس ليس باكثر من
 ذلك قال ومن نسب الينا انا نقول انه اكثر من ذلك فهو كاذب **(قلت)** اول
 من نسب ذلك الى الائمة رواة الامامية الذين رووا ذلك عن الائمة فهم فيه اول
 الكاذبين ثم وشم الى القمي والكليني ومن تاخر من اوردته في كتب الاصول ولم يردده فقد
 قبله واعتمده واعتقده فتلك سلسلة الكاذبين **وَاللَّحْمَةُ لِلْبَالِغَةِ** قال الله المتعال
 انا نحن نزلنا الذكر وانا له حافظون واخرج الحافظ ابو طاهر السلفي في كتاب انتخاب حديث
 القرآن عن علي بن ابي طالب قال ان هذا القرآن الذي في ايدي الناس هو الذي انزل على
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا زيادة فيه ولا نقصان الا حرف يقرا به يعني
 اختلاف حروف القراءات المروية في زبر القراءات عن اهل بيت النبوة والصحابة
 فالتبعة من القراء المتبعة المعروفة ببيانها بفرض الحروف قال حافظ القرآن والمحدثين ابو عمرو
 الداني في كتاب عدداي القرآن واما عدد اهل الكوفة فرواه حمزة الزيات عن ابن ابي ليلى عن
 ابي عبد الرحمن السلمي عن علي بن ابي طالب موقوفا عليه **(قلت)** ابن ابي ليلى هذا هو

اور کلینی کا شاگرد ابن بابویہ قمی اور اس کے تلمیذ مفید و نیز مفید کے ہر دو تلمیذ شریف مرتضیٰ
 اور ابو جعفر طوسی۔ اور نیز ابو علی طبرسی صاحب مجمع البیان نے او کی تردید کی ہے اور کافی
 ہو اللہ مومنین کو قتال سے ابن بابویہ نے کتب الاعتقاد میں کہا ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ جس
 قرآن کو اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا وہ یہی ہے جو
 بین دفتین ہے اور مسلمانوں کے پاس ہے اس سے زیادہ نہیں ہے اور جو ہماری طرف
 نسبت کرتا ہے کہ ہم اس سے زیادہ کچھ قائل ہیں وہ کاذب ہے میں کہتا ہوں اس مقولہ
 کو اولاً فرقہ امامیہ کے روادے نے ائمہ کی طرف نسبت کیا ہے اس لئے اول کا بڑی
 اور رفتہ رفتہ قمی و کلینی تک نوبت آئی پھر متاخرین نے کتب اصول میں اس
 کذب کو بلا تردید وارد کر کے بصدق و اعتماد و اعتقاد قبول کیا یہ سلسلہ کاذبین کا
 ہے واللہ الحجة البالغہ۔ فرمایا اللہ متعال نے ہمیں ہی نازل کیا قرآن کو اور ہم اس
 البتہ نگہبان ہیں اور حافظ۔ ابو طاہر سلفی نے کتاب انتخاب حدیث القراء میں حضرت
 علی ابن ابی طالب سے روایت کیا کہ جو قرآن لوگوں کے پاس ہے وہی محمد صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر نازل کیا گیا ہے نہ اس میں کچھ زیادت ہے نہ نقصان
 ہے مگر حروف قرائت میں یعنی جو اختلاف حروف قرائت کتب قرائت میں حضرت
 اہل بیت النبوة و صحابہ و تبعہ و قراء متبعہ سے مروی ہے جس کے بیان کو
 فرش حروف کہتے ہیں۔ حافظ القراء والمحدثین ابو عمرو دانی نے کتاب عدوایا
 قرآن میں کہا کہ عدد اہل کوفہ کو حمزہ زیات نے ابن ابی لیلیٰ سے انہوں نے
 ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے انہوں نے علی بن ابی طالب رضی سے موقوفاً روایت
 کیا ہے (میں کہتا ہوں) یہ ابن ابی لیلیٰ۔

عبد الله بن عيسى بن عبد الرحمن بن أبي ليلى فإنه هو الذي روى العدد عن السلي قال ورواه
 عن حمزة الكسائي وسليم بن عيسى وغيرهما أنا فارس بن أحمد أنا أحمد بن اسمعيل أنا أبو بكر
 الرازي أنا أبو العباس المقرئ عن محمد بن عيسى قال حكى عدد أهل الكوفة عن علي فيما ذكره
 سليم عن سفيان عن عبد الله بن علي عن أبي عبد الرحمن عن علي وسليم عن حمزة عن أبي ليلى
 عن أبي عبد الرحمن عن علي ثم قال الداني قال محمد يعني ابن عيسى جميع عدد أي القرآن في قول
 الكوفيين خاصة ستة آلاف ومائتا آية وثلاثون وست آيات وهو العدد الذي رواه
 سليم والكسائي عن حمزة واسند الكسائي إلى علي وذكر سليم أن حمزة قال هو عدد أبي
 عبد الرحمن السلي ولا أشك فيه عن علي إلا أني لم أخبر عنه انتهى **(قلت)** ورواه
 المحافظ أبو بكر محمد بن خلف بن حيان المعروف بوكيع القاضي صاحب كتاب العز من
 الأخبار ثم الأستاذ أبو عبد الله أحمد بن عمر الأندلسي في كتابه الإيضاح عن حمزة
 عن عاصم عن أبي عبد الرحمن عن علي به وعلم عدد الأي أول علوم القرآن فإنه يتعلق به
 التحديد والتعريف وبه يتعلق باب زعم الزيادة والنقص والتحريف من الملاحدة والزنادقة
 وهو كما قال القاضي أبو بكر ابن العربي من معضلات القرآن ولذا قد كثرت اعتناء المولى على
 المرضي به ثم اهتمام قراء أصحابه فعدا أهل السنة أصح الأعداد ذلك العدد قال الفقيه أبو الليث
 السمرقندي في البستان والمختار من الأقاويل هو عدد الكوفيين وهو العدد المنسوب إلى

عبدالقدیر بن عیسیٰ بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ مین کیونکہ وہ وہی مین جنہوں نے عدد آیات کو سلمیٰ سے روایت کیا ہے۔ کہا ابو عمرو دانی نے کہ اور اس عدد کو روایت کیا ہی حمزہ سے کسائی اور سلیم بن عیسیٰ وغیرہا نے خبر دی ہکو فارس بن احمد نے کہا کہ خبر دی ہکو احمد بن اسمعیل نے کہا کہ خبر دی ہکو ابو بکر رازی نے کہا کہ خبر دی ہکو ابو سقری نے وہ محمد بن عیسیٰ سے اونہوں نے کہا کہ عدد کو فہ والو نکا نقل کیا گیا ہی حضرت علیؓ سے ذکر کیا اسکو سلیم نے سنی سے وہ عبد الاعلیٰ سے وہ ابو عبدالرحمن سے وہ حضرت علیؓ سے اور ذکر کیا اسکو سلیم نے حمزہ سے وہ ابن ابی لیلیٰ سے وہ ابو عبدالرحمن سے وہ حضرت علیؓ سے۔ پر کہا ابو عمرو دانی نے کہ کہا محمد نے یعنی عیسیٰ کے بیٹے کہ جملہ آیات قرآن خاص کو فہونکے قول مین چہ ہزار دو سو چہتیس مین اور یہ وہی عدد ہے جسکو سلیم اور کسائی نے حمزہ سے روایت کیا ہے اور کسائی نے اسکی سند حضرت علیؓ تک پہنچائی ہے اور سلیم نے ذکر کیا کہ حمزہ نے کہا ہے کہ وہ عدد ابو عبدالرحمن سلمیٰ کا ہی اور جسکو اسمین شک نہیں ہے کہ وہ حضرت علیؓ سے ہی گریہ کہ جسکو اسکی خبر نہیں دی گئی۔ مصنف کہتے ہیں مین کہتا ہوں کہ اور اسکو روایت کیا ہے حافظ ابو بکر محمد بن خلف بن حیان نے جو مشہور بقاضی و کبج و مؤلف کتاب الغرر من الاخبار ہے پر استاد ابو عبداللہ احمد بن عمر اندرانی نے کتاب الایضاح مین حمزہ سے وہ عاصم سے وہ ابو عبدالرحمن سے وہ حضرت علیؓ سے ایسا ہی اور علم آیتونکی عدد کا قرآن کے علمون مین پہلا علم ہے اسلئے کہ اس سے علاوہ ہے حد و معرفت آیت کا اور اوسی سے بند ہوتا ہے دروازہ زعم زیادت و نقص و تحریف کا ملاحظہ و زمانہ کی جانب سے۔ اور یہ علم حد و جیسا کہ قاضی ابو بکر بن عربی نے کہا ہے قرآن کے مشکل علمون سے ہو اور اسی واسطے حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کا اعتناء پر آپ کے قراء اصحاب کا اہتمام اسمین بیت رہا اسلئے اہل سنت اصح اعداد اسہی عدد کو جانتے ہیں۔ چنانچہ فقیہ ابواللیث سمرقندی بستان علوم مین کہتے ہیں کہ مختار اسبارہ کے سب اقوال مین عدد کو فہن ہے اور وہ وہی ہے جو حضرت علیؓ کی جانب منسوب ہو اور ابو جعفر احمد بن علی نیشاپوری بڑے عالم اہل سنت کے کہتے ہیں کہ عدد اہل کو فہ منسوب ہے حمزہ کی طرف اور وہ اصح اعداد ہے کیونکہ وہ لیا گیا ہے حضرت مرتضیٰ سے۔

على كرم الله وجهه وقال ابو جعفر احمد بن علي النيسابوري عدد اهل الكوفة منسوب
 الى حمزة الزيات وهو اصح الاعداد لانه ما خوذ من علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه انتهى وهذا
 البحث مبسوط في كتاب علوم القرآن عن اهل بيت النبوة والعرفان بما يعز الزيادة عليه و
 ينبغي لمن ينبغي علم الوجوع اليه فهذا القرآن المنزل المطر يقرا الامام الهادي المنتظر اذا اولد
 ظهر كما قرأه المولى علي واهل بيته لا غير بلا ضير (بيان كتاب علوم القرآن)
 المولى المرتضى وهو اول كتاب في هذا الشأن ليس له ثان - وقد يتوهم انه قرآن لمجرد فيه ما ليس في
 غيره وليس كما يتوهم قال الحسن العسكري ابو هلال بن عبد الله بن سهل في كتاب الاوائل ما ابو احمد
 الحسن بن عبد الله بن سعد العسكري قال ثنا الصولي اي ابو بكر محمد بن يحيى قال ثنا العلادي اي محمد بن زكريا
 الاخباري قال ثنا احمد بن عيسى قال ثني عني الحسن بن زيد عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جد قال لما قبض
 رسول الله صلى الله عليه واله وسلم تشاغل علي بدفعه فبايع الناس ابا بكر فجلس عليه يجمع القرآن فكتبه
 في اخرج واكتاف الابل وفي الورد الحديث وهو مرسل كالم متصل سند متعاضدا بالشواهد فلا يكره
 ابن ابي داود في المصاحف عن ابن سيرين قال لما توفي رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ابطأ علي عن بيعة
 ابي بكر فلقبه ابو بكر فقال اكرهت امارتي فقال لا ولكن اليك بيمين ان لا ارتدي برداي الا الى الصلوة
 حتى اجمع القرآن فرغوا انه كتبه على تنزيله قال ابن سيرين واصبحت ذلك لكان فيه العلم سكنت عليه الذي
 في قاريه وطبقات القراء ولا بن سعد عنه قال ثبت ان عليا ابطأ عن بيعة ابي بكر فلقبه ابو بكر فقال

حضرت علیؓ کا علم اللہ وجہ کی طرف منسوب ہے اور ابو جعفر احمد بن علی نیشاپوری نے کہا اہل کوفہ کا عدد حمزہ زیات کی طرف منسوب ہے اور وہ اصح الاعداد ہے اس لئے کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ماخوذ ہوا تھا۔ اور یہ بحث اہل بیت النبوة والعرفان سے کتاب علوم القرآن میں اس قدر ربط سے مسطور ہے کہ اس سے زیادہ تفصیل نایاب ہے جو اسکی دریافت کا طالب ہو اس کتاب کو مطالعہ کرے اور اسی قرآن منزل و مسطور کو امام مہدی منتظر حقیقت پیدا و ظاہر ہونگے موافق قرأت مولیٰ مرتضیٰ علی اور آپ کے اہل بیت کے بلا کم و کاست قراءت قرآن (بیان مولیٰ مرتضیٰ علی کی کتاب علوم القرآن کا) اس شانین یہ پہلی کتاب اور لاثانی ہے اور بعض نے وہم کیا کہ حضرت علی کا یہ علمیہ قرآن ہر اسمین وہ بیان ہے کہ اس کے غیر میں نہیں ہے یہ گمان بعض کا قابل اعتبار نہیں ہے حسن عسکری ابو ہلال بن عبد اللہ بن سہل نے کتاب الاوائل میں کہ ہکو ابو احمد یعقوب بن عبد اللہ بن سعد العسکری نے خبر دی اسنے کہا ہم سے صولی یعنی ابو بکر محمد بن یحییٰ نے حدیث کی اسنے کہا ہم سے غلابی یعنی محمد بن زکریا الاخباری نے حدیث کی اسنے کہا ہم سے احمد بن عیسیٰ نے حدیث کی احمد بن عیسیٰ نے کہا کہ مجھ سے میرے عم حسن بن زید نے جعفر بن محمد سے جعفر بن محمد نے اپنی باپ محمد سے محمد نے اپنی باپ زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث کی فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی حضرت علی آپ کے دفن میں مشغول ہوئے اور لوگوں نے حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی حضرت علی قرآن کو جمع کرنے کیلئے بیٹھے اوہوں نے قرآن کو کپڑے کے ٹکڑوں اور استخوانہائے شانہ شتر اور کاغذ پر تحریر فرمایا اللہ علیہ السلام یہ حدیث مرسل مثل متصل اللہ کے معترضہ بشواہد ہی ابو بکر ابن ابی داؤد نے مصاحف میں ابن سیرین سے روا کیا کہ جب وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی نے بیعت حضرت ابی بکر سے تاخیر فرمائی حضرت ابو بکر آپ سے ملے اور کہا کیا میری خلافت اکو ناگوار گزری فرمایا نہیں لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ قرآن کو جب جمع نہ کروں علاوہ نماز کو اور کسی کام کیلئے جاؤں نہیں اور ہنگام اس وقت کہ لوگ نے زعم کیا ہے کہ قرآن کو ترتیب نزول کے موافق آپ نے لکھا ہے ابن سیرین نے کہا اگر مجھ کو دستیاب ہو جاوے تو البتہ اس میں علم ہے ذہبی نے اپنی تاریخ اور طبقات القراء میں اس روایت پر سکوت کیا۔ اور ابن سعد نے ابن سیرین سے روایت کیا کہ مجھ کو خبر ہو چکی ہے کہ حضرت علی نے بیعت حضرت ابو بکر سے تاخیر فرمائی حضرت ابو بکر آپ سے ملے اور فرمایا کیا میری خلافت اکو ناگوار ہے فرمایا۔

أكرهت أمارني فقال لا ولكن أليت بيمن إن لا انتدي برداء إلا في الصلوة حتى أجمع القرآن قال
 فرحموا الله كتبته على تنزيله قال محمد فلو أصبت ذلك الكتاب كان فيه علم قال ابن عون فسألت عكرمة
 عن ذلك الكتاب فلم يعرفه أي على التنزيل وقال ابن الصُّرَيْس في فضائل القرآن ثنا بشر بن موسى نبأنا هوزة
 بن خليفة نبأنا عوف عن محمد بن سيرين عن عكرمة قال لما كان بعد بيعة أبي بكر قعد علي بن أبي طالب في
 بيته فقبل لأبي بكر كره بيعتك فأرسل إليه فقال أكرهت بيعتي قال لا والله قال ما أقعدك عنى قال وآ
 كتاب الله يزد فيه فحدثت نفسي إن لا البس دأني لصلوة حتى أجمعه قال له أبو بكر فأنك نعم وأيت قال
 محمد فقلت لعكرمة الفوه كما أنزل الأول فالأول قال لو اجتمعت الأنس والجن على أن يؤلفوه ذلك التأليف
 ما استطاعوا وعوف بن أبي جميلة ومن فوقه أئمة الصحيح وهوذة أخرج به ابن ماجه وثقه ابن حبان وقال
 روى عنه يعقوب بن إبراهيم الدوري وأهل العراق ومشاء البخاري فلم يتكلم فيه بشئ وبشر من أقران ابن المديني
 وشيوخ يعقوب بن شيبه وأمثاله كان أحمد يكرمه وقال الدارقطني ثقة تبديل وقال أبو بكر الخلال جليل
 مشهور وقال أبو الحسين بن أبي يعلى بن القراء سمع الكثير من هوذة بن خليفة وقوله يزد فيه أي كان يزداد
 فيه تنزيل من الله تعالى في حيوة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والآن انقطع نزوله بعد فينبغ
 جمع كل ما نزل في موضع ولا مناط بجمعه بالزيادة سيما مع كونه حافظا له إلا بحمل الجمع على جمع الكتب
 لأجمع القلب ويوضحه سؤال ابن سيرين وجواب عكرمة وقال ابن أبي شيبه في مصنفه ثنا يزيد بن هارون
 أنا ابن عون عن محمد قال لما استخلف أبو بكر قعد علي في بيته فقبل لأبي بكر فأرسل إليه أكرهت خلافتي

نہیں لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ قرآن کو جب تک جمع نہ کر لوں علاوہ نازکے اور کسی کیلئے چاؤ نہیں پہنوں گا۔ لوگ گمان کرتے ہیں کہ قرآن کو ترتیب نزول کے مطابق آپ نے لکھا ہے ابن سیرین نے کہا اگر مجھ کو دستیاب ہو جاوے تو البتہ اوسمیں علم ہے کہا ابن عون نے میں نے عکرمہ سے اس قرآن کو یعنی جو مطابق تنزیل ہو دریافت کیا تو اوسکو اسکا علم نہ تھا اور کہا ابن الغریس فی فضائل قرآن میں ہم سے بشر بن موسیٰ نے حدیث کی کہ ہم کو ہودہ بن خلیفہ نے خبر دی ہودہ نے کہا کہ بکوعوف نے خبر دی محمد بن سیرین نے عکرمہ سے کہ بعد بیعت حضرت ابی بکر کے حضرت علی بن ابیطالب نے اپنی گہر میں مقود فرمایا کسی نے حضرت ابی بکر سے عرض کیا کہ حضرت علی نے آپ کی بیعت کو کروہ جانا حضرت ابو بکر نے آپ کے پاس کیکو بھیج کر دریافت کیا آیا آپ نے میری بیعت کو کروہ جانا فرمایا نہیں واللہ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ مجھے آپ نے کس لئے کنا رکشی فرمائی۔ فرمایا میں نے دیکھا کہ کتاب اللہ میں بڑھایا جاتا ہے اس لئے یہ قصد کیا کہ اوسکو جمع کر لینے تک بجز نازکے چاؤ نہ اڑھوں حضرت ابو بکر نے کہا کہ آپ فی عمدہ قصد کیا ہے کہا محمد بن سیرین نے منی عکرمہ سے پوچھا آیا اونہوں نے ترتیب نزول کے مطابق قرآن کو جمع کیا ہو کہا کہ اگر جن وانس شفق ہو تو اس ترتیب پر تالیف کرتے تو نہ کر سکتے اور عوف ابن ابی جمیلہ اور اوسنے اوپر کے رواۃ ائمہ صحیح بخاری کی ہیں اور ہودہ سے ابن ماجہ نے احتجاج کیا ہے اور ابن جان نے اوسکی توثیق کی اور کہا کہ یعقوب بن ابراہیم وورقی و اہل عراق نے اوس سے روایت کی ہے اور بخاری نے اوسکو ذکر کر کے اوسمیں کچھ کلام نہیں کیا اور بشر علی بن المدینی کے اقوال نے یعقوب بن شیبہ اور اوسکے اشال کے شیوخ سے ہے احمد بن حنبل اوسکی تکریم کرتے ہو اور داقطنی نے کہا کہ ثقہ منیل ہے اور ابو بکر خلال نے کہا جلیل مشہور ہے اور کہا ابو الحسن بن ابی یعلیٰ بن فرات نے کہ ہودہ بن خلیفہ سے اوسنے احادیث کثیرہ کو سنا ہے اور حضرت علی کا یہ ارشاد کہ اوسمیں زیادہ کیا جاتا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیوۃ میں منجانب اللہ نزول وحی سے قرآن پڑھایا جاتا تھا اور اب آپ کے بعد اوسکا نزول منقطع ہو گیا اسلئے جملہ منزل کو ایک جگہ جمع کرنا ضرور ہوا اور آپ کے جمع کرنے کو زیادت کچھ علاقہ نہیں علی الخصوص اس حال میں کہ آپ حافظ قرآن تھے مگر یہ کہ مقصود کتابت میں جمع کرنا ہو قلب

اكرهت اما دني فقال لا ولكن اليك يمين ان لا اذقدي برداء الا في الصلوة حتى اجمع القرآن قال
 فرسموا له كتبه على تنزيله قال محمد فلو اصبحت ذلك الكتاب كان فيه علم قال ابن عون فسألت عكرمة
 عن ذلك الكتاب فلم يعرفه اى على التنزيل وقال ابن الصرثيس في فضائل القرآن ثنا بشر بن موسى نبينا هو ذرة
 بن خليفة نبانا عوف عن محمد بن سيرين عن عكرمة قال لما كان بعد بيعة ابي بكر قعد علي بن ابي طالب في
 بيته فقيل لابي بكر كره بيعتك فارسل اليه فقال اكرهت بيعتي قال لا والله قال ما اقعده عنى قال رأيت
 كتاب الله يزاد فيه فحدثت نفسي ان لا البس داني لصلوة حتى اجمعه قال له ابو بكر فانك نعم ما رأيت قال
 محمد فقلت لعكرمة الفوه كما انزل الاول فالاول قال لواجتمعت الانس والجن على ان يؤلفوه ذلك التاليف
 ما استطاعوا وعوف بن ابي جميلة ومن فوقه ائمة الصحيح وهو ذرة اجمع به ابن ماجه وثقه ابن حبان وقال
 روى عنه يعقوب بن ابراهيم الدورقي واهل العراق ومشاء البخاري فلم يتكلم فيه بشئ وبشر من اقران ابن المديني
 وشيوخ يعقوب بن شيبة وامثاله كان احمد يكرمه وقال الدارقطني ثقة تبديل وقال ابو بكر الخلال جليل
 مشهور وقال ابو الحسين بن ابي يعلى بن القراء سمع الكثير من هوذة بن خليفة وقوله يزاد فيه اى كان يزاد
 فيه تنزيلا من الله تعالى في حياة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والان انقطع نزوله بعد فينبغي
 جمع كل ما نزل في موضع ولا مناط لجمعه بالزيادة سيما مع كونه حافظا له الا بجماع الجمع على جمع الكتب
 لا بجمع القلب ويوضحه سؤال ابن سيرين وجواب عكرمة وقال ابن ابي شيبة في مصنفه ثنا يزيد بن هارون
 انما ابن عون عن محمد قال لما استخلف ابو بكر قعد علي في بيته فقيل لابي بكر فارسل اليه اكرهت خلافتي

نہیں لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ قرآن کو جب تک جمع نہ کر لوں علاوہ ماز کے اور کسی کیلئے چادر نہیں پہنوں گا۔ لوگ گمان کرتے ہیں کہ قرآن کو ترتیب نزول کے مطابق آپ نے لکھا ہے ابن سیرین نے کہا اگر مجھ کو دستیاب ہو جاوے تو البتہ اوسین علم ہے کہا ابن عون نے میں نے عکرمہ سے اس قرآن کو لینے جو مطابق تنزیل ہو دریافت کیا تو اسکو اسکا علم نہ تھا اور کہا ابن العزیز فی فضائل قرآن میں ہم سے بشر بن موسیٰ نے حدیث کی کہ ہم کو ہودہ بن خلیفہ نے خبر دی ہودہ نے کہا کہ ہکو عوف نے خبر دی محمد بن سیرین سے محمد بن سیرین نے عکرمہ سے کہ بعد بیعت حضرت ابی بکر کے حضرت علی بن ابیطالب نے اپنی گہر میں فتوح فرمایا کسی نے حضرت ابی بکر سے عرض کیا کہ حضرت علی نے آپ کی بیعت کو کروہ جانا حضرت ابو بکر نے آپ کے پاس کیکو بھیج کر دریافت کیا آیا آپ نے میری بیعت کو کروہ جانا فرمایا نہیں واللہ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ مجھے آپ نے کس لئے کنا رکشی فرمائی۔ فرمایا میں نے دیکھا کہ کتاب اللہ میں بڑھایا جاتا ہے اس لئے یہ قصد کیا کہ اسکو جمع کر لینے تک بجز نماز کے چادر نہ اڑھوں حضرت ابو بکر نے کہا کہ آپ نے عمدہ قصد کیا ہے کہا محمد بن سیرین نے میں عکرمہ سے پوچھا آیا اونہوں نے ترتیب نزول کے مطابق قرآن کو جمع کیا ہو کہا کہ اگر جن وانس متفق ہو کر اس ترتیب پر تالیف کرتے تو نہ کر سکتے اور عوف ابن ابی جمیلہ اور اوسنے اوپر کے رواۃ ائمہ صحیح بخاری کی ہیں اور ہودہ سے ابن ماجہ نے احتجاج کیا ہے اور ابن حبان نے اوسکی توثیق کی اور کہا کہ یعقوب بن ابراہیم وورقی و اہل عراق نے اوس سے روایت کی ہے اور بخاری نے اسکو ذکر کر کے اوسین کچھ کلام نہیں کیا اور بشر علی بن المدینی کے اقوال نے یعقوب بن شیبہ اور اسکے اشال کے شیوخ سے ہے احمد بن حنبل اوسکی تکریم کرتے ہو اور داؤد قطنی نے کہا کہ ثقہ نبیل ہے اور ابو بکر خلّال نے کہا جلیل مشہور ہے اور کہا ابو الحسن بن ابی یعلیٰ بن فراس نے کہ ہودہ بن خلیفہ سے اسنے احادیث کثیرہ روایت کی اور حضرت علی کا یہ ارشاد کہ اوسین زیادہ کیا جاتا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیوۃ میں منجانب اللہ نزول وحی سے قرآن پڑھایا جاتا تھا اور اب آپ کے بعد اسکا نزول منقطع ہو گیا اسلئے جملہ منزل کو ایک جگہ جمع کرنا ضرور ہوا اور آپ کے جمع کرنے کو زیادہ کچھ علاقہ نہیں علی الخصوص اس حال میں کہ آپ حافظ قرآن ہو کر یہ مقصود کتابت میں جمع کرنا ہو قلیل میں۔ اور اس تقریر کو ابن سیرین کا سوال اور عکرمہ کا جواب واضح کرتا ہے اور ابن شیبہ نے اپنی مصنف میں کہا کہ مجھے یزید بن ہارون نے حدیث کے یزید بن ہارون نے کہا کہ ہکو ابن عون نے محمد بن سیرین سے خبر دی محمد بن سیرین نے کہا جب ابو بکر خلیفہ ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی گہر میں جلوس فرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے آپ سے دریافت

کہا کہ میری خلافت کیا ہوگی

قال لا اكره خلافتك ولكن كان القرآن يراذ فيه فلما قبض رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جعلت عليّ ان لا اؤتدي الا للصلاة حتى اجتمع للناس فقال ابو بكر نعم ما رايت وسند ائمة الصحيح واخرجه ابن اشتهر في المصاحف من وجه اخر عن ابن سيرين وفيه انه كتب في مصحفه النسخ والمنسوخ وان ابن سيرين قال تطلبت ذلك الكتاب وكنت فيه الى المدينة فلم اقدر عليه واخرجه ابو عمر في الاستيعاب عن يحيى بن سليمان ثنا اسمعيل بن علقمة ثنا ايوب السخيا في عن ابن سيرين وفيه قال ابن سيرين فبلغني انه كتب على تنزيله ولو اصبحت ذلك الكتاب لوجد فيه علم كثير وقال عبد الرزاق انا معمر عن ايوب عن عكرمة قال لما ابويح لابي بكر تخلف علي عن بيعته وجلس في بيته فلقية عمر فقال تخلفت عن بيعة ابي بكر فقال اني اليت بيمين حين قبض رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان لا اؤتدي بردا في الا الى الصلاة المكتوبة حتى اجمع القرآن فاني خشيت ان يتقلت وسنده صحيح وكان عكرمة رواه كالسابق عن مولاة فلا بن ابي حاتم عن سماك قال عكرمة كل شيء احدثكم في القرآن فهو عن ابن عباس قول ابن سيرين فرعوا محله روايته عن جماعة من الائمة غير عكرمة واما قيل عكرمة لواجمت فهو نفى ورأى له لا تحديث واثبات عن احد من الاثبات ورأيه ونفيه في مثله كتنسيخ آية التظهير وآية المودة محل تحمة ولذا لم يعول ابن سيرين عليه ولا التفت اليه على انه يرد قول المولى علي المرتضى وسالوني عن كتاب الله عز وجل فوالله ما من آية الا وانا اعلم بالليل نزلت امرينها رامي سهل نزلت امر في جبل اخرجه معمر عبد الرزاق وابن سعد وابن راهويه واحمد بن سلمة النيسابوري والنسائي في مسند علي وابن ابي حاتم في كتاب المخرج والتعديل وسند ائمة وابرا الابد

فرمایا آپ کی خلافت مجھ کو ناگوار نہیں ہے لیکن قرآن زیادہ کیا جاتا تھا جب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی
 میں نے اپنے دمہ پر لازم کیا کہ بجز نماز چار روزہ اور ہونیکا کے قرآن کو گننے کا جمع کروں حضرت ابو بکرؓ نے آپ کی رائے کی تحسین فرمائی اس
 حدیث کی سند میں ائمہ صحیحہ واقع ہیں و نیز اس روایت کو ابن اثیر نے مصاحف میں بطریق دیگر ابن سیرین سے روایت کیا
 کہ حضرت علیؓ نے اپنے مصحف میں نسخ و منسوخ کو کتابت فرمایا کہا ابن سیرین نے میں نے اس کتاب کو تلاش کیا اور اسکے لئے
 مدینہ کو خط لکھا لیکن مجھ کو دستیاب نہ ہوئی اور نیز اس روایت کو ابو عمر نے الاستیعاب میں یحییٰ بن سلیمان سے روایت کیا
 کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے حدیث کی اوسنے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے ابن سیرین سے حدیث کی اور اس روایت میں ہے
 کہ کہا ابن سیرین نے مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ حضرت علیؓ نے ترتیب نزول کے مطابق قرآن کو تحریر فرمایا ہے اگر وہ کتاب دستیاب
 ہوتی تو اس میں علم کثیر پایا جاتا اور کہا عبدالرزاق نے مجھ کو عمر نے ایوب سے اوسنے عکرمہ سے خبر دی کہا جب لوگوں نے
 حضرت ابو بکر سے بیعت کی حضرت علیؓ اذکی بیعت کرنا رکش ہو کر اپنے گھر میں تشریف فرما رہے حضرت عمرؓ آپ سے
 اور کہا کہ آپ نے ابی بکر کی بیعت سے کس لئے تخلف کیا فرمایا کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت میں نے
 قسم کھائی کہ فرض نماز کے علاوہ تاجم قرآن چار دن نا پڑھوں گا اس لئے کہ مجھ کو اس کے تلف ہونیکا خوف تھا اس حدیث
 کی سند صحیحہ ہے اور گویا کہ عکرمہ نے اس روایت کو مثل روایت سابقہ اپنے مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت
 کیا ہے چنانچہ ابن ابی حاتم نے سماک سے روایت کیا کہ عکرمہ نے کہا جو کچھ میں تم سے قرآن کے متعلق کہتا ہوں وہ ابن
 عباس سے ہے اور ابن سیرین کا (نعموا) کہا اور ائمہ سے علاوہ عکرمہ کے روایت کرنے پر محمول ہے اور عکرمہ کا
 مقولہ (لَوْ اجْتَمَعَتِ اِلٰی آخِرِه) نفی اور اوس کی رائے سے نہ کسی مستند سے تحدیث و اثبات ہے اور
 اوس کی رائے اور نفی ایسے مواقع میں مثل تفسیر آیہ تطہیر و آیہ مودت کی محل تہمت ہے اور اسی لئے ابن سیرین
 نے اس پر اعتقاد نہیں کیا اور نہ اس کی طرف متوجہ ہوئے علاوہ برین قول مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کہ دریافت
 کرو مجھ سے کتاب اللہ عز وجل کو قسم ہے اللہ کی کوئی آیت نہیں ہے مگر میں جانتا ہوں کہ وہ دن میں نازل ہوئی ہے
 یا رات میں۔ میدان میں نازل ہوئی ہے یا پہاڑ میں۔ اس کی تردید کرتا ہے۔ حضرت مولیٰ مرتضیٰ کے
 اس قول کو روایت کیا ہے عمر نے پہر عبدالرزاق و ابن سعد و ابن راہویہ و احمد بن سلمہ و میثاق پوری فرادر نسائی نے
 سند علی بن ابی حاتم نے کتاب الحجج و التعلیل میں اور اس سند کے رواۃ ائمہ میں و نیز ابن الانباری نے

في المصاحف وابوعمر في العلم وقومهم فقد علم انه كرم الله وجهه جمع القرآن قديماً على تنزيله الاول
فالاول من سورة كما ذكر الباقلاني على ما في تفسير القرطبي فان كثير مشعرا باستثله من بعضها البعض
ايها وترتيب نزول الاي في سورة خالف تنزيلها ترتيب النظم كما كان تلقاه من رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم حيث كان ائتماء بعليه من اول تعلمه جمعة بعد وفاته صلى الله عليه وآله وسلم كما تقدم في
العرضة الاخيرة خشية ان يقلت فقصده بحافظة علم التنزيل والتحديد وارشاد الى معرفة الناسخ
والمسوخ وعلم اهل الرسوخ فكان كانه كتاب علوم القرآن يعلم منه علما جاهلها ويا وفعما عابطينا
اعطاها الله من لدنه اياه فكان كانه العلم كله قال ابن حجر المكي في اللخ المكية
واختلوا في المرقضي بعد موته صلى الله عليه وآله وسلم فكتب كتابا
فيه العلوم الحجة حتى قال ابن سيرين لو اصبحت
ذلك الكتاب لظفرت بالعلم
كله

كل بحر الاول كتاب الفقهاء الاكبر عن اهل البيت الاظهر ويتلوه بحر الثاني من الايمان بانبياء الله ورسوله تعالى

المصاحف میں اور ابو عمر نے العلم میں اور ایک گروہ کثیر نے اس مقولہ کو روایت کیا ہے اس
 معلوم ہوا کہ آن حضرت کرم اللہ وجہہ نے اولاً قرآن کو مطابق ترتیب نزول جمع فرمایا ہر یک سورہ
 کو مطابق ترتیب نزول مقدم و موخر کیا جیسا کہ ذکر کیا باقلا فی جیسا کہ تفسیر قرطبی اور تفسیر ابن کثیر میں ہے
 اور بعض سورتوں کی بعض آیات کے استثنا کو اور جس سورہ میں ترتیب نزول آیات خلاف ترتیب نظم
 کہتی اس سے خبردار فرمایا جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا
 تھا اس لئے کہ ابتدا و القلم سے آپ کو اس علم کی جانب اعتنا
 تھا پھر بعد وفات آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطابق عرضہ اخیرہ بخوف
 انقلابات جمع فرمایا اور محافظت علم تنزیل و تحدید آیات کا اس سے قصد کیا اور معرفت
 ناسخ و منسوخ و علم اہل رسوخ کی طرف راہ بنائی گویا کہ علوم قرآن کی یہ ایک ایسی کتاب
 تھی کہ جس سے بہت سے علوم ظاہرہ و معارف باطنہ معلوم ہوتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے
 نبی اکرم ﷺ کو عطا فرمائے تھے اور گویا کہ یہ کتاب شریف خزینہ جملہ علوم تھی۔ ابن حجر مکی
 نے المنہ الملکید میں کہا ہے کہ حضرت مرتضیٰ نے بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے خلوت نشین ہو کر ایک کتاب تحریر فرمائی جس میں علوم کثیرہ تھے حتیٰ
 کہ ابن سیرین تمنا کرتے تھے کہ اگر

مجھ کو وہ کتاب میسر آئے

تو مجموعہ علم

حاصل

ہو جاتا

ALF JUNG TS	100
(Oriental	
URDU PRINTED	100
Access	100
Subj	

الکافی

تمام ہو چکا پہلا حصہ کتاب الفقہ الاکبر عن اہل البیت علیہم السلام اور اوسکی بعد ہی دوسرا حصہ بیان بنیاد و مسئلہ تعالیٰ

اعلان

شکر اللہ کا کہ کتب دنیہ مطبع عربیہ دکن میں خوشخط و صاف
و پاکیزہ و صحت تمام کے نہایت عمدگی اور صفائی کے ساتھ
ماہتمام کارپردازان مطبع طبع ہوئے ہیں۔ لہذا صاحبان فرمایش سے
امید کی جاتی ہے کہ جو کتاب زبان عربی و فارسی و اردو
میں چھپوانا چاہیں اطلاع فرمائیں۔

